

# کلیا امداد

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

جو تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں  
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں

○ ضیاء القلوب ○ فیصلہ ہفت مسئلہ ○ نالہ امداد غریب  
○ ارشاد مرشد ○ جہاد اکبر ○ غذائے روح ○ درد غمناک  
○ شنوی تحفہ الشناق ○ گلزار معرفت ○ وصدة الوجود

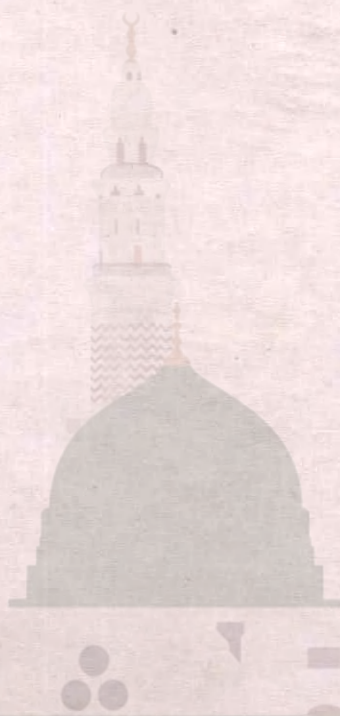
مُصَنَّفًا

سَيِّدُ الطَّائِفَةِ حَيْضَرُ حَاجِي اِمْرَادُ اللّٰهِ صَبَّحَ مَهْجَرِ مَكِّيٍّ

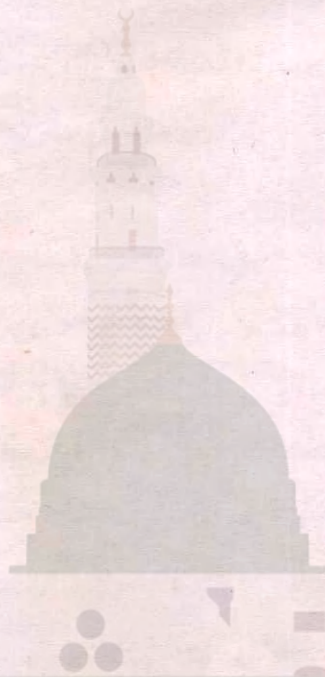
دَارُ الْاِشَاعَةِ

اردو بازار کراچی ۱۔ فون ۲۶۳۱۸۶۱

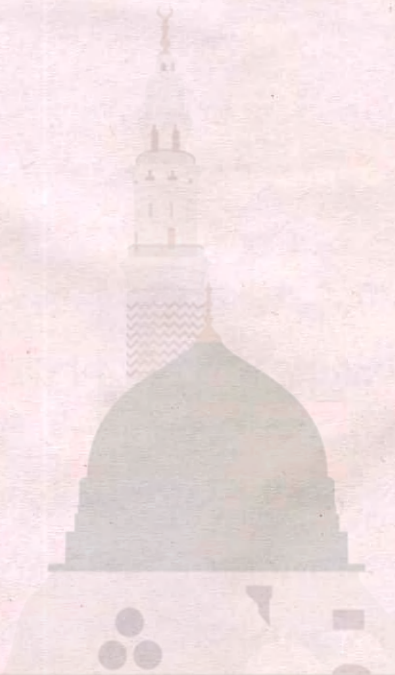
[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)



[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)



[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)



[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

وَتُعْزَمُ مِنْ تَشَاءٍ وَتُرْزَلُ مِنْ تَشَاءٍ ط

\*

# کلیات امداد

یعنی دس کتابوں کا مجموعہ

\*\*\*

۱- ضیاء القلوب	۲- فیصلہ ہفت مسئلہ	۳- نالہ امداد غریب
۴- ارشاد مرشد	۵- جہاد اکبر	۶- مشنوی تحفۃ العشاق
۷- غذائے سادح	۸- درد غمناک	۹- گلزار معرفت
	۱۰- وحدۃ الوجود	

جو تصوف و سلوک، تزکیہ نفس اور اصلاح اخلاق میں  
بے نظیر اور اس فن کی بنیادی اور مشہور کتابیں ہیں۔

مُصَنَّفَةٌ

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ

ناشر

دَارُ الْإِشَاعَةِ

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

# کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف

ازیندہ محمد رضی عثمانی

ہندو پاک کے مرشد کامل اور سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ جہاں برکتی ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے برصغیر ہندو پاک میں وہ کارنامے نمایاں انجام دیئے جس کی مثال مشکل ہے۔ اور آج برصغیر میں جو کچھ مسلمانوں میں اسلام باقی ہے۔ وہ انہی کام ہون منت ہے۔ آپ نے اپنے ایک طرف تو دین و مذہب اور شریعت و طریقت کی شمع روشن فرمائی اور دوسری طرف جہاد بائیں کے لئے عملاً میدان جہاد میں شریک ہوئے۔ اور ۱۲۴۲ھ کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف شامل ضلع مظفرنگر کے محاذ پر جہاد کر کے اسلام کا علم بلند فرمایا۔

آپ کی ولادت ۲۲ صفر ۱۲۳۲ھ بروز روز شنبہ بمقام قصبہ نالوتہ ضلع سہانپور یوپی میں ہوئی۔ لیکن آپ کا آبائی وطن تھا نہ بھون ضلع مظفرنگر ہے۔

آپ کے والد نے امداد حسین اور تاریخی نام ظفر احمد رکھا۔ اور شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ نواسہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ نے آپ کو امداد اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

آپ تعلیم کے لئے سولہ سال کی عمر میں مولانا حملوک العلی صاحب کے ہمراہ دہلی تشریف لے گئے۔ اور وہاں فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل فرمائی۔ اگرچہ حاجی صاحب کا ظاہری علم بہت زیادہ نہ تھا لیکن باطنی علوم کی وجہ سے کیونکہ آپ کو علم لدنی سے نوازا گیا تھا۔ بڑے بڑے اور عظیم الشان مسائل حل فرما دیا کرتے تھے۔ آپ کا روحانی مقام اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہندوستان کے تقریباً سب بڑے بڑے علماء اور صلحاء آپ کے مرید اور خلفاء ہوئے مثلاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حضرت مولانا محمد قاسم نالوتویؒ حضرت مولانا یعقوب صاحب نالوتویؒ مولانا ذوالفقار علی صاحب۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ جن لوگوں نے بعد میں اپنے اپنے طرز پر اسلام کو وہ عظیم الشان خدمات انجام دیں جن کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان شرفاد کار بہنا مشکل ہو گیا تو آپ نے مکہ معظمہ کی ہجرت منظور فرمائی اور ۱۲۴۷ھ میں مکہ معظمہ ہجرت فرمائے۔ اور وہیں پورا سی سال کی عمر میں وفات پائی ۱۲۔ ۱۳ جمادی الاخرہ ۱۲۴۷ھ بروز بدھ اپنے مالک حقیقی سے جاملے آپ کا مزار رحمت العلی میں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ سے کچھ فاصلے پر مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے پہلو میں ہے آپ کی تصانیف میں سے سب سے عظیم کارنامہ تو مشنوی مولانا روم پر فارسی زبان میں حواشی لکھنے کا ہے جسکی خوبیوں سے سب اہل علم واقف ہیں ان کے علاوہ آپ کی دس تصانیف کا مجموعہ بنام کلیات امداد اہر عوام و خواص میں مقبول و مشہور ہو چکی ہے۔ اب تک شائع شدہ نسخوں میں غلطیاں بہت تھیں اور طباعت بھی بہت ناقص تھی اور عرصہ سے یہ کتاب نایاب ہو گئی تھی اسلئے بنام خدائے تعالیٰ دارالاشاعت کراچی سے اسکا جدید عکسی ایڈیشن صحیح و صلاح کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ اور ابتداء کتاب میں تمام تصانیف کی یکجائی اور مکمل فہرست مضامین کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جسکی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کتاب مفید سے مفید تر ہو جائے گی۔

آخرت بنائیں آمین۔ فقط۔

بندہ محمد رضی عثمانی

۲۵ دسمبر ۱۹۶۶ء

۴ محرم ۱۳۹۶ھ

یہ حالات امداد المشاق صفحہ نمبر ۱۸۷ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حیات امداد از پر و فیروز محمد الزواجر لجن سے لے گئے ہیں جو حضرات تفصیلی حالات دیکھنا چاہیں ان کتب کے علاوہ ضما م اعلامیہ وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائیں

(فقط محمد رضی عثمانی ناشر)

# مکمل فہرست مضامین کلیات اداویہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۴	اجس نفی و اثبات کا طریقہ آ	۲	کتاب اور اس کے مصنف کا مختصر تعارف
۲۴	نفی و اثبات کے جس کا دوسرا طریقہ		ضیاء القلوب
۲۵	شغل سر پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ	۸	ابتدائی از مصنف
۲۶	شغل سلطان انصیرا کا طریقہ	۹	مقدمہ
۲۶	شغل سلطان محمود آ کا طریقہ	۱۰	پہلا طریقہ صلی و اختیار کا ہے
۲۶	شغل سلطان الازکار کا طریقہ	۱۰	دوسرا طریقہ تجاہد و ریاضات کا ہے
۲۷	شغل سردی کا طریقہ	۱۰	تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے۔
۲۸	شغل بساط کا طریقہ	۱۰	فصل اول طریقہ بیعت میں
۲۹	تیسری فصل۔ ان انوار اور مراقبات کے بیان میں جو { ذکر اور مراقبہ کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔		باب اول۔ حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال { اور مراقبات کے تفصیلی حالات ما
۳۹	مراقبہ کا طریقہ	۱۲	پہلی فصل
۳۹	دوسرا مراقبہ		توجہ کا طریقہ
۳۹	مراقبہ رویت	۱۲	دوسرا طریقہ
۳۹	مراقبہ اقریبیت	۱۳	ذکر کا بیان
۳۹	دیگر مراقبات بہت ہیں۔	۱۴	مراقبہ ذکر کے بیان میں
۳۹	دوسرا مراقبہ	۱۵	نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ
۳۹	قات کے مراقبہ کا بیان	۱۶	اثبات جہود کے ذکر کا طریقہ
۳۹	اچھے اور برے انوار و آثار کی کیفیت	۱۶	اسم ذات کے ذکر کا طریقہ
۳۹	دوسرا باب۔ حضرات قادریہ جیلانیہ { کے اذکار و اشغال کے بیان میں	۱۷	نفی و اثبات کا اس ذکر کے علاوہ دوسرا طریقہ
۳۹	اجس نفی و اثبات کا طریقہ	۱۹	پاس انفس کا طریقہ
۳۹	پاس انفس کا طریقہ	۱۹	پاس انفس کا دوسرا طریقہ
۳۹	اسم ذات باضریات کا طریقہ	۲۰	مرید غیبی کا دوسرا طریقہ
۳۹	دوسری فصل۔ اشغال قادریہ کے بیان میں { اسم ذات تخبیہ کا طریقہ	۲۰	اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان
۳۹	برزخ اکبر کا شغل	۲۱	اسم ذات مع العرب کا طریقہ
۳۹	اسم ذات کا شغل	۲۱	دوسرا طریقہ
۳۹	شغل دورہ قادریہ کا طریقہ	۲۱	چہار ضربی کا دوسرا طریقہ
۳۹	تیسری فصل۔ مراقبات قادریہ کے بیان میں	۲۱	اسم ذات قلندر کا طریقہ
۳۹	دوسرا مراقبہ	۲۲	ذکر جبار رب کا طریقہ
۳۹	آیت کا مراقبہ	۲۲	ذکر متلاذی کا طریقہ
۳۹	اول مراقبہ توحید افعالی	۲۳	ذکر آرزو کا طریقہ
۳۹	دوسرا مراقبہ توحید صفائی کا ہے	۲۳	ذکر آرزو کا دوسرا طریقہ
			دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں
			نظرات سنیہ کا انداز جس ذکر سے ہر جہاں ہے اس کا بیان

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۴۲	استخارہ کا دوسرا طریقہ	۴۲	تیسرا طریقہ
۴۲	ایک اور طریقہ	۴۲	ذکر برائے شانے مرعین
۴۳	صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان	۴۳	ارواح اور لاکھ کے کشف کا طریقہ
۴۵	ختم خراجگانِ جنت کا طریقہ	۴۴	آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر
۴۵	ختم خراجگانِ قاوربہ کا طریقہ	۴۴	بیماری کشف کے لئے ذکر
۴۵	سلوک کے راستوں کے فوائد کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان	۴۵	مشکل چیزوں کے حصول اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کا ذکر
۴۶	تقریروں کی کیفیت اور ان کا علاج	۴۵	کشف قبور کے واسطے ذکر
۴۶	چلہ کا طریقہ	۴۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر
۴۸	خلوت کی شرطیں	۴۵	ساجت براری کا ذکر
۴۹	نصیحت اور وصیت آمیز کلمے	۴۵	تیسرا باب - حضرت نقشبندیہ کے اذکار و اشغال
۴۳	مشائخِ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت	۴۶	میں استخارہ کا طریقہ
۴۳	سلسلہ حضراتِ چشتیہ صابریہ قدرسیہ کا بیان	۴۶	لطائفِ سنہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ
۴۴	سلسلہ چشتیہ نظامیہ قدرسیہ	۴۸	لطائفِ ستارے شغل کا بیان
۴۴	سلسلہ عالیہ قاوربہ قدرسیہ کا بیان	۴۸	ذکر بار و ب کا طریقہ
۴۵	سلسلہ عالیہ قدرسیہ نقشبندیہ	۴۹	سلطان الاذکار کا طریقہ
۴۶	سلسلہ سہروردیہ قدرسیہ	۴۹	لفظی و اثبات کا طریقہ
۴۶	سلسلہ کبریہ قدرسیہ	۴۹	شکل لفظی و اثبات کا طریقہ
۴۶	۲۔ فیصلہ انت مسئلہ	۵۰	توحیدِ انغالی کا طریقہ
۴۶	ابتدائیہ	۵۱	مراتبہ نایافت
۴۸	ہذا مسئلہ مولود شریف کا	۵۲	مشائخ کے تقریفات اور توجیہ کا طریقہ
۵۱	دوسرا مسئلہ فاقہ تم توجیہ کا	۵۲	مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے۔
۵۲	تیسرا مسئلہ عروس و سماج کا	۵۲	زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ
۵۳	چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا	۵۵	خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ
۵۴	پانچواں مسئلہ جماعتِ تائبہ کا	۵۵	آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ
۵۴	چھٹا و ساتواں مسئلہ امکانِ نظیر و امکانِ کذب کا وصیت	۵۶	ہلاکے وقتہ کرنے کا طریقہ
۵۶	اشعارِ منقوسی معنوی و تمثیلی	۵۶	چوتھا باب - قرآن پاک پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت
۵۶	اختلاف از حقیقت شناسی	۵۶	اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ
۵۶	۳۔ نالہ امدادِ عرب (نظم)	۵۸	نماز پڑھنے کا طریقہ
۵۸	حمد بر مناجات حضرت ابراہیم صدیقؑ	۶۰	نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ
۶۰	غزل در شوقِ زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۶۰	نماز کا ایک اور طریقہ
۶۰	مناجات	۶۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ
۶۱	مناجات حضرت مسرور عالمی صلی اللہ علیہ وسلم	۶۱	نماز کوں تکیوں کا طریقہ
۶۱		۶۲	نماز استخارہ کا طریقہ



صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۰۹	جواب دینا نفس کا	۹۱	مناجات دیگر
۱۱۱	نفس سے عاجز ہو کر بادشاہِ روح سے مدد چاہنی	۹۲	۳- ارشادِ مہرشد
۱۱۲	جاسوس و ساس کو باخبر کرنا کہ نفس کو تن میں رہنا ہے	۹۳	ذکالت صحیح
۱۱۳	خبر ہونی وزیرِ عقل کو اور بھیجنا امیرِ قناعت کو مقابلہ	۹۴	وظیفہ بعد ہر نماز
۱۱۴	سوسن سنگھ کے اور سلم کو تختہ کے اور ان کی فتح ہونا	۹۵	بیان اذکار و اشغال اور مراقبات کا
۱۱۵	آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیرِ عقل کے	۹۵	طریق اثباتِ مجرد
۱۱۶	بھینا وزیرِ عقل کی امیرِ تقویٰ کو مع افواجِ شرم و حیا	۹۵	طریق اسم ذات
۱۱۷	بمقابلہ شہوت سنگھ کے اور فاتح ہونا امیرِ تقویٰ کا	۹۵	طریق ذکر پاسِ انفاس
۱۱۸	حضرت کرنا نفس کا شیطان وزیرِ پر اور	۹۶	پاسِ انفاس کا دوسرا طریقہ
۱۱۹	سوار ہونا لڑنے کیلئے شیطانِ روح سے	۹۶	بیان ذکر اسم ذات ربانی
۱۲۰	آگاہ ہونا سلطانِ روح کا اور بھیجنا وزیرِ عقل کا	۹۶	طریق ذکر نفسِ اثبات
۱۲۱	کو مع لشکرِ دین و تقویٰ اور برابر ہونا دونوں لشکروں کا	۹۶	طریق شغلِ اسم ذات کا
۱۲۲	سلطانِ روح کا دیوان گل کو طلب کرنا کہ وہ پیر	۹۶	طریق شغلِ نفسِ اثبات کا
۱۲۳	روشن شیر سے اور شامل کرنا صلاحِ جنگ میں	۹۶	مراقبہ کا ایک طریقہ
۱۲۴	آگاہ کرنا جاسوسِ نفس کا شیطان وزیرِ پر اور بھیجنا طولِ اصل	۹۶	مراقبہ کا دوسرا طریقہ
۱۲۵	سنگھ کو عقل اور پیر کے قتل کیلئے نذر سے اور اس کا نام امیرِ بڑا	۹۶	طریق ذکر اسم ذات کا
۱۲۶	اطلع کرنا جاسوسِ دین کا کہ جو مفتیانِ یقین	۹۶	اول لطیفہ قلبی
۱۲۷	کے جس سلطانِ روح کو اس امر سے	۹۶	دوسرا لطیفہ روحی
۱۲۸	پیر اور عقل کی نگہبانی روح کے طولِ اصل کے شر سے	۹۶	تیسرا لطیفہ نفسی
۱۲۹	نامید ہوا طولِ اصل سنگھ اور بھیجنا نفس کا حد سنگھ	۹۶	چوتھا لطیفہ ستری
۱۳۰	اور عقل سنگھ اور ریاسنگھ اور عجب سنگھ کو لڑائی	۹۶	پانچواں لطیفہ خفی
۱۳۱	کے لئے وزیرِ عقل اور دیوانِ پسیب کے	۹۶	چھٹا لطیفہ اخفی
۱۳۲	وزیرِ عقل کا اس واقعہ سے آگاہ ہو کر	۹۸	شہادت و سلاسل - شجرہ پستقید
۱۳۳	امیرِ جمادات کو نکل کے مقابلہ میں بھیجنا	۹۸	شجرہ قادریہ
۱۳۴	اور نوح ہونا صدق و اخلاص کو	۹۹	شجرہ لغتیندیہ
۱۳۵	حصہ پر خودت و دریا کو ریاد پیر	۹۹	شجرہ سہروردیہ
۱۳۶	خبر ہونا نفس کو اس شہادت کی اور بھیجنا ہر اولِ طبع کو	۱۰۰	شجرہ پیرانِ چشت، اہل بہشت، و منظوم
۱۳۷	اور حسبِ جاہ اور حسبِ دنیا اور فضولِ کلام	۱۰۵	نصائح مستترقہ
۱۳۸	کو لڑنے و وزیرِ عقل سے	۱۰۵	۵- جہادِ اکبر (نظم)
۱۳۹	بھینا وزیرِ عقل کا امیرِ ترکل کو مقابلہ طبع کے اور حضور کے	۱۰۶	مناجات بھنا - قاضی الحاجات
۱۴۰	غور کے لئے اور زہد و تقویٰ کو حسبِ دنیا کیلئے اور فغا	۱۰۸	لغت شریف
۱۴۱	کو جاہ کے لئے اور توشی کو فضولِ کلام کے لئے	۱۰۸	فتویٰ - انوس اور نہایت عقلیت پر اور تنبیہ کرنا
۱۴۲	بھینا نفس کا محسنی بکر کو جنگ کے لئے اور مقابل ہونا	۱۰۸	نفس سرکش کو اور اللہ کی طرف رجوع کرنا
۱۴۳	تواضع کا نیکر سے اور فتح یابی اسلام کی اور بھانگنا شیطان	۱۲۹	تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفس مردود کو

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۵۲	مناجات شیخ سرسی سقظلیؒ اور طلب قیمت تحفہ کا طوں کی صحبت کی تائید اور ان کی فرصت کی حزن	۱۲۳	حکم کرنا اور رزق کا نفس کے قتل کا اور چھڑانا و زیر قتل کا قتل سے اور قید کر دینا اسکو
۱۵۲	تحفہ کا آزاد ہو کر مخلوق سے بھاگنا	۱۲۴	خاتمۃ الرسالہ
۱۵۴	شیخ اور تاجرا اور امیرین مشی کا بیت اللہ کو جانا	۱۲۸	۶ - مشنوی تحفۃ العشاق و نظم
۱۵۵	اور امیر کا راستہ میں انتقال ہونا تحفہ کا اور ملاقات ہونا شیخ کی تحفہ سے اور اشغال ہونا تحفہ کا اور تاجر کا	۱۲۹	مناجات پنجاب، الہی تعالیٰ شانہ
۱۵۶	نظم از جناب مولانا اشرف علی تھانوی رح	۱۳۰	مناجات و دیگر
۱۳۱	غذائے روح (نظم)	۱۳۱	نعت شریف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
۱۳۱	غذائے روح (نظم)	۱۳۱	در مدح چار یا کرگام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
۱۳۲	محمد	۱۳۲	در مدح اہل بیت
۱۳۲	نعت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۲	تقدیم مشنوی کی وجہ
۱۳۳	درج مبارک ہر چار خلفاءؓ و دیگر اصحابؓ	۱۳۳	رجوع بقصۃ
۱۳۴	درج حضرت میاں جیسو نور محمد چھنجاوی رح	۱۳۴	در بیان محرومی و ندامت پر حال خود حضرت
۱۳۴	مناجات پنجاب ہاری نقالی	۱۳۴	مقارنت، بزرگان و یاران -
۱۳۴	بیان لطف و احسان حضرت مولانا و مرشدنا قطب میاں	۱۳۴	شروع داستان حضرت ابی بی تحفہ مغنیہ
۱۳۵	ومولوی نور محمد صاحب قدس سرہ جو ہمارے شیخ ہیں	۱۳۵	تیمر عشق حقیقی و عشق مجازی و زم عشق مجازی
۱۳۵	ذوق و شوق محبت الہی کا بیان	۱۳۵	داستان در بیان حال حضرت سرسی سقظلیؒ
۱۳۸	کتاب نان و حلوہ مصنفہ بہاؤ الدین	۱۳۸	کیفیت بیمار خانہ مقررہ سرسی سقظلیؒ
۱۳۸	عانی جو ہمارے حسب حال ہے	۱۳۸	ملاقات سرسی سقظلیؒ از بی بی تحفہ و بیان حال عشق
۱۳۹	داستان ندامت کے عمر بیکار خرچ کی اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ چھڑا مومن کا شقا ہے	۱۳۹	بیان چردالہ موسیٰ علیہ السلام (تمثیلاً)
۱۳۹	قطع علاقہ اور گوشہ نشینی	۱۳۹	موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرنا شہان چردالہ سے
۱۳۹	ایک جاہل ماہر کی حکایت جو غار میں رہتا تھا اور ایک جوان دینار دار کی	۱۴۱	بی بی تحفہ مغنیہ کا ذکر اور ان کا ذکر زور و شوق عشق
۱۴۱	ان علیؑ کی خدمت جو امرار سے مشابہت رکھتے ہیں اور فقرار سے دور رہتے ہیں	۱۴۱	حکایات بطریق تمثیل
۱۴۹	مشنوی چیزوں کا بیان اور اشارہ قولہ تعالیٰ	۱۴۱	بیان کرنا تحفہ بی بی کا کہ میرا محبوب و معشوق قادر مطلق ہے یعنی اللہ ہے
۱۴۹	إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا لِقَوْلِهِ	۱۴۲	رجوع بقصۃ
۱۴۹	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول حب الوطن	۱۴۲	حکایت حضرت شیخ منصور
۱۴۹	من الایمان کی کیا عرض ہے	۱۴۲	ملاقات جو تاجرخ سرسی سقظلیؒ کی تحفہ کے مالک سے
۱۴۹	ایک حکایت بطور مثال	۱۴۲	تاجر کا حال بیان کرنا بی بی تحفہ کا
۱۴۹	عشق کی راہ کی مبینیں جو اگر چہ بھاری ہیں لیکن عشاق کے لئے باعث تسکین و راحت ہیں	۱۴۲	ظاہر ہونا تحفہ کے عشق کا
۱۴۹	دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں رہنے والا عابد اور خدا کی طرف سے اس کی آزمائش اور نصیحت یعنی ایک کتے سے	۱۴۲	تحفہ کو بیمارستان میں متبید کرنا اور اس کا غلبہ عشق الہی
۱۴۹		۱۴۲	شیخ سرسی سقظلیؒ کا تحفہ سے اس کا حال پوچھنا
۱۴۹		۱۴۲	ذکر عطا بہ انتہائے الہی در عبادت
۱۴۹		۱۴۲	سرسی سقظلیؒ کا تحفہ کر خرمیہ نا اور تاجر کا منظور کرنا اور تحفہ کو آزاد کر دینا

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۹۰	حضرت بایزید بسطامی کی حکایت	۱۷۴	ریا کاروں اور مکاروں کی مذمت جو بڑا لشکر شیطان کا ہے
۱۹۱	خدا کی عبادت صرف خدائی کیلئے ہونی چاہیے { نہ کہ طمع جنت یا خوف دوزخ کے لئے}	۱۷۵	خدا کی عبادت بطور مثال
۱۹	محمود غزنوی اور ایاز غلام کی حکایت	۱۷۵	ان مژدوں کی مذمت کہ جن کا مقصد اپنا فضل اور بزرگی ظاہر کرنا اور مخلوق کو دھوکہ دینا ہے
۱۹۲	ماسوا کو ترک کر کے محبت الہی کی طرف رغبت	۱۷۶	ان لوگوں کی مذمت جو ہمیشہ اسباب دنیا میں جمع کرتے ہیں۔ لیکن عقیقتی سے غافل ہیں
۱۹۳	ہر چیز اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے اللہ تعالیٰ کا نام نکالنے کا حسابی طہر لقیہ	۱۷۷	آخرت کے کاموں کا نیا نیا رہی دنیا کے کاموں سے بہتر ہے
۱۹۴	تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی رح	۱۷۸	ایک زاہد کا امیر دنیا دار کو تنبیہ
۱۹۵	۸ - رسالہ درد غناک (نظم)	۱۷۸	جو شخص دنیا سے بھاگتا ہے دنیا اس کے پاؤں پڑتی ہے اور جو دنیا کی طرف دوڑتا ہے دنیا اس سے بھاگتی ہے
۲۰۳	۹ - گلزار معرفت	۱۷۹	ایک صوفی کا ارشاد اپنے مریدوں کی دل جمعی و وتسکین کے لئے اور طائروں کا اپنا حال بیان کرنا
۲۰۳	۱۰ - التماس جامع اوراق	۱۷۹	حکایت بطور مثال
۲۰۳	۱۱ - مناجات بدرگاہ الہی	۱۸۰	ان لوگوں کی مذمت جو بادشاہوں سے مصاحبت رکھتے ہیں اور اہل سلوک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ یہ خیال ہے
۲۰۵	۱۲ - چار تعبیہ غزلیں	۱۸۱	ایک مرد عارف کے سامنے دنیا کا عورت نازنین کی شکل میں آنا
۲۰۷	۱۳ - عشقہ و تعبیہ غزلیں	۱۸۲	قصہ دہنہ ایک چرواہے کا از مائش اور بد اعتقادی سے
۲۱۵	۱۴ - غزلیات فارسی	۱۸۴	ان کی مذمت جو دنیا کی بے لذت چیزوں میں غرق ہیں
۲۱۵	۱۵ - جواب خط سید علی احمد تخلص سلی علی احمد انصاری	۱۸۷	کسی کے برا بھلا کہنے کا خیال نہ کرے بلکہ خدا اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق عمل کرے
۲۱۶	۱۶ - غزل شوقیہ ارکان ج	۱۸۸	ایک بے وقوف مرد کی حکایت
۲۱۶	۱۷ - غزلی عید اللہ مسکین در مدح شریف عید اللہ بن	۱۸۹	خاموشی جو انسان کی تمام عادتوں سے بہتر ہے
۲۱۶	۱۸ - شجرہ قادریہ قمیصیہ منظومہ	۱۸۹	ایک حکایت بطور مثال
۲۱۷	۱۹ - رباعی - اور عیدی	۱۹۰	ان لوگوں کی مذمت جو بظاہر فقیر سے مشابہت رکھتے ہیں لیکن اصل میں دینی تھی ہیں
۲۱۷	۲۰ - رسالہ وحدۃ الوجود		
۲۱۸	۲۱ - آغاز و حجاب		
۲۲۰	۲۲ - فقرہ دور بطریق انتخاب از مضامین مکتوب		
۲۲۳	۲۳ - مختصر حال وصال حضرت حاجی امدا اللہ صاحب دہلی رح		

طبع اول از دارالاشاعت کراچی ع  
جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ  
جون ۱۹۷۷ء

## ابتدائیہ از مصنف رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعریف کے تمام مرتبے اس کیلئے کیواسطے مخصوص ہیں جس کو تمام موجودات پوجتے ہیں اور پوجا اپنے وجود میں  
 قیدوں سے آزاد ہے اور بڑے مرتبہ والا ہے اور پریشان کی نعمت ان محترم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے جو  
 دنیا کے وجود کا سبب اور خراکے سچے قائم مقام ہیں خدا ان پر اور ان کے متعلقین اور دونوں پر بارانِ رحمت کی بارش  
 کرنے۔ یہ مذہبی فرض ادا کرنے کے بعد جناب تقدس مآب مجمع الفضائل والمناقب صاحب الشریعۃ والطریقۃ مولانا  
 و مرشد ناد ہدینا میان جیو نور محمد جھنجھانوی چشتی قدس سرہ کا ایک ادنیٰ خادم اور ان کی درگاہ اقدس کا ایک  
 کمترین خاکروب امداد اللہ فاروقی چشتی باادب عرض کرتا ہے۔ کہ میرے بعض مخلصین دیارانِ طریقت  
 علی مخصوص میرے عزیز حافظ محمد یوسف نے جو امام العاشقین عارف باللہ کامل اکمل حضرت حافظ محمد  
 ضامن شہید فاروقی چشتی کے تحت جگر میں۔ باصرار کہا اور تحریک کی کہ خاندانِ چشتیہ صابریہ قدوسیہ چشتیہ  
 میں مشغول ہوئے تھے۔ اور جو زکارد مراقبات ان کے معمول بہا تھے ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیئے جس  
 پر عمل کیا جائے۔ اور آئندہ کام آئے کیونکہ آپ کے حرم محترم کی جاوب کئی کی وجہ سے ہمارے اور آپ کے درمیان  
 جلدائی کی ایک بہت وسیع خلیج ہو گئی ہے۔ کچا آپ کہ حرمین شریفین کی خدمت کر رہے ہیں اور کجا ہم کہ ہندوستان  
 میں پڑے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس حالت میں تعلیم و تعلم بغیر کتابی صورت کے نہیں ہو سکتی ہے۔ اگرچہ  
 اس کمترین اور نالایق کی کم لیاقتی اس ارشاد کے پورا کرنے سے مانع ہوتی تھی لیکن ان حضرات کے غیر معمولی  
 اصرار سے رو تابی کا کوئی موقع نہیں دیکھا اور درگاہِ احدیت سے اعانت کا خواستگار ہوا۔ اور حکم الہی اس کی  
 کتابت پر مامور کیا۔ کیونکہ عادت الہی یونہی ہے کہ جس شخص سے لوگوں کو عقیدت ہوتی ہے اس کے زبان و قلم سے  
 لوگوں کو فائدہ ضرور پہنچتا ہے، اسوجہ سے مجھ کو اپنے خاندان کے اکابرین اور پیر و مرشد سے جو کچھ سلسلہ چشتیہ  
 قادر یہ نقش بند یہ کے اذکار و اشغال کے متعلق واقفیتیں حاصل ہوئی ہیں۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں جمع  
 کرتا ہوں شاید میری یہ کوشش بار آور ہو اور جن حضرات کے اصرار نے مجھ کو مجبور کیا ہے ان کو معتقدہ فائدہ اور  
 جو مقصود اس اصرار کا تھا حاصل ہو واللہ بھدی من یشاء صراطِ مستقیم۔ اب معلوم کرنا چاہئے کہ چونکہ تلواریہ حضرات  
 و مشائخ چشتیہ میں بہت بڑا نسبتی اتحاد ہے اسوجہ سے ان دونوں کے اشغال و اذکار تقریباً ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے ہیں اور امتیازی  
 فرق نہا ہو گیا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے مخصوص اشغال و اذکار میں مشغول ہوتا ہے اور چونکہ مقصود اور مرادوں کی متحد ہے اس واسطے میں  
 بھی دونوں مسلوں کے ملا مخلوط لکھتا ہوں اور مجھ پر فرق اور امتیاز ظاہر ہوا۔ اور اس کا نام صحیفۃ القلوب رکھا واللہ ولی التوفیق  
 صلہ خلیفہ خاص حضرت مرشد۔ سلہ اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا ستر دکھاتا ہے ۱۲۷۱ھ نام تاریخی مغرب دل

## مقدمہ

جان تو خدا تیری طریقہ سلوک میں مدد کرے، اگر کبھی سالک کو خدا کی راہ پر چلنے اور اس کے صراط مستقیم پر گامزنی کی توفیق دی جاتی ہے تو اس کا قلب انوار ہدایت سے منور کر دیا جاتا ہے۔ اور ضلالت اور گمراہی سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ یہ ہدی اللہ لنورہ من یشاد اس نور کا یہ اثر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے نفرت اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے خاص کو یاد کر کے عنان استغفار ہاتھ میں لے کر غفور رحیم و قبلہ حاجات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت کامیابی اور فوز مرام بغیر کسی مرشد کامل کی درگاہ کے جہہ سانی کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے تو اسکو بھی چاہئے کہ کسی جامع شریعت و طریقت کی غلامی کا فخر حاصل کرے تا شیطان و وساوس و ہوائے نفسانی سے اسکے التفات اور توجہ سے محفوظ رہ سکے اور اپنے امراض باطنی کے لئے اسی حکیم صادق کے بتائے ہوئے نسخے کو استعمال کرے کیونکہ جب تک کلانذوقی امراض (حسد، بخل، غرور، کینہ، ریاء وغیرہ) کا انسداد نہ ہو جائے گا۔ اور ان کی جگہ اوصاف حمیدہ (علم، حلم، سخاوت، خاکساری، تنقیح نفس، کم ثوری، کم آرام طلبی، کم گفتگو وغیرہ) نہ پیدا ہونگے اسوقت تک وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا۔ انھیں ہمزونوں کو مد نظر رکھ کر کسی مرشد کے سامنے زانوئے ادب نہ کرنا ضروری کر دیا گیا ہے۔ جناب باری نے ایک جگہ فرمایا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقَوُّا اللَّهَ ط وَاكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝** دوسری جگہ فرماتا ہے **وَالَّتِيغُ سَبِيلُكَ مِنْ آتَابِ آتَىٰ ان رِنُونِ آتِيَتُونِ مِّن صِيغَةٍ مَّرْمَسْتَعْمَلِ هُونِ** سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم و توجہی حکم ہے نیز بیعت کرنا اور کسی مرشد کامل کی غاشیہ برداری ایک ایسا فعل ہے جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف بھی منسوب ہے کلام اللہ میں ہے **اِنَّ الَّذِيْنَ يَبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يَبَايِعُوْنَ اللّٰهَ اِيضًا اِذْ يَبَايِعُوْنَكَ تَحْتِ الشَّجَرَةِ** جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے **اَشْتَبِيْخُ فِي قَوْمِهِ اَلْحَدِيْثُ وَنِيْزِ پيشوايان اسلام کا ارشاد کہ جو شخص رب العالمین کی ہمنشین کرنا چاہتا ہے اس کو حضرات متصوفین کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیئے۔ اور چونکہ شیوخ قوم نابین رسول میں اس لئے اُن کی**

۱۵۔ ۱۷ مسلمانوں خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۱۲ ۝ ۱۷

جس کا میلان میری طرف ہو اس کی اتباع کرو ۱۲ ۝ ۱۷ اے محمد جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ دراصل خدا کی بیعت کرتے ہیں ۱۷ جب درخت کے نیچے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے ۱۲ شہید شیخ قبیلہ اپنی

قوم میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں ۱۲ شہید۔

خدمت ضروری ہے۔

بنابرین جو شخص اپنے تمام وقت کو خدمت میں شیخ کامل کے صرف کر دینگا اور اپنے نفس کا اختیار کلی اس کو دیدینگا اس کے متعلق امید قوی ہے کہ ضرور مقصود حاصل ہو جائے تبنیہ اس وقت ہم طریق سلوک مجمل اور مختصر تحریر کرتے ہیں چونکہ ہر مرض کا علاج جداگانہ ہے اسی وجہ سے امراض قلبی میں طبیب حاذق یعنی شیخ وقت ہر مریض کو علیحدہ علیحدہ دوا تعلیم فرماتا ہے۔

بنابرین سلوک کے طریقے لاتعداد ہو گئے ہیں ان سب میں تین راستے بہت قریب کے ہیں۔

### پہلا طریقہ صلحاء و اختیار کا ہے

جس میں تمام شرعی فرائض روزہ، نماز، تلاوت قرآن مجید، جہاد حج کو پورا کرنا پڑتا ہے اس طریقہ میں منزل مقصود تک پہنچنے میں دیر ہوتی ہے

### دوسرا طریقہ حجابات و ریاضت کرنیوالوں کا ہے

اس میں تمام اخلاقی غلطیوں کو اچھائیوں سے اور تمام کج رویوں کو اخلاق حمیدہ سے بدل دیتے ہیں۔ اس راہ میں اکثر فائز المرام ہوتے ہیں۔

### تیسرا طریقہ اصحاب شطاریہ کا ہے

یہ تمام علاقہ دنیا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اور انسانی صحبتوں سے جدا رہتے ہیں ان کا مطمح نظر سوائے دروہاشتیان ذکر و شکر کے کچھ نہیں ہے ان کے نقطہ نظر سے کشف و کرامات مستحسن نہیں ہیں اور وہ وقت کو مصروف قبل ان تصوف کی استقامت میں صرف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ پہلے دو طریقوں سے زائد جلد مقصد تک پہنچا دیتا ہے اس طریقہ میں کامیابی کے ذرائع دس ہیں

۱ اول تو یہ یعنی کوئی مطلوب سوائے خدا کے نہ ہو جیسا کہ موت کی موت ہو جاتا ہے۔ دوسرے زہد یعنی دنیا و بائیسہ کچھ تعلق نہ رکھے جیسا کہ موت کی موت ہو جاتا ہے۔ تیسرے ملے تو گناہ یعنی اسباب ظاہری کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی موت کرتا ہے چوتھے فناء یعنی جیسا کہ موت کی موت نفسانی اور شہوانی خواہشوں کو ترک کر دیتا ہے پانچویں عزت یعنی لوگوں سے کنارہ کشی اور انقطاع کرے جیسا کہ موت کی موت کرتا ہے چھٹے توجہ یعنی جس طرح موت کی موت خدا ہی کی طرف

توجہ اور اسکے اغراض متعلق ہوتے ہیں کرے مسکن تو یہی نصیب یعنی تمام نفسانی لذات کو چھوڑ دے جیسا کہ موت کی موت ہونا ہے ۲ کھوئی رضای یعنی اپنے نفس کی رضامندی چھوڑ دے اور اللہ کی رضامندی پر رضامند رہے اور اس کے انفا احکام کا پابند ہو جائے جیسا کہ موت کی موت ہو جاتا ہے نوویں ذکر یعنی اللہ کے ذکر سے سوا تمام اذکار کو ترک کر دے جیسا کہ موت کی موت ہونا ہے دسویں



## باب حضرات چشتیہ کے اذکار و اشغال و مراقبات کے تفصیلی حالات نو

## پہلی فصل

ذکر تلبیس میں پیر کو چاہئے کہ ارواح مشائخ کے فاتحہ اور ادائے ختم کے بعد متواتر تین روزوں کا حکم دے اور کہے کہ ان ایام میں کلمہ طیبہ اور استغفار درود شریف کی کثرت کرو اور تیسرے دن آخر شب یا نماز فجر یا نماز عصر کے بعد میرے پاس آؤ اور جب وہ حاضر ہو جائے تو اس کو خلوت میں لیجائے جس میں اس کے مرید کے سوا کوئی نہ ہو اور اسکو دوزانو مؤذّب بٹھائے اور پیٹے اس کی طرف توجیہ کرے تاکہ اس کا ذہن آسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے۔

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور بیخیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور بیخبر میں ایک سو ایک بار ہونا چاہیے تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہیے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیے تاکہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔

## دوسرا طریقہ یہ ہے۔

کہ دعاؤں اور اذکار کو ایک بار مرشد پڑھ جائے اور مرید سنا رہے یہ عمل تین بار ہونا چاہئے اس کے بعد مرشد کہے کہ جو کچھ مجھ کو اپنے شیوے سے حاصل ہوا ہے تجھ کو دے دیا اور مرید کہے کہ میں نے قبول کیا اس کے بعد کسی ایسے تنگ و تاریک حجرے میں رہنے کی تعلیم دے جسکی وسعت عرفی لینے اور کھڑے ہونیکو کافی ہو اور شور و غل کی اس میں آواز نہ آتی ہو۔ مرید کو چاہئے کہ اس حجرے میں پاک و صاف ہو کر داخل ہو اور چار زانو اس طرح بیٹھے کہ اس کی پیٹھ میں کوئی گچی نہ ہو اور آنکھیں بند کرے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھے اور انگلیاں کھلی رکھے تاکہ اللہ کے نام کا نقش پیدا ہو جائے اور دہنے پاؤں کے انگوٹھے سے رگ کیماس (ایک رگ ہے جو بائیں گھٹنے کے اندر ہے اور قلب سے تعلق رکھتی ہے اسکی تحریک و حرارت قلب پر اثر کرتی ہے) کو دبائے اس کے بعد خشوع و خضوع و حضور قلب سے یاسختی یا قیوم الخ پڑھے اس کے بعد محاسبہ اور مجاہدہ کے طریقے سے ذکر کریں گے اور ملاحظہ اور واسطہ کے ساتھ بہت توجہ اور قوت و شدت جہر یہ یا خفیہ سے جس سے اس کو ذوق و انبساط پیدا ہو اور لذت ذکر سے بے خودی ہو مشغول



ہونا چاہئے۔ اور اگر کبھی غیر خدا کا خیال آئے تو دیدارِ شیخ سے اس کا انسداد کرے اور بدستور مشغل میں مشغول ہونے تاکہ خطرات اور وساوس جو انسانیت کی وجہ سے پیدا ہوجاتے ہیں دفع ہو جائیں اور قلب کی صفائی اور تزکیہ نفس حاصل ہو جائے تاکہ اس ذکر کا اثر اس کے تمام اعضاء اور رگوں میں ظاہر ہو جائے اور مکاشفات انوار غیبی کا منظر بنے اور حقائق اشیا اس پر منکشف ہو جائیں اور عالمِ رواج سے ملاقات اور ذکر حقیقی و شہود حق حاصل ہو جائے۔

**قائد** جب ذکر کرنے والا ذکر میں ایسا کمال حاصل کرے کہ اس کی قلبی حرکت کا احساس اس کے دل کی زبان سے ہو سکے تو وہ حرکت قلبی تمام جسم میں پھیل جاتی ہے اور اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے کہ پہلے کوئی عضو ایسی حرکت کرنے لگتا ہے کہ جو قلب کے لئے مخصوص ہے اور اس کے بعد کبھی کبھی ہاتھ اور کبھی پاؤں کبھی سر بلا تھریک حرکت کرنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دنیا اسکو متحرک نظر آنے لگتی ہے ذکر کا نور جب حرکت کرتا ہے۔ تو تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور مقنوطی مدت میں تمام جسم کو گھیر لیتا ہے اور اس ذکر کی وجہ سے اس پر مختلف انگشتات ہوتے ہیں اور عجیب عجیب قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں وہ کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے اور کبھی متحیر و پریشان ہو جاتا ہے مرید کو چاہئے ایسی حالت میں کسی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اگر خدا کی مدد شامل ہو تو کبھی اپنے تمام جسم کو ذکر کر پائے گا۔ اور تمام اعضاء قلب کے ہم سر ہو جائیں گے اس ذکر میں ذکر تمام اعضاء کا ذکر سنا ہے۔ ایک فرقہ کا خیال ہے کہ ذکر کی کثرت کی صورت میں ذکر خود اور دوسرے لوگ بھی ذکر کی آواز سنتے ہیں۔ بالکل بے بنیاد اور لا اصل ہے کیونکہ ہر ذکر بھی ذکر کی آواز کو نہیں سن سکتا ہے بلکہ ایسی ذکر میں سننے کی طاقت ہے جو سالک ہو اس ذکر کو اصطلاح صوفیہ میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

## ذکر کا بیان

ابتداءً کتاب سے اس وقت تک متعدد مرتبہ لفظ ذکر استعمال کیا جا چکا ہے لیکن اب تک یہ نہیں بتایا گیا کہ ذکر کیا ہے۔ ذکر اصطلاح صوفیہ میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان خدا کی یاد میں تمام غیر خدا کو بھول جائے اور حضور قلب سے خدا کی نزدیکی اور معیت حاصل کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے۔ انا مع عبدی الخ

سند ذکر کو چاہئے کہ اس غیر اعتیاری حرکت پر متوجہ نہ ہو بلکہ اپنے التفات کو قلب ہی کی طرف رکھے ۱۲  
۱۵ جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں میں اس کیساتھ ہوجاتا ہوں اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہنشین اور مجلس ہوں ۱۲

عہ اَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا دَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَاةً وَأَنَا جَلِيسٌ مِنْ دَكَرَنِي.

اور بحکم سَبَّحُوْا بَلُورًا وَّاصْبِلًا پوری توجہ سے یا والہی میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے نفس سے بالکل بیخبر ہو جائے اور اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ کے زمرہ میں داخل ہو جائے اور ذکر اسکی زندگی ہو جائے جانا چاہئے کہ ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن مقصود ذکر سے مطلوب کا حاصل ہو جانا ہے توجہ عمل سے یہ فائدہ حاصل ہو جائے سو ہی ذکر کہا جاسکتا ہے خواہ وہ نماز روزہ ہو یا درود شریف اور دعائیں ہوں لیکن یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ذکر اپنے کو نشانہ دے طالب خدا اس کے ذکر میں اس طرح منہمک ہو جائے کہ اپنے کو اور تمام غیر اللہ کو بھول جائے جب طالب اس درجہ تک پہنچ جائے گا۔ تو اخلاقِ حسنہ یعنی زہد، توکل، گوشہ نشینی، قناعت، صبر، تسلیم و رضا و سجد و سجود حاصل ہو جائیں گے، اور اس پر انوارِ الہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواسِ خمسہ مغلوب اور مستور ہو جائیں گے۔ اور ذکر و ذکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ ہی رہ جائیگا شَهِدَ اللّٰهُ اَنْهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سچو مکہ حدیث میں اَفْضَلُ الَّذِيْ كَرَّمَ اللّٰهَ اِلَّا هُوَ آيا ہے اس واسطے اکثر مشائخ بھی اسی ذکر کی تعلیم دیتے ہیں اب ہم ذکر کے چند مراتب لکھتے ہیں

### مراتب ذکر کے بیان میں

ذکر کی چار قسمیں ہیں اول ناسوتی جیسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرے ملکوتی جیسے اِنَّ اللّٰهَ تَسْبِيْرٌ جبروتی جیسے اللّٰهُ چوتھے لاهوتی جیسے هُوَ هُوَ اور یہ بھی جانتا چاہئے کہ زبان کے ذکر کو ناسوتی اور دل کے ذکر کو ملکوتی اور روح کے ذکر کو جبروتی اور ذکر سر کو لاهوتی اور ذکر زبان کو جسمی اور فکر کے ذکر کو نفسی اور مراقبہ کو ذکر دلی اور مشاہدے کو ذکر روحی اور معائنہ کو ذکر سری کہتے ہیں۔

ثالثاً ذکر چاہئے کہ اس ذکر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے وقت تمام چیزوں کی نفی کر دے اور اِلَّا اللّٰهُ کہتے وقت تمام اعضائے جسم کو قانق کر دے۔

فصل ذکر نعتی و اثبات اور اسم ذات کے بیان میں مع ان بارہ تسبیحوں کے جو حضراتِ چشتیہ کی معمول ہیں ان بارہ تسبیحوں کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورہ اخلاق پڑھے اور نہایت خشوع و خضوع سے تین یا پانچ یا سات بار

سے خدا کی صبح و شام تسبیح کرو ۱۲۰ بار جو خدا کو اٹھنے بیٹھے یاد کرتے ہیں سہ خدا نے گواہی دی ہے کہ معبود سوائے اس کے کوئی نہیں سہ چونکہ حدیث میں ہے افضل الذکر لا اللہ الا اللہ سب ذکروں میں لا اللہ الا اللہ کا ذکر افضل ہے (

عَلَّذِيْنَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ط

ہاتھ اٹھا کر اللہ صمدیٰ سے توبہ اور توبہ و استغفار کے بعد استغفر اللہ الخ کیلئے بارہ بار پڑھ کر درود  
 الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الخ تین بار عروج و نزول کے طریقے پڑھے اور چار زانو بیٹھ جائے  
 اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی سے رگ کی ماس کو مضبوط پکڑے اور اپنے دونوں  
 ہاتھ زانو پر رکھ دے اور قبلہ رو ہو جائے اور اے اللہ کہتے وقت کلمہ شہادت کی انگلی اٹھاوے اور اے اللہ  
 کہتے وقت انگلی رکھ دے اور اپنے کو ساکن و مطمئن رکھے اور خلوص نیت اور خوش الحانی سے اعوذ اور  
 بسم اللہ کہہ کر لا الہ الا اللہ محمد المرسل اللہ تین بار اور کلمہ شہادت ایک بار پڑھے اور اس کے  
 بعد سر کو اتنا جھکانے کہ پیشانی بائیں گھٹنے سے بالکل قریب ہو جائے اور وہاں پہنچنے کے بعد لالہ کہتا ہوا  
 سر کو اپنے گھٹنے کے قریب لائے اور تین ضربیں ایک ہی سانس میں لگائے اور سر کو بیٹھ کی طرف یہ خیال  
 کر کے جھکانے کہ میں نے ماسوائے اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور سانس توڑ کر اے اللہ کی ضرب پوری  
 طاقت سے دل پر لگائے اور خیال کرے کہ میرا دل خدا کے عشق و محبت سے لبریز ہو گیا اور موقع  
 نفی میں آنکھیں کھلی اور موقع اثبات میں بند رکھنا چاہئیں اسی طرح دوسو بار کہے اور اسکو چہا ضربی  
 کہتے ہیں اور ہر دس کے بعد محمد المرسل اللہ کہے لیکن بتدی کو اے اللہ کہتے وقت لا معبود  
 اور متوسط کو لا معصوم و لا مظلوم اور کامل کو لا موجود اور ہمہ اوست کا تصور کرنا چاہئے اسکے  
 بعد تھوڑی دیر مراقب خیال کرے کہ فیوض الہیہ مومن کے قلب میں ہر وقت حاصل ہوتے رہتے ہیں  
 جانا چاہئے کہ بائیں گھٹنے میں شیطانی خطرہ اور اپنے میں نفسانی خطرہ اور اپنے شانے میں ملکی خطرہ  
 اور دل میں رحمانی خطرہ ہے پس بائیں گھٹنے پر لا الہ سے خطرہ رحمانی کا اثبات کرے اور مرید کے  
 غیر عربی ہونے کی صورت میں اس کو اذکار و ادعیہ اس زبان میں تعلیم دینا چاہئے جسکو وہ سمجھ سکتا ہو۔

### نفی و اثبات کا دوسرا طریقہ

ہر خطرہ اور ہر خیال کے علیحدہ علیحدہ نفی کرنے سے ایک گونہ باطنی تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اس واسطے

۱۷ اے اللہ اپنے غیرے میرا دل پاک کر دے اپنی معرفت کے نور سے میرا قلب روشن کر دے ۱۲ اپنے گناہوں کا بخشش اس خدا  
 سے چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ثابت اور زندہ ہے ۱۲ صلوٰۃ و سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسول خدا کے دوست اور  
 اس کے نبی صمدی جو گھٹے کے اندر کی طرف ہے صمدی کوئی معبود سوا خدا کے نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خدا کے رسول ہیں ۱۲ -

عہ اللہ صمدی طہر قلبی عن غیرک دنو قلبی دنو معرفتک اے اللہ یا اللہ یا اللہ یا اللہ صمدی استغفر اللہ الذی  
 لا الہ الا هو الحق القیوم و اقیوم الیہ صمدی الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام  
 علیک یا حبیب اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ -

مرشد کو نفی کلی تعلیم دینا چاہئے تاکہ خطرات کی بالکلیہ نفعی ہو جائے چنانچہ متاخرین اسی پیمانے پر ہیں کہ لا  
 اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ میں لا کو پوری طاقت سے کہیںچکہ اور لفظ اللہ کو داہنے بازو تک لیجا کر سر کو ٹیٹھ کی طرف تھورا  
 سا جھکا کر یہ خیال کر کے کہیں نے غیر سے اپنے دل کو پاک کر کے اس کو پس پشت ڈال دیا اور پھر لا اللہ  
 کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اور جو ملاحظیات ذکر نفی و اثبات میں پہلے بیان کئے گئے ہیں وہی یہاں  
 بھی ملحوظ رکھے اور ذکر خداوندی کے سوا اور تمام ذکروں (ذکر جلس یا بغیر جلس ذکر جاروب ذکر ارہ) میں  
 چار زانو بیٹھتے ہیں اور ان ذکروں کے علاوہ اور ذکروں میں دو زانو بیٹھنا اولیٰ ہے۔

### اثبات مجرّد کے ذکر کا طریقہ

ذکر کو چاہئے اپنی کمر سیٹھ کر کے اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر دو زانو بیٹھے اور اپنے سر کو  
 داہنے شانے کی طرف لے جا کر لا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا اللہ کہتے وقت لا موجود  
 لیسے صغہ تغیری کا تصور کرے اسی طرح چار سو بار متواتر ضربیں لگائے پھر مثل سابق ایک بار کلمہ شہادت  
 اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھ کر تھوڑی دیر مراقبہ کرے اس ضرب کو اصطلاح صوفیہ میں ایک اضرب کہتے ہیں،

### اسم ذات کے ذکر کا طریقہ

اس کے بعد قل اللہ تمہ ذمہم کے مطابق اس طرح ذکر کرے کہ پہلے عرف لفظ اللہ کی  
 (ہ) کو پیش اور اس کے بعد لفظ اللہ کی (ہ) کو جزم دے پھر دونوں آنکھیں بند کر کے سر داہنے شانے  
 کی طرف لے جا کر اسمائے صفات اجبات کا یقین کرے اور پہلے لفظ اللہ کی ضرب لطیفہ روح  
 پر لگائے دوسری لفظ اللہ کی ضرب فضائے دل پر لگائے اور اس ذکر کو جسے اصطلاح میں ذکر اسم ذات اور  
 ضربی کہتے ہیں چھ سو بار کرے مگر نو دفعہ اللہ اللہ اور سو بار مرتبہ اللہ حاضر علی اللہ ناظری اللہ معنی  
 میں سے کوئی اللہ کہے مگر اس طرح کہ پہلے دن کے بعد اللہ حاضر علی اور دوسری میں اللہ  
 ناظری اور تیسری کے بعد اللہ معنی اور پھر ہر دس کے بعد اللہ حاضر علی الہ عروج و

لے میرے سوا خدا کے پاس کوئی نہیں ہے لاہ اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم ہے سلاہ جو داہنے پستان کے نیچے ہے ۱۰

۱۱ اللہ میرے پاس ہے اللہ مجھ کو دیکھتا ہے اللہ میرے ساتھ ہے ۱۲ شہید علیہ اللہ ناظری اللہ معنی



۱۔ الا اللہ کا تصور حضور قلب سے کرا چاہئے اور اپنی ذات و صفات کو خباب باری کی ذات صفات کے ساتھ اس طرح مربوط کرنے کے لئے لا الہ الا اللہ سے مستناد کی نفی ہو جائے جب سالک یہ مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو مرتبہ ۱ سے متجاوز ہو کر مرتبہ روح پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ روح کا ذکر اسم کا ذکر ہے اس واسطے سالک کو چاہئے کہ اسم ذات کے ذکر میں اس طرح متوجہ ہو جائے کہ الف لام جو اللہ پر داخل ہے باقی نہ رہے اور صرف لفظ ہو رہ جائے اس مرتبہ پر پہنچنے پر سالک سر اپا ذکر ہو جائے گا اور مرتبہ روح سے ترقی کر کے مرتبہ سر پہنچ جائے گا۔ اور اس کے بعد اس کو یو یو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہئے کہ خود مذکور یعنی اللہ ہو جائے اور فنا و فنا کے بھی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سر اپا نور ہو جائے گا۔ اور مرتبہ بی بیسوع و بی بیص یعنی اس کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق خاص ہو جاتا ہے کہ وہ خدا ہی کی آنکھ سے دیکھتا اور خدا ہی کے کان سے سنتا ہے حاصل ہو جائے گا۔ پھر وہ مرتبہ جس میں عبدیت و معبودیت کی حقیقت بے نقابانہ آشکارا ہو جاتی ہے یعنی مرتبہ عبدیت لا الہ الا اللہ بخوبی ظاہر ہو جائے گا۔ اس کے بعد عبادت میں اس کو کما حقہ مشغول ہونا چاہئے اور حفظ مراتب اور احکام شریعت کی بجا آوری کرے اور مسند ارشاد پر جلوہ گر ہو کر طالبان حق کے لئے راہنما ہو اور ایسی حالت پر اس کی ولایت اور مشیخت مسلم ہو جائے گی۔

فائدہ ۲۔ وصال محبوب ہونے میں جس قدر زیر ہوتی ہے اسی قدر آتش شوق میں التہاب اور خواہش و صل میں زیادتی ہوتی جاتی ہے اور جو شخص استقلال در مردانگی سے جدوجہد کرے گا اس کے متعلق خدا کے فضل و کرم سے ظفر مندی و کامیابی کی امید ہے۔

### پاس الہ انفس کا طریقہ

انسان کو ہر سانس پر ہوشیار اور بیدار رہنا چاہئے اور بغیر پاس الہ انفس کی مدد کے اندام آفتاب بگدرتوں اور تاریکیوں سے ہرگز محفوظ نہیں ہو سکتا ہے اور پاس الہ انفس اصطلاح صوفیہ اس کو کہتے ہیں کہ سانس لینے اور لے ولایت خدا میں فنا ہونے اور اپنی بقا کو خدا کی بقا سے اور اپنے ظہر کو خدا کے ظہر سے حاصل کرنے کو کہتے ہیں ۱۲ سالہ عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اور اختیار پا جلنے کو مشیخت کہتے ہیں اور مرتبہ مشیخت مرتبہ ولایت سے بالا ہے ۱۳ شہید سالک پاس الہ انفس بہت سے طریقوں سے ہوتا ہے بعض لوگ ہر سانس میں اللہ اور بعض ہوا الظاہر ہوا الباطن یا حی یا قیوم اور بعض حتی حتی اور بعض یا ہو اور بعض ہو ہو کہتے ہیں لیکن مقصد یعنی وصول سب سے حاصل ہوتا ہے ۱۲ شہید عہ یعنی نفی کا تصور اس کے ذہن سے جاتا رہے اور صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے اور اسی خیال پر ہر وقت قائم رہے ۱۲ شہید

اور سانس باہر کرتے وقت جہر ایا سہرا چپکے سے یا بلند آواز سے ذکر کرے اور سانس لیتے وقت اَللّٰهُمَّ کہے صرف سانس سے اور سانس باہر آتے وقت کَا لَمْ کَہے، لیکن ذکر ستری میں صرف سانس سے ذکر کرے اور سانس لیتے اور باہر کرتے وقت ناف کو دیکھے اور منہ بالکل بند رکھے اور زبان کو ادنیٰ حرکت بھی نہ دے اور اس قدر پابندی اور استقلال چاہئے کہ سانس خود بخود بلا ارادہ ذکر کرنے لگے۔

**دوسرا طریقہ** سانس باہر کرتے وقت لفظ اللہ کو سانس میں لائے اور سانس لیتے وقت ہو کو اندر لائے اور تصور کرے کہ ظاہر و باطن ہر جگہ اللہ ہی کا ظہور ہے اور ذکر کی اس قدر غیر معمولی زیادتی کرے کہ سانس ذکر کی عادی ہو جائے اور حالت بیداری و غفلت میں ذکر ہے اور پاس انفاس سے بہرہ ور ہو اور رسول اللہ سے قلب بالکل صاف ہو جائے چونکہ یہ ذکر قلب کو بالکل صاف اور کرد و رتوں سے پاک کر کے انوار الہی کا مہبط بنا دیتا ہے اسوجہ سے اسکو اصطلاح صوفیہ میں جاوہر قلب کہتے ہیں۔

**فائدہ :-** اگر ذکر بالکل خالی الذہن اور سادہ دل ہو اور لذت ذکر سے بالکل نا آشنا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اپنے سامنے موڈب اور دو زانو بٹھا کر آنکھیں بند کرنے اور سر جھکا کر کمر ٹیڑھی کرنے اور سینہ کو مقابل کرنے کو کہے اس کے بعد مرید کی سانس کے ساتھ سانس لے اور جب وہ سانس باہر نکالے تو یہ بھی نکالے اس عمل سے تھوڑی دیر کے بعد خود بخود مرید لرزنے لگے گا۔ یا بیتا بانہ نعرہ لگائے گا اور جو ذکر مرشد کے ذہن میں ہو گا بے اختیاری سے کرنے لگے گا۔

### مرید غیبی کا دوسرا علاج

اگر مرید غیبی ہو اور اس کا قلب کسی ذکر سے متاثر نہ ہوتا ہو تو مرشد کو چاہئے کہ اس کو اس کے اسم مری کے ذکر کی تعلیم دے اور اس کے اسم مری کے دریافت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں اس کو اپنے سامنے بٹھائے اور خدا کے ناموں میں سے کسی نام کو اپنے ذہن میں لے اور اس کی ضرب مرید کے قلب پر چند بار لگائے اگر یہ اسم اثر نہ کرے تو اسی طرح دوسرے اسم کی ضرب لگائے اور جب تک اسم اثر نہ کرے اسم برابر بدلتا رہے۔ اور جو اسم اثر کرے اسی کو اس کا اسم مری تصور کرنا چاہئے اور اس کا اسم اعظم بھی وہی ہے اور مرشد کو چاہئے کہ اسم کے ذکر کو سہ ضربی یا چہار ضربی کے طریقہ پر تعلیم کرے تاکہ وہ اس کی پابندی

۱۰ تاثر کی صورت یہ ہے کہ اس کے قلب میں سردی یا لرزہ پیدا ہو جائے یا تمام جسم میں لرزہ پیدا ہو جائے اور اس قدر غلبہ کرے کہ اس سے ضبط نہ ہو سکے ۱۱ شہید

کر سکے انشاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر اسکو فائدہ بخش ثابت ہوگا اور دعا نورانی سے منور ہو جائے گا

### اسم ذات کے زبانی ذکر کا بیان

ہر طالب کو چاہئے کہ پاس انفاس کے باوجود اسم ذات کا در ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ روز کر لیا کرے یہ مرتبہ انتہائی مرتبہ ہے، اگر اس پر قدرت نہ ہو تو چوبیس ہزار بار در کرے اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی دن میں چوبیس ہزار سانس لیتا ہے ہر سانس میں ایک ذکر ہو جائے گا۔ والذکر یہ اللہ کثیر الکرامات (وہ مرد اور عورتیں جو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں) کے زمرے میں داخل ہو جائے گا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کم سے کم بارہ ہزار بار ضرور پڑھ لیا کرے کہ یہ ادنیٰ مرتبہ ہے، اس ذکر میں ذکر زبانی یقیناً ذکر قلبی کا وسیلہ ثابت ہو جائے گا۔

اور جب زبان و قلب دونوں ذکر کرنے لگیں گے تو ذکر کی ترکیب کمال ہوگی یہ ترتیب تمام سلسلوں میں ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ میں صرف ذکر قلبی پر انحصار کرتے ہیں اور مبتدیوں کو اسی ذکر سے شروع کراتے ہیں۔

### اسم ذات مع الضرب کا طریقہ

اسم ذات کے ذکر کی چار صورتیں ہیں ایک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چار ضربی، ایک ضربی کا طریقہ یہ ہے کہ بند کر کے داہنے شانے کی طرف سر کو لیجا کر پوری قوت سے لفظ اللہ کی دل پر ضرب لگانا دو ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب روح پر لگائے اور دوسری دل پر اور سہ ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے۔ دوسری بائیں گھٹنے پر تیسری دل پر چار ضربی یہ ہے کہ پہلی ضرب داہنے گھٹنے پر لگائے اور دوسری بائیں گھٹنے پر اور تیسری روح پر چوتھی دل پر۔

### دوسرا طریقہ

خواہ بیٹھ کر خواہ رو بہ قبلہ ہو کر ایک ضربی سے ہفت ضربی تک کریں ایک ضربی اور دو ضربی تو طریقہ بالا پر لیکن نہ ضربی اس طرح کہ اول ضرب بائیں طرف دوسری داہنی طرف اور تیسری دل پر لگائے اور چار ضربی میں داہنے بائیں اور سامنے دل پر بالترتیب لگائے اور بیچ ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور دل پر لگائے اور شش ضربی میں داہنے بائیں آگے پیچھے اور اوپر آسمان کی طرف اور دل پر



بالترتیب لگائے اور ہفت ضربی میں دہانے بائیں آگے پیچھے نیچے اور اوپر دل پر بالترتیب لگائے۔ اور ضرب میں فایضاً تو کواشع و رجبہ اللہ جبرمنہ پھر داصر ہی خدا ہے۔ کا تصور کرے اور مستغرق ہو جائے اس ذکر سے ذاکر ہی خوب لذت آشنا ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا اگر آیت مذکورہ کے تصور کے ساتھ یہ ذکر پوری توجہ اور مکمل طریقہ سے کیا جائے تو استغراق اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہر شے سے ذکر کی آواز سنائی دینے لگتی ہے اور ان من شیء الا یسبح بحمدہ۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جو خدا کی حمد کی تسبیح نہ کرتی ہو، کی کامل تصدیق ہو جاتی ہے۔

### چہار ضربی کا دوسرا طریقہ

قرآن شریف یا کسی بزرگ کی قبر کو سامنے کر کے رو بہ قبلہ بیٹھے اور پہلے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف اور پھر قرآن شریف یا قبر پر اور پھر قلب پر ضرب لگائے اس ذکر سے معانی قرآنیہ کا انکشاف اور کشف القلوب حاصل ہو جائے گا۔

### اسم ذات قلندری کا طریقہ

اگر سالک مقام ہویت پر پہنچنا چاہتا ہے تو اس ذکر کی ہمیشگی کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے اور چار زانو بیٹھ کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں سر کر کے ناف پر اندکی ضرب لگا کر سر کو بلند کرے اور گھٹنوں کو مستقیم رکھے اور دل پر ہو کی ضرب لگائے اور اگر اسی طرح ذکر میں مشغول رہے گا تو خدا کے بہتر اوصاف اس میں پیدا ہو جائیں گے یہ ذکر اکثر مشائخ کا دستور العمل رہا ہے۔

### ذکر جاروب کا طریقہ

بائیں گھٹنے سے کا الہ شروع کرے اور سر کو داہنے گھٹنے پر لاکر داہنے شانے کی طرف لیجائے اور تھوڑا سا لگنے کی طرف جھکا کر لا الہ کی ضرب بہت زور سے دل پر لگائے اس ذکر میں دوزانو بیٹھنا چاہئے۔

### ذکر حدادی کا طریقہ

طریقہ بالا پر سانس کو زور سے کھینچ کر لا الہ کا در داہنے شانے سے تھوپنا کر دونوں گھٹنوں سے

لے اس انکشاف سے اس پر قرآن کے معانی بالکل ظاہر ہو جائیں گے جن سے اس کے ایمان میں اور زائد تقویت حاصل ہو جائے گی ۱۲ شہید

کھڑا ہو جائے اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے لا الہ الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور بیٹھ جائے اور جس طرح لوہار کے ہاتھوں کی حرکت بہت تیز اٹھانے وقت ہوتی ہے اس طرح ہاتھوں کو حرکت دے۔ تاکہ لطف حاصل ہو شیخ جلال تھانوی نے یہی کہ متعلق امام ابو الحنفیہ سے مذکور ہے کہ وہ فرماتے تھے میرے شیخ نے پسند یہ ذکر مجھ کو تعلیم فرمایا ہے دیکھا گیا ہے کہ یہ ذکر انسانی طاقت سے باہر ہے لیکن خدا کے فضل سے یہ آسان ہو جاتا ہے۔

### ذکر آرزو کا طریقہ

سنانس کو اٹھا کر کے پوری طاقت سے لا الہ الا اللہ کا ورد دہانے کا اندھے تک پہنچانے اور سر کو بیٹھانے کی طرف تھوڑا جھکا کر دل پر لا الہ الا اللہ کی ضرب لگائے۔

### ذکر آرزو کا دوسرا طریقہ

پہلے آنکھیں بند کرے اور زبان کو تالو سے ملا کر الٹی سانس میں پوری طاقت سے لفظ اللہ کو ناف سے کھینچ کر اپنے شانے تک پہنچائے اور ہو کی ضرب دل پر اس طرح لگائے جس طرح بڑھی لکڑی پر آرزو کھینچنا ہے۔ اور برابر سانس کو زور سے جاری رکھے اور صفائے سے اجہات کا تصور کرے اور خیال کرے کہ میں دل پر آرزو کھینچ رہا ہوں۔ اور خیال کرے کہ جس طرح لکڑی کاٹتے وقت اس سے برادہ نکلتا ہے اس طرح میرے قلب سے نور کے ذرات نکل رہے ہیں اور بدن میں پھیل رہے ہیں اور جسم سے نکل کر تمام عالم کو گھیر کر میرے اور تمام عالم کے وجود کو مستور کر رہے ہیں۔ اس ذکر میں اتنا مشغول ہونا چاہئے کہ جویت کل اور مشاہدہ تمام حاصل ہو جائے اور ذکر الہی اس ذکر کے لطف سے خوب واقف ہے احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا ہے فائدہ ۱۔ اذکار جہرہ میں خدا کو اس قدر کم نہ کرنا چاہئے کہ ضعف اور لاعلمی لاحق ہو جائے بلکہ صرف چوتھائی معدہ کو خالی رکھنا چاہئے اور کھانے میں روغنیات اور مغزیات کا استعمال کرنا چاہئے تاکہ دماغ کو خشکی اور پیوست کی تکلیف نہ ہو اور راہ سلوک میں سب سے زائد مقدم اور ضروری یہ ہے کہ شیخ سے محبت و اعتقاد کے ساتھ رلبط قلبی رکھے ان سب ذکروں سے ذکر درانی مراد ہے یعنی مرید اپنے کو ہمیشہ ذاکر رکھے

۱۔ غالباً اسی منابت سے یہ ذکر زکریا کی کہلاتا ہے ۱۲ شبیر علیہ السلام غالباً اسی مناسبت سے اس ذکر کو حضرات صوفیہ ذکر کر رہے ہیں ۱۲

شبیر علیہ السلام باری تعالیٰ کے صفات و جہات علم قدرت حیات سمیع بصیر ارادہ کو بین کلام ہیں۔ ۱۲ مولانا صبغت اللہ شبیر

اور دنیا کے کاروبار سے قطع تعلق رکھے اور اظہار اور دکھاوے سے نفرت رکھے تاکہ یہ ذکر اس کی روح اور دل کو تازگی بخشنے اور اس کا مونس رہے۔

شعر  
کارکن کار بگزار، گرفتار: کا فائدہ بار بار درکار

### دوسری فصل اشغال ذکر کے بیان میں

دل میں دو سوراخ ہیں ایک نیچے کی طرف جس کا تعلق روح سے ہے دوسرا بالائی جو جسم سے متصل ہے جب ذکر جبر میں ذکر آمد و شد تحت و فوق سے مشغول ہو جاتا ہے تو بالائی دروزہ کھل جاتا ہے۔ لیکن نیچے کا دروزہ صرف ذکر خفی یعنی جس دم اہی سے کھلتا ہے اور اذکار کا اصل الاصول جس دم ہے۔ حضرت چشتیہ و قادریہ نے اس کو اذکار میں شرط کیا ہے، حضرت نقشبندیہ اس کو شرط تو نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس کی ادویت سے ان کو بھی انکار نہیں ہے منجملہ اسی کے فوائد کثیرہ کے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ باطنی حرمت پیدا ہو جاتی ہے اور اندر زنی چربی اور رطوبت فاضلہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ رگیں جو قلب سے متعلق ہیں بہت چربی دار ہیں اور چربی ہی کے ذریعہ سے شیطان دل میں دوسو ڈالتا ہے جس وقت دم رک جاتا ہے تو اس کی حرارت سے جب چربی گھلتی ہے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور شیطان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔

### خطرات فاسدہ کا انسداد جس ذکر سے ہو جاتا ہو اس ذکر کا بیان

شیطان کی صورت بالکل اڑ رہے کی ہے اور اس کا پھن بہت سخت زہر ملا اور خار دار ہے جس وقت مرید کوئی گناہ کرتا ہے یا کوئی حرام چیز کھاتا ہے تو اس کی قوت اور زائد ہو جاتی ہے اور پھن کو اپنے دل کے اطراف میں گھماتا ہے جس سے اس کا زہر قلب میں اثر کر جاتا ہے اور ناریکی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب مرید گناہوں سے توبہ کر کے پاس انفس میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان ضعیف ہو جاتا ہے اور قلب میں نورانیت اور صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔

فائدہ :- جب کوئی برائیاں دل میں راسخ ہو جائے اور کسی طرح دفع نہ ہونا ہو تو اس کے دور کرنے کی یہ صورت ہے کہ دم کو ناف سے کھینچ کر قلب میں رد کے اور کلمہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** سے نکالے اور خیال کرے کہ شیطان جو دل پر اڑ رہے کی طرح بیٹھا ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کی قہقی سے میں نے اس کی دم پکڑ لی اور داہنے شانے تک لائے پھر **اللَّهُمَّ** کی قلب پر ضرب لگائے اور برائیاں کرے کہ یہ ضرب شیطان کے سر پر پڑی

اور اس کا سر پاش پاش ہو گیا۔ اور وہ دل سے باہر ہو گیا اسی طرح متواتر ضربیں لگائے اگر خدا نے چاہا۔ تو بہت جلد یہ خیالات فاسدہ دفع ہو جائیں گے اور شیطان ہلاک ہو گا۔ اور دل نور زد کرے منور ہو جائے گا۔ اس ذکر میں ملاحظہ اور حبس دم ضروری ہے اور بے حبس دم کیے بھی یہ ذکر مفید ہو گا مگر کونا شرط ہے

### حبس نفی و اثبات کا طریقہ

اس ذکر کو بعض لوگ شغل نفی و اثبات کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر دم کو ناف سے کھینچے اور دل میں ٹھیرا دے اور کلمہ **اَللّٰہُ کُوْبًا** میں شروع کرے اپنے زانو پر لا کر شانے تک دورہ کو ختم کر کے **اَللّٰہُ** کی پوری طاقت سے دل پر ضرب لگائے پہلے دن میں دل سانسیں کھینچے اور ہر سانس میں یہ تین مرتبہ کرے اس کے بعد روز بروز درجہ ایک ایک دم زائد کرتا ہے اور **اَللّٰہُ دِتْرٌ وَّحْدٌ** ہے اور طاق کو دوست رکھتا ہے، کالجی طور پر تاکہ اندرونی حرارت پیدا ہو اور چربی پگھلے اور خطرات شیطانی دفع ہوں اور اس کو تسکنت ہو۔ اور جب دم کشتی کی عادت ہو جائے گی تو دل پر محویت کی کیفیت ظاہر ہونے لگے گی اور تمام جسم میں حرارت جاری ہو جائے گی اور ہر عضو خود بخود ذکر ہو جائے گا۔ اور عشق الہی کی آگ دل میں روشن ہو جائے گی مگر خطرہ کی مدافعت اور کوشش دم کے واسطے یہ ضروری ہے کہ معدہ غذا سے خالی ہو۔ اور ابتدا میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

فائدہ :- حبس دم میں ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے مثلاً ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی وغیرہ سے بچنا چاہئے کیونکہ خوف ہے کہ یہ ٹھنڈک دل کی گرمی کو ٹھنڈا نہ کر دے اور مرضی اور بیماری کے خوف سے گرم چیزوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور نہ اس قدر میوہ کھائے کہ مضر ہو جائے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ ضعیف ہو جائے۔

### نفی و اثبات کے حبس کا دوسرا طریقہ

چاہئے کہ تنہائی میں چار زانو بیٹھ کر آنکھیں بند کر لے اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے ساتھ اس میں جمید یہ ہے کہ ناف جو انسان کے وسط میں ہے اسی طرح نفس کا مقام ہے جس طرح مضمتہ صنوبری دل کا پس جب دیاں یہ نفی شروع کی جائے گی اور دماغ تک پہنچائی جائے گی تو جو چیزیں بیچ میں واقع ہوں گی متاثر ہوں گی اور حجاب ان سے اٹھ جائے گا شہید

پاس کی انگلی سے رگ کیماس کو مضبوط پکڑے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر رکھے پھر دم کو ناف سے کھینچ کر دل کی طرف لاکرام الدماغ میں پھیرائے اور بغیر زبان کو حرکت دئے ہوئے غور و فکر کے ساتھ لفظ لا کو ناف سے کھینچ کر روح کی طرف لاکر لفظ لا کو دماغ تک پہنچا کر باہر لائے اور دل پر لا اللہ کی ضرب لگائے اسی طرح ایک سانس میں پانچ یا سات مرتبہ کہے پھر آئستہ سے سانس باہر کرے اور ہر بار باہر کرتے وقت محمد ص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمہم اللہ کے رسول میں خدا ان پر صلوات و سلام بھیجے) کا تصور کرے اور آنکھیں کھول کر لا مجبوت الا اللہ کوئی سوا خدا کے پیارا نہیں ہے) کا تصور کرے اور سانس لیتے وقت آنکھیں بند کر لے اور لا موجود الا اللہ کوئی موجود حقیقی سوائے خدا کے نہیں ہے) کا تصور کرے اور آہستگی سے سانس روکے اور اسی طرح ہر دن دس سانس لے اور ہر روز ایک ایک بار زائد کرتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ ایک سانس سے ایک سوا کیس مرتبہ ذکر کر سکے اس وقت دروازہ قلب کا کھل جائے گا۔ اور نور مشاہدہ سے قلب منور ہو جائے گا۔

### شغل سہ پایہ دورہ چشتیہ کا طریقہ

شغل سہ پایہ یہ ہے۔ اللہ سَمِيعُ اللہ بَصِيرُ اللہ عَلِيمُ (خدا دانا اور بینا اور سننے والا ہے) کا ذکر کرے اس ذکر کو اکثر حضرات مشائخ نے کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھ جائے اور سَطَا ناً نَصِيْباً (مددگار اور محمود شہنشاہ) کا تصور کرے۔ اور سانس کو روک کر اور ناف سے لیکرام الدماغ تک پہنچائے جب سانس ام الدماغ میں پہنچے تو اللہ سَمِيعُ اللہ سَمِيعُ (کہے اور بی یسمع) میرے ہی ذریعہ۔ سنتا ہے) کا تصور کرے پھر ناف پر اللہ عَلِيمُ (خدا دانا ہے) کہے اور بی یَنْطِقُ (میرے ہی ذریعہ سے بولتا ہے) کا تصور کرے پھر سے شروع کرے اور ام الدماغ میں اللہ عَلِيمُ اور ناف پر اللہ سَمِيعُ عروج و نزول کے طریقہ پر کہے یہاں تک کہ ایک سانس میں ایک سو ایک بار شغل سہ پایہ کرنے لگے تو جمال الہی سے فیضیاب ہو جائے گا اور چونکہ اس شغل میں آٹھ چیزوں کا تصور شرط ہے اس واسطے اصحاب شطاریہ اس کو شہتہ کہتی بھی کہتے ہیں۔ شعر

برزخ و ذات و صفات و شد و مد و تحت و فوق  
فی نماید طالبان و کل نفس ذوق و شوق

اس شغل میں جو احوال منکشف ہوتے ہیں ان کو بیان کرنا بے ادبی ہے لیکن اس میں تین احوال

۱۔ صفات سے مراد صفات اجہات میں جو کو ہم ادب بیان کر کے ہیں اور برزخ سے واسطہ مرشد اور ذات سے اسم ذات مراد ہے ۲۔ شہید

ذاتی ہیں۔ اول قرب نوافل، دوسرے قرب فرائض تیسرے مذقرب نوافل اور نہ قرب فرائض بلکہ سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعین عین ذات باری کا تعین ہے۔

فائدہ :- یہ قرب کی دو قسمیں ہیں قرب نوافل اور قرب فرائض۔ قرب نوافل اس کو کہتے ہیں کہ سالک سے انسانی صفتیں زائل ہو جائیں اور خدائی اوصاف حاصل ہو جائیں جیسے تم باذن اللہ کہہ کر کسی مردے کو زندہ کر دینا اور پھر اس کو ہلاک کر ڈالنا اور بہت درد کی بات سن لینا یا درو کی چیز کا معائنہ کر لینا اور قرب فرائض اس کو کہتے ہیں کہ انسان تمام موجودہ چیزوں کے ادراک سے فنا ہو جائے اور اس کی نظر میں سوائے وجود الہی کے کچھ باقی نہ رہے اور فنا فی اللہ کا یہی مطلب ہے اور یہ قرب فرائض کا ثمرہ ہے۔

### شغل سُلْطَانًا نَصِيرًا كَا طَرِيقَةٍ

خواجہ معین الدین سے روایت ہے کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصاً خطرات کے انسداد میں عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام کو رو بہ قبلہ دو زانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کر کے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلپک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق اس پائے کا کہ وہ محو ہو جائے ابتدا میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا لیکن چند دن کے بعد جب عادت پڑ جائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الہی سے منور ہو جائے گی۔ اور لطف و مذاق اس کی حیثیت کے مطابق ہو جائے گا۔

### شغل سُلْطَانًا مَحْمُودًا كَا طَرِيقَةٍ

جس طرح سلطان نصیر کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ میں نظر رکھتے ہیں اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہو جاتا ہے

### شغل سلطان الازکار کا طریقہ

سالک کو چاہئے کہ تنگ و تاریک حجرے میں جس میں شور و غل کی آواز نہ آتی ہو داخل ہو کر درود



شعر در راہ عشق و سوسہ امر من پسے است : ہمدرد گوش دل بہ پیام سر و شش دار  
 اور کسی وقت اس سے غفلت نہ کرے چند دن میں اس آواز کو اس قدر قوت حاصل ہو جائے گی کہ بغیر کان بند  
 کئے یہ آواز سنائی دے گی اور کوئی شور و شغل نہ مانع ہو سکے گا اور جب یہ ذکر تمام بدن میں سرایت کر جاتا ہے  
 تو تمام جسم سے گنبد کی ایسی آواز آنے لگتی ہے اس آواز کو اصطلاح صوفیہ میں صوت حسن و محسن کہتے ہیں جیسا  
 کہ قرآن شریف میں ہے وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِآيَةِ رَحْمَتِكَ لَعَلَّكَ تَهْتَدُ لَعَلَّكَ تَهْتَدُ لَعَلَّكَ تَهْتَدُ  
 پست آواز کے کچھ نہیں سنتے ہو بعض لوگ کہتے ہیں یہی آواز تھی جو موسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَام) نے  
 تے درخت سے اپنے تمام جسم میں سنی تھی اور یہ آواز ان پر وحی کے نزول کی دلیل تھی۔ اور اولیائے کرام  
 بھی اس آواز سے الہام کا فخر حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی کسی آواز سے وصال حق حاصل کیا ہے۔  
 یہ آواز پابندی سے غالب ہو جاتی ہے اور کبھی گھٹنے کی ایسی آواز آنے لگتی ہے حضرت حافظؒ  
 فرماتے ہیں بیت

کس نہ انست کہ منزل کہ آن یار کجا است

ایں قدر ہست کہ بانگ جبر سے حی آید

اور کبھی دوسرے قسم کی آواز سنائی دیتی ہے یہ ذکر مکمل حاصل ہو جانے کے بعد سلطان ذکر ہو  
 جاتا ہے۔ اور ترک اور گرج کی آواز ظاہر ہوتی ہے اور تمام جسم کا اپنے لگتا ہے اور بے خودی  
 اور محویت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی چاند سورج اور بجلی کی روشنی کی طرح روشنی  
 دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سالک کو ان انوار کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ نور ذاتی کی  
 طرف خیال رکھنا چاہئے۔

### شغل بساط کا طریقہ

ام الدماغ میں آفتاب کی طرح ایک منور نقطہ ہے جس کو دل مددور اور حضرات صوفیہ اس کو اخفی  
 کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یشغل حضرت معین الدین چشتیؒ کو آن حضرت صلعم سے بلا واسطہ پہنچا ہے اور اسی

سلسلہ کو نہیں معلوم کہ اس شغل کے رہنے کی جگہ کہاں ہے بعض وقت عرف گھنے کی آواز آتی ہے ۱۲ شبید سلا کبھی بھڑکی اور کبھی طائر کی اور کبھی مڑھول کی  
 طنبورے کی باور کبھی دیکھی کے اپنے کی آواز اور اسی طرح کا مختلف آوازیں گوش زد ہوتی ہیں ۱۲ شبید سلا اس مقام  
 کو اصطلاح صوفیہ میں کشاکش کہتے ہیں جب سالک اس مقام سے ترقی کر جاتا ہے تو کشاکش دینا سے گویا نجات پا جاتا  
 ہے۔ شیخ عبدالقدوسؒ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادیؒ کو تین سال میں حاصل ہوا تھا اور یہ چار برس سے کم میں حاصل نہیں ہو سکتا

ع وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا



شغل کی برکت سے معین الدین چشتی کو باطنی معراج حاصل ہوئی تھی اسی بنا پر کہا جاتا ہے العلم  
نقطۃ علم ایک نقطہ ہے، اس شغل کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے اور زبان کو نالو سے لگا کر اس  
الذراع میں روک کر گردہ ہونے ہو کر سمنی سرخی مائل آفتاب کی طرح خیال کرے کہ یہ تمام جسم کو پھیلا کر  
حواوی ہو گیا ہے۔ گویا اس کا جسم فنا ہو گیا ہے اور اس کی جگہ پر گردہ ہو کر بے جہت اور بے کیف ذات  
کا عین ذات ہے، قائم ہو گیا اور اس مرتبہ فنا کا نام رویتِ نجلی ذات اور لاہوتِ مخمری ہے۔ اس شغل  
میں اگر زرد نور دکھائی دے تو نورِ نفس و ناسوت اگر سرخ دکھائی دے تو نورِ ملکوت اور اگر سبز نظر آوے  
تو نورِ جبروت اور اگر سیاہ نظر آئے تو نورِ لاہوت ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ خدا  
کی عنایت ہے جس پر چاہتا ہے کرتا ہے۔

تیسری فصل ان نو اور مراقبات کے بیانیہ جو ذکر اور مراقبہ کجالت میں ظاہر ہوتے ہیں

مراقبہ کا طریقہ۔ جب انوارِ تہریر و سر تیہ سے سالک منور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی رگ و پے میں ذکرِ سترت  
کر جاتا ہے اور ایک نحویت اور بے خودی پیدا ہو جاتی ہے تب اس کو مراقبات کی تعلیم دے جاتی ہے اور  
مراقبہ کی چند قسمیں ہیں جن سے طالب کو فائدہ ہو اور جو اسے منزل مقصود تک پہنچائے اس پر عمل کرے  
اس میں سے چند ہم بیان کرتے ہیں۔

## مراقبہ کا طریقہ

دو روزانہ جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے ایٹھ کر سہ گھنٹے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل  
خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور نعوذ یعنی (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) اور تسمیہ  
یعنی (بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے بعد اللہ صمدی، اللہ ناظر علی، اللہ صمدی۔ کہہ کر مراقبہ ہو کر اس  
کے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال  
میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر یہ خیال تھوڑی  
دیر میں زائل ہو جائے تو یقین کرنا چاہئے کہ مراقبہ نہیں ہے ابتداء میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن  
عادت ہو جانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس

جو چیز ملحد حقیقی تک پہنچانوالی ہو اس کے خیال رکھنے کو مراقبہ کہتے ہیں تو مراقبہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کے مد نظر  
رکھنے کو کہتے ہیں اور مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اسی قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہو جائے ۱۲ شہید

مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہو کر چھوڑ نہ دینا چاہئے۔  
ہمہ کارے کہ بہت بسترہ گردو: اگر خارے بود گلہ ستہ گردو  
شعر

### دوسرا مراقبہ

جہاں امراض قلبی کی وجہ سے دل غیر خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے ان کے اسباب میں ہیں ایک حدیث  
نفس یعنی بقصد اپنے دل سے جلوت اور خلوت میں بائیں کرنا۔ دوسرے خطرہ جو بلا قصد دل میں پیدا ہو  
جاتا ہے، تمسیرے نظر بغیر یعنی کثیر التعداد چیزوں کی واقفیت ان امراض کا اصلی علاج شغل باطنی  
ہے۔ لیکن اس کی چند صورتیں ہیں حدیث نفس کی صورت میں اسم ذات اور خطرہ میں اسمائے صفات  
اہیات کا دل میں تصور کرے اور دل کی توجہ مرشد کی طرف رکھے۔

### مراقبہ رویت

خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی کَیْفَ یَسْمَعُ مَا یَقُولُ  
کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔  
مراقبہ معیت وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْمًا لِّتَمَّوْا۔ (جہاں کہیں تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنی کے ساتھ تصور کرے  
اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اسی خیال  
میں مستغرق ہو جائے

### مراقبہ اقربیت

تَحَنُّنٌ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ جَبَلِ الْوَدَیْدِ (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی زائد قریب ہیں) پر تصور معنی کے  
ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہو جائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔  
مراقبہ وحدت ہمہ ادست اور ہوا اولے ہوا الاخر اس کا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور تبدیل اور انتہا  
میں وہی ہے زبان سے کہنے اور تصور کرے کہ اس کے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے۔  
مراقبہ فنا کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٌ الْاٰیۃ۔ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا۔) معنی کے تصور

کے ساتھ کیا جائے اس میں اگر کانٹے ہوں گے تو گلہ ستے ہو جائیں گے ۱۲ اشہید  
عہ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٌ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور ذات باری جو بے عیب ہے ہمیشہ رہیں گی اور چشم دل سے دیکھے اور اس خیال میں نحو ہو جائے تاکہ اس کے معنی اور بھی منکشف ہو جائیں اور اس کے وجود کو فنا اور علم و عقل کو اضمحلال حاصل ہو۔

### دیگر مراقبات بہت ہیں

جیسے **اَيْنَمَا تُوَلُّوْا وُجُوْهُهُ اللّٰهِ**۔ (جو جہ منہ پھرا دھری خدا ہے) اور **كَانَ اللّٰهُ عَلَيْكُم مِّنْ قَبْلُ** (خدا تمہاری حالتوں کا معائنہ فرماتا ہے) اور **وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ** (خدا ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے) اور **فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ** (خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔

### دوسرا مراقبہ

بعض لوگ آنکھ کھول کر آسمان کی طرف یا اپنے سامنے دیکھتے ہیں اور پلک نہ بند ہونے کی کوشش کرتے ہیں اس شغل میں انوار الہیہ متجلی ہوتے ہیں اور ایک پلک سے آگ نکل کر تمام جسم کو گھیر لیتی ہے اور عشق خدا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ مراقبہ سہوا کہلاتا ہے۔ بعض حضرات نظر سہوا پر کر کے مدتوں عالم تحریر میں رہتے ہیں **صراقبہ**۔ تنگ و تاریک حجرے میں بیٹھ کر آنکھ کھول کر ہوا میں ایک جگہ دیکھے اس سے انوار الہی ظاہر ہوں گے اور وصال حق نصیب ہوگا۔

**صراقبہ**۔ بعض لوگ خاموش رہتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میں موجود نہیں ہوں بلکہ اسی کا وجود ہے اگر پوری توجہ سے اس پر غور کرے گا تو **جاء الحق وحق الباطل** کے مطابق خودی کا خیال دل سے نکل جائے گا۔ اور یہ راستہ بہت قریب کا ہے۔

**صراقبہ**۔ بعض لوگ ذات باری کو صاف اور روشن پانی کا دریا تصور کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا قطرہ خیال کرتے ہیں اور اس میں مستغرق ہو جاتے ہیں

**صراقبہ**۔ بعض اس نور مطلق کو نور غیر تنہا ہی کا دریا فرض کرتے ہیں اور اپنے کو اس دریا کا ایک قطرہ مستہک خیال کرتے ہیں۔

۱۔ ہوا میں بزرگیم ہے کہ مستقیم اور مستقیم ہے اور قول اللہ کا **فخلق الرحمن من تفاوت** اسی کلام کا سہرہ ہے اور ہوا عالم اور عالم صفات ہے کون و مکان کو ان یعنی مندرجہ ہذا عالم اسی ہوا میں ہیں اور ہوا سے گذر کر سجان و لامکان ہے جس کا۔ **الرحمن علی العرش العلی** اور تو ہوا کتنا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ تو کیا چیز ہے ۱۷ ارشاد الطالین ۵۲ حق آگیا اور باطل فنا ہو گیا ۲ مولانا صفتی اللہ شہید ۳

صراحتاً قبہ بعض اس کو ظلمت محض اور اپنے کو تاریکی میں زائل ہو جانے والا سایہ تصور کرتے ہیں غرض یہ مثالیں اس وجہ سے فرض کی جاتی ہیں تاکہ مادی اور کوتاہ عقلمیں اس کو تصور کر سکیں ورنہ ذات مطلق جو بے کیف و بے چوں اور تمام دنیاوی لوازم سے خالی ہے اور اس سے کوئی نسبت بھی نہیں رکھتی ہے۔ ان تمثیلات سے پاک اور بری ہے تعالیٰ اللہ عنی ذالک علواً کبیراً اور ان تمام حیلوں اور طریقوں سے غرض اپنے مبہوم ہستی کو فنا کرنا ہے کیونکہ یہ وجود عین حقیقت کے مشاہدہ سے سالک کو روکتا ہے جس قدر سالک استغراق اور محویت کی زیادتی کی وجہ سے اپنی ذات سے فنا ہو جاتا ہے اسی قدر وصال حقیقی نصیب ہوتا ہے۔ غرض سالک کو اپنے افعال و صفات اور وجود کو جناب باری کے صفات افعال اور وجود سمجھنا چاہئے اور اسی میں مستغرق رہے تاکہ اس کی حقیقت اس پر منکشف ہو جائے اور منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

**فائدہ ۱۰**۔ جب مذکورہ بالا ذکر خیر یہ اور سریہ سے مرید ترقی کر جاتا ہے اور درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اس پر معنوی و حقیقی رحیم کو ذکر و روحی اور سری اور ذکر مشاہدہ و معائنہ کہتے ہیں (منکشف ہو جائے تو وہ اس مقام میں غلبہ نور اور خدا کی عظمت سے بیہوش ہو جائے گا۔ بیہوش میں آنے پر سالک کو اپنے کو عاجز اور کم حیثیت سمجھنا چاہئے اور ترقی کا آرزو مند ہونا چاہئے اس کے بعد نور جمالی ظہور فرمائے گا اس نور کا غلبہ اس کے حواس خمسہ کو بیکار اور مضمحل کر دے گا۔ اور باطنی آنکھ کے غلبہ کی وجہ سے اس نور کو ظاہری آنکھ سے دیکھے گا۔ اگر یہ اس کے دل میں ٹھہر جائے گا۔ اور قرار پیلے گا۔ تو اس کا ارادہ اور کام خدا کا ارادہ اور کام ہو جائے گا۔ **وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ** دیکھنا سننا غرض اس کے تمام افعال خدا ہی سے ہوں گے اور تمام چیزوں میں خدا کے وجود کو پائے گا۔

۱۰۔ خدا ان تمام چیزوں سے بالاتر اور پاک ہے ۱۲ شہید ۱۰ بے ہوشی کی درجہ میں ہیں ایک تو بے حس و ادراک ہو جانا اور دوسرے نیند یا نشہ کی کیفیت کا پیدا ہو جانا ۱۲ شہید ۱۰ جب حضرت موسیٰ کے ایسے حلیل القدر رسول ایک ارنی تجلی میں بے ہوش ہو کر پہاڑ پر گر پڑے تو یہ بیچارہ کس طرح متحلی ہو سکتا ہے اس کا تو بے ہوش ہو جانا اور ہوش و حواس کا زائل ہو جانا یقینی ہے مولانا محمد صبغت اللہ صاحب شہید لکھنوی فرنگی محل ۱۲ ۱۰ تمام موجودات کو خدا گھیرے ہوئے ہے یعنی دنیا اسی کے قبضہ اقتدار میں ہے اور اس کے علم سے کوئی شے باہر نہیں ہے اور تم جہاں کہیں اور جن حالت میں ہو خدا تمہارے ساتھ ہے ۱۲ شہید ۱۰ اس مقصد کو شیخ المتصفین حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اپنے شعر میں بیان کیا ہے۔

برگ درختان سبز و نظر ہوشیار  
بہر درختے و قتر است معرفت کردگار۔ یعنی سبز درختوں کے چھوٹے چھوٹے پتے عقلمند اور سالک کی نظر میں خدا کی جاننے کے ایک ایک دفتر ہیں وہ انہیں بتوں میں خدا کو دیکھتا ہے ہی ہمہ اوست کے معنی ہیں ۱۲ شہید

اور اس کی توجہ خدا ہی کی طرف ہوگی یہ مرتبہ قرب نوافل و مقام مشاہدہ کا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے اس میں سالک سچی ہوتی چیزوں سے بنانے والے یعنی خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جب سالک اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اور اس میں کمال حاصل کر لیتا ہے اس کو مجذوب کہنے لگتے ہیں۔ اور

وَجِيءَ يَسْمَعُ وَبِي يَبْصُرُ وَبِي يَنْطِقُ وَبِي يَبْطِشُ وَبِي يَمْسُحُ وَبِي يَعْقِلُ مَا سَأَلَتْ شِبَاعُ الْأَدْرُسُ أَيْتَ اللَّهِ فِيهِ

شعر۔ علم حق در علم صوفی گم نشور نہ این سخن کے باور مرد مشور

اس مرتبہ میں انوار تجلی کبھی اجسام کی طرح سالک پر ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو چاہئے کہ ان انوار کو انوار الہی خیال کرے اگر اس حالت پر سالک ٹھہر جاتا ہے تو وہ اس سے بلند مرتبہ میں پہنچ جاتا ہے اور سچی ذاتی اس کے قلب کو حاصل ہوتی ہے اس تجلی میں اس نور کو بے نظیر و بے مثال دیکھے گا اور خدا کے وجود کو جانے گا۔ اور جناب باری کو بے حجاب دیکھے گا۔ اور اس سے یا اور دوسروں سے جو افعال و اوصاف صادر ہوں گے ان کو جناب باری کے اوصاف و افعال خیال کرے گا۔ جو عالم سے ظاہر ہوتے ہیں یہ مقام قرب فرائض کا ہے اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لینے کے بعد سالک مجذوب سالک کہلاتا ہے یعنی صفات باری اور اس کی ہستی کو دنیا کی ہر چیز میں مشاہدہ کرتا ہے مَا سَأَلَتْ شِبَاعُ الْأَدْرُسُ أَيْتَ اللَّهِ فِيهِ اس مشاہدہ کی کوئی حد نہیں ہے اگر اس مرتبہ سے مزید ترقی حاصل ہو اور تجلی ذات یا تجلی صفات خدا کے فضل سے اس پر ہوں تو اس کو ان تجلیات میں مستغرق ہو جانا چاہئے اس تیسری مرتبہ میں سالک ہمتی صانع ہو جائے گا اور کوئی صنعت نہ رہے گی اور اَلَا اِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ حَاطٌ کا اس سے ظہور ہوگا اور وہ عرف نفسہ فقد عرف سبلہ کا اسرار اس پر منکشف ہو جائے گا۔ اور خدا کی ہستی کے سوا اس میں کچھ نہ رہے گا۔ اور فنا ہو جائے گا اور کُلِّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ کا اس پر ظہور ہوگا۔ اور حق محض باقی رہ جائے گا۔ اگر اس جگہ اَلَا اِنَّ كَمَا كَانَتْ اَنْصُورُ کرے گا تو روح کو جو خدا کا نور ذاتی ہے۔ بے نقاب دیکھے گا اور مَا سَأَلَتْ سِرِّي بِمَرْتَبِي

حاشیہ صفحہ گزشتہ پر دیکھئے۔ ۱۵ یعنی میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے دیکھتا ہے بولتا ہے پکارتا ہے چلتا ہے اور اوراک کرتا ہے میں کوئی چیز نہیں دیکھتا جس میں خدا کا جلوہ دکھائی دے ۱۲ شہید ۱۵ خدا کا علم اس کے علم میں غائب ہو جاتا ہے یعنی دونوں علم مخلوط ہو جاتا ہے لیکن اس کہنے کو ہر شخص یقین نہیں کر سکتا ۱۲ شہید ۱۵ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جس میں خدا کا جلوہ نہ دکھائی دے ۱۲ شہید ۱۵ آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمام چیزوں کو گہرے ہونے سے سب چیزیں اس کے قبضہ اقتدار میں ہیں ۱۲ شہید ۱۵ جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو جان لیا خود انسان خدا کی صفت اور خدا کی قدرت کا ایک کال نمونہ ہے اس وجہ سے اگر ایسی حالت پر غور کرے گا تو اس پر قدرت (باقی صفحہ ۳۴)

اس پر مشاہدہ ہے سالک خدا کو اس کے نور ذات کے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور اپنے کو درمیان میں نہیں پاتا اور اسی کو فنا کہتے ہیں۔

## فنا کے مراتب کا بیان

فنا کے چند درجے ہیں اور ہر ایک درجہ کی ایک معین حد ہے جس طرح ذکر بسم، ذکر نفس، ذکر روح، ذکر سر، ذکر کے پانچ درجے ہیں رجب کی تفصیل اور پندر چکی ہے۔ اسی طرح پر فنا کے بھی پانچ درجے ہیں۔ اول مرتبہ غلبہ ذکر ربانی (جس کو ذکر حبیبی کہتے ہیں اس کے غلبہ کی وجہ سے برے اخلاق جو نفس امارہ کی صفیتیں ہیں) صفات حمیدہ (رحمن کا شرع نے حکم دیا ہے) میں فنا ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ ذکر فکر ہی کے غلبہ سے (جس کو ذکر نفسی کہتے ہیں) نفسانی خواہشیں اور جو نفس لوامہ کی صفیتیں ہیں وہ امکانی خواہش میں فنا ہو جاتی ہیں تاکہ وہ احکام شرع کی مضبوطی سے پابندی کر سکے اور مکاشفہ اور الہام کا طریقہ (جو نفس ہلمم کا مقام ہے) منکشف ہو جاوے، تیسرے ذکر قلبی کے غلبہ کی وجہ سے موجودات کے اوصاف و افعال (یعنی اللہ) کے اوصاف و افعال میں فنا ہوں تاکہ ہر شے میں افعال حق کا جلوہ نظر آئے اور اطمینان قلبی (کہ نفس مطمئنہ کا مقام ہے) حاصل ہو جاوے، چوتھے ذکر روح کے غلبہ میں (جس کو مشاہدہ کہتے ہیں) کثرت خدا کی یکتائی میں فنا ہو جائے۔ یہاں تک کہ سالک کے مشاہدے میں ذات مطلق کے مشاہدہ کے سوا کچھ نہ ہو یہ مرتبہ مشاہدہ کا ہے۔ پانچویں ذکر سر کی زیادتی میں جو ازلت اذبار اور معائنہ اور فراق سے نفرت کرنے کو کہتے ہیں خود سالک ذات مطلق میں فنا ہو جانے یہ معائنہ ہے اور رضائے سالک یہی ہے کہ اپنے وجود کو کسی سبب سے اپنے میں نہ پائے پھر کیونکہ اگر پائے گا تو فنا فنا میں بھی فنا ہو جائے گی اور فنا الفناء کا مصداق بنے گا اس مقام میں علم سالک اور اس کی ذات وغیرہ کچھ باقی نہیں رہتی بلکہ مع اللہ وقت و وقت کی طرف اشارہ ہے۔

بقیہ ص ۱ کے اسرار منکشف ہو جائیں گے اور وہ اپنے صانع کو دریافت کرے گا ۱۲ شہید ۱۵ تمام موجودہ چیزیں مٹ جائیں گی لیکن خدا موجود بھی فنا نہ ہو گا ۱۲ شہید ۱۵ اس وقت بھی ویسا ہی ہے جب پہلے تھا اور پہلی حالت میں کوئی تغیر نہیں ہوا ۱۲ شہید ۱۵ میں نے اپنے پروردگار کو اپنے پروردگار سے دیکھا ۱۲ شہید

یعنی نفس جن کے اثر سے انسان بڑے کاموں میں مشغول ہو جائے اور اپنے پروردگار کو کھول جاتا ہے تو جاتا ہے اور انسان کوئی ایسی خواہش نہیں کرتا جو ناجائز اور مذموم ہو بلکہ اس کی خواہشیں وہی ہوتی ہیں جو خدا کی خواہشیں ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید

اور میں نے سزا فی تقدس امی الحق کا ظہور ہوتا ہے۔

شعر  
تو دریں گم شود کہ توحید ایں بود  
گم شدن گم کن کہ تفسیر یاریں بود

سالک اس مرتبہ میں سیر الی اللہ جو اس کا مقصد ہے اور سیر فی اللہ جن کا اس کو تصور ہے تمام کر کے مقصد اصلی حاصل کر کے تمام موجودات کی علت اپنے ظہور کو جانتا ہے یعنی وجود سالک بالکل فنا ہو جاتا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ اسی مقام پر فرماتے ہیں کہ میں جب تک غائب تھا اسے ڈھونڈنا تھا اور اپنے کو پاتا تھا اس وقت تک سال سے جب اپنی تلاش کرتا ہوں تو خدا کو پاتا ہوں اس مرتبے کی نیچی اگر سالک پر ایک بار بھی پڑ جائے تو ولی کامل ہو جائے مگر یہ مرتبہ بہت کم ظاہر ہوتا ہے بعض حضرات کے نزدیک ایک ہفتہ میں یا دو لمحہ یا ایک دن میں ایک دو لمحہ ظاہر ہوتا ہے تین دن یا کم زیادہ اور یہ عارف کی حالت پر مبنی ہے جیسی حالت ہوگی ویسی ہی فنا نیت ہوگی ہر شخص اس کو نہیں سمجھ سکتا ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و جب سالک کو خدا اس مرتبہ فنا سے بقا دینا چاہتا ہے تو اپنے نور سے باقی رکھتا اس مرتبہ کو جمع الجمع کہتے ہیں اور یہ مقام بڑی حیرت کا ہے اور اسے آخری مقام کہتے ہیں ۱۲  
فائدہ - بقا باللہ رجوع الی البدایت کا نام ہے یعنی بدایت میں مبتدی کی نظر مظاہر پر سطحی پڑتی ہے اور یہ مقام باعث بہت بڑی غلطی کا ہوتا ہے اور اپنی بیخودی اور تعینات کے فنا ہو جانے کے بعد پھر تعینات کی طرف رجوع کرتا ہے اس وقت سب سے پہلے ذات مطلق پر نظر پڑتی ہے اس کے بعد ذات مطلق کے نور سے تعینات مظاہر کو دیکھتا ہے اگرچہ تعین کے اعتبار سے دونوں مرتبے ایک ہی ہیں لیکن فرق ظاہر ہے تو عارف ہر حالت اور ہر وقت میں خدا کے وجود کا تصور کرتا ہے اور کوئی چیز اس کو خدا کے دیکھنے سے اور خدا کا دیکھنا اور دوسری چیزوں میں دیکھنے سے نہیں روکتا ہے کیونکہ عارف حقیقت انسانی تک جو کہ الوہیت ہے پہنچ گیا جس طرح الوہیت کے واسطے وجوب و امکان برابر ہیں اسی طرح عارف کے لئے حق خلقت حق سے کوئی حاجب نہیں۔ وہاں آیت شیناً الا اور آیت اللہ فیہ اور اس کو خلق معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعہ سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے۔ اور کہہ اٹھتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ

۱۲ جس نے چھ کو دیکھا اس نے یقیناً خدا کو دیکھ لیا ہے ۱۲ شہید

۱۳ تم اپنے وجود کو خدا کے وجود میں فنا کر دو کیونکہ توحید کے معنی یہی ہیں اپنے فنا کو فنا کر دو کیونکہ تفسیر یہی ہے ۱۳ شہید

ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرزخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب و امکان مساوی ہیں کسی کو کسی پر غلبہ نہیں صریحاً ہیجین بلقیان بینہما برزخ لا یبلغیان اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے اور مسلخ لکم صافی السہوات و صافی الاکراض کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے اور خدا کی جس تجلی کو چاہتا ہے اپنے اوپر کرتا ہے اور جس صفت کے ساتھ چاہتا ہے متصف ہو کر اس کا اثر ظاہر کر سکتا ہے چونکہ اس میں خدا کے اوصاف پائے جاتے ہیں اور خدا کے اخلاق سے وہ متوہن ہے اور اس نے جمال سبع علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنہ کو دیکھا ہے اور نور علی نور ہو گیا اس وجہ سے حال اس کے تابع ہو گیا ہے۔ **قطعہ**

یہ سچ کس اپنی درد در ماں نیافت  
 اے برادر بے نہایت در گہے ست  
 یہ سچ کس اپنی راہ را پایاں نیافت  
 ہر چہ بروی می رسی بروی ماست

**فائدہ**۔ سالک کو ذکر زبانی و دلی میں تنہائی اور جمع میں باوازا اور بلا آواز رات دن مشغول رہنا چاہئے تاکہ اپنے کو اور اپنے ذکر کو بالکل بھول جائے اور محو کر دے انشاء اللہ ذکر کے دل پر بلا تعداد انوار و اسرار الہی جلوہ فرما ہوں گے اور ان انوار کی روشنی میں جمال کا لطف اور تجلی حق حاصل ہوگی اور اپنے مقصد میں کامیابی ہوگی۔

**فائدہ**۔ مگر اس جگہ ہوشیار رہنا چاہئے اور مراقبہ کرنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس نور کی طرف توجہ ہو جائے جو مطلوب نہیں ہے اور لطف اٹھا کر خسارہ اٹھائے اور رشک معشوقیت سے جل جائے اگرچہ خدا کے انوار صرف جلالی نہیں ہیں جمالی بھی ہیں مگر حفظ مراتب ضروری ہے اور اچھے برے میں امتیاز کرنا چاہئے ورنہ کفر اور زندقیت کا ڈر ہے لہذا اچھے برے انوار کے علامات اور آثار جاننا چاہئیں۔

**اچھے اور بُرے انوار آثار کی کیفیت**

جب سالک کا دل خدا کا ذکر کرنے لگتا ہے اور ذکر تمام اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے  
 ۱۔ جو دوسرا ایک دوسرے سے ملے ہیں انکو ملا دیان کہے جچ میں ایک بروی یعنی حد ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے ہیں ۱۲ شہید  
 ۲۔ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ۱۲ مولانا صغت اللہ شہید ۳۔ جو اپنے ظاہری اور پوشیدہ نعمتیں تم کو عنایت فرمائیں ۱۲ مولانا صغت اللہ شہید ۴۔ اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے اس راستہ کی کوئی انتہا نہیں ہے اس درگاہ کی کوئی نہایت نہیں جس پر تم پہنچو اس پر کہ نہ جاؤ یعنی خدا کے عشق کا کوئی علاج سوائے (باقی صفحہ ۳۷ پر)



اور غیر خدا سے دل بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے اور روحانیت سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہے تو انوار الہی ظاہر ہونے لگتے ہیں کبھی وہ انور خود اپنے میں دکھائی دیتے ہیں اور کبھی اپنے باہر تو اچھے انوار وہی ہیں جن کو وہ دل - سینہ یا سر یا دونوں طرف اور کبھی تمام بدن میں پائے اور جو انوار کبھی دائیں بائیں کبھی سامنے سر کے پاس ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی اچھے ہیں مگر ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہئے کسی رنگ کا نور اگر دائیں شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے اور اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراما کا تبین کا ہے اور اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اور اچھی صورت ظاہر ہو تو وہ فرشتہ ہے جو ذکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے اور اگر دائیں شانے سے کچھ ہٹا ہوا یا آنکھ کے برابر ہے تو وہ مرشد کا نور ہے جو راستہ کا رفیق ہے اور اگر سامنے ہے تو وہ نور محمدی ہے جو سیدھے راستے کی تعلیم فرماتا ہے۔

اور اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا تب سینہ کا ہے اور اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان کا نور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دنیا کا نور ہے اسی طرح جو صورت یا آواز پیچھے سے یا بائیں طرف سے ہو وہ شیطان کا دھوکہ ہے لاجول سے دُفع کرے اور اعوذ باللہ الخ پڑھے اور توجہ نہ کرے اور اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آئے تو وہ ان فرشتوں کا ہے جو حفاظت کے واسطے مقرر ہیں اور اگر بلا کسی جہت کے ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے۔ اور اس کے دفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لاجول پڑھنا چاہئے اور اگر اسی طرح بلا جہت ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے۔ اور اشتیاق و طلب اسی طرح غالب رہے تو وہی نور مطلوب ہے **مَنْ قَدْ رَأَى اللَّهَ وَرَأَى الْكُمُ** اور اگر دھوئیں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو خناس کا نور ہے۔ اعوذ باللہ الخ پڑھنا چاہئے اور اگر سینے کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائے دل کا ہے اور اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا ہے اور اگر خالص سفید ہے تو روح کا ہے جس نے طالب کے دل میں تجلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے اور اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی

(دقیقہ صفحہ ۳۷) وصل کے نہیں ہے اور ساک جس انتہائی مرتبہ پر پہنچ جائے اور خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ دراصل انتہائی مرتبہ نہیں بلکہ خدا اس سے بھی بالا تر ہے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید فرماتے ہیں کہ کراما کا تبین لسان شرع میں دو فرشتے ہیں جو انسان کی اچھائیوں اور برائیوں کے لکھنے کے واسطے انسان کے دونوں شانوں پر متعین فرمائے گئے ہیں ۱۲ شہید

روح کا ہے اور آفتاب کے رنگ کا نور بھی روح کا ہے اور بعض اس کو نور ذات ٹھہراتے ہیں تو اگر یہ  
 اوپر سے ہے تو ذات کا ہے اور اگر سامنے ہے تو روح کا ہے اور اگر چاند ایسا ہو تو دل کا ہے  
 اور بعضوں کے نزدیک سامنے کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سلطان نصیرا  
 و سلطان محمود کی طرف سے ظاہر ہو وہ بھی نور ذات ہے مگر ساک کو چاہئے کہ انوار  
 میں سوار تھے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو اور سرور اور لطف نہ حاصل کرے بلکہ صرف نور  
 الہی میں ترقی کرے کیونکہ خدا کی تجلیوں کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ اور اگر کاجل کی سیاہی کی ایسی  
 تاریکی اور اس کے گرد گرد باریک اور مکدر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے اگر اس طرف توجہ کریگا  
 تو نفعی حاصل ہوگی اور ماسوائے اللہ سے قلب کا صاف ہو جانا اور ہر آناری انعام و صفاتی تجلی رحمن  
 کا رنگ سفید اور سبز اور سرخ ہے) میں محویت اور فنا کا حاصل ہونا مقصد اصلی ہے جس ہوش میں آئے  
 گا تو دردا و شوق اور بے قراری عشق ترقی کرے گی اور ہر تجلی سے ترقی کر کے دوسری تجلی سے لطف  
 حاصل کرے گا۔ اس کی کیفیت کا بیان غیر ممکن ہے اور عروجی سیر کے پورا ہونے کے بعد تجلی ذات کا  
 جلوہ دکھاتی ہے اور تجلی ذاتی کا آنکھ کی سیاہی کے مانند رنگ ہے اور اس میں عارف کی فنا، الفنا  
 ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ ان تجلیات کی ابتدا میں دنیوی عالم ناسوتی کے انوار و اوصاف کے مناسب  
 ساک کے قلب پر انوار مختلف حیثیتوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور ساک ان انوار کی طرح مجسم نور بن کر  
 عالم انوار کی سیر کرتا ہے تو ساک کو ان سے لذت نہ حاصل کرنا چاہئے اور نہ ان میں مشغول ہو اور اس  
 کو خدا کی تدرت سمجھ کر صالح کی طرف متوجہ ہو پھر انشاء اللہ مرشد کی مدد سے ساک آسمان پر پہنچے گا۔  
 اور آسمان کی عجیب و غریب چیزوں کا معائنہ کرے گا اور انبیاء اولیاء اور فرشتوں کی روحوں سے نیاز  
 حاصل کرے گا۔ اور فرشتوں کو مختلف صورتوں میں دیکھے گا اور انہیں کی طرح ان کے ساتھ آسمانوں  
 پر صعود کر کے عجیب عجیب چیزوں کا نظارہ کرے گا۔ تو مرید کو ان سے لطف نہ اٹھانا چاہئے اور درر  
 عشق اور شوق کے ساتھ ترقی کرے پھر ارشاد الہی اور مرشد کی توجہ سے عرش و کرسی پر پہنچے گا۔  
 اور کرسی کو نور عرش سے منور اور آفتاب کی مانند روشن پائے گا ساک کو اس سے لذت  
 نہ اٹھانا چاہئے اور سب کو نفی کے تحت میں رکھنا چاہئے اس مرتبہ میں مرید عنصرت سے

ملہ انسان کے متعلق تسلیم کر لیا ہے کہ وہ چار عنصر آگ، ہوا، پانی، مٹی سے بنایا گیا ہے اور اسی سبب سے عنصری  
 مادی کہلاتا ہے تو مصنف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ کے حاصل کر لینے پر وہ عنصری نہ رہے گا۔ بلکہ اطلاق

اور تجربہ وارہ کی حالت پیدا کرے گا۔ وَاللّٰهُ يَدْرُسُكَ مِنْ يَتْمَانٍ مِّنْ شَيْبَةٍ

ترقی کر کے اطلاق کی حالت پیدا کر لے گا مگر اس حالت پر بھی اس کو مطمئن نہ ہونا چاہئے اور خدا کے مختلف اوصاف کا نظارہ کر کے اس کے دل میں عشق الہی کی آگ اور تیز ہو جائے گی اور اس کے ہوش و عقل کو بالکل جلا دے گی ہوش میں آنے پر شوق و محبت کی وجہ سے بیباکی سے گفتگو کرے گا لیکن اس کو خود اس کا احساس نہ ہوگا، نیز اسمالت کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے سوائے خدا کے قطع تعلق کر دے گا اور دے دسل اور درد عشق اور زائد ہو جائے گا۔ اگر خدا نے فضل کیا تو وہ ان تجلیات کیفی سے ترقی کر جائے گا اور اس پر تجلی حقیقی بے کیفی ہوگی اور ان میں محو ہو جائے گا۔ اور ان تمام چیزوں سے بچر ہو جائے گا۔ اور سوائے خدا کے کسی کو بھی نہ دیکھے گا اور وجود خدا کا اس کو یقینی ثبوت پہنچ جائے گا۔ پھر ہوش میں آنے پر اپنی فنا کی وجہ سے وصال حق کے اشتیاق کی ایک خاص کیفیت محسوس کرے گا اور خدا کو اپنے وجود میں پاکر منصور کے ایسے کلمے کہنے لگے گا اور خورد نہ جانے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یہ تو تجلیات انفعالی اور صفاتی تھے مگر اس کے بعد خدا کے فضل اور مرشد کی توجہ سے عشق بیقراری کے باوجود مطلوب حقیقی کی تجلی ذاتی اس پر ہوگی اس مرتبہ میں وہ اپنے وجود سے اس قدر بے خبر ہو جائے گا۔ کہ اپنے فنا کا احساس بھی نہ کرے گا اور فنا الفنا حاصل ہوگی۔ اس کے بعد اس کو فنا نے حقیقی حاصل ہوگی اور حفظ مراتب کا پاس کریگا اور خدا کی خلافت پائے گا۔

## دوسرا باب حضرات قادر بہ جیلانیہ کے اذکار و اشغال کے بیان میں

اس خاندان میں کلمہ طیب معمولی آواز سے اس طرح تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر الا اللہ کی دل پر ضرب لگانے اس طرح خلوت میں روز و شب مشق کرے اور جس قدر ہو سکے اس کی تکرار کرے اور ہر سو کے بعد ایک بار محمد ص رسول اللہ کے اور ایک نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار پڑھنا بہتر ہے اس میں مزاولت کے بعد اسے ایک خاص قسم کی محویت اور لطف حاصل ہوگا اس کے بعد نفی و اثبات کا طریقہ اس طرح تعلیم کرتے ہیں کہ رو بہ قبلہ دو زانو با ادب بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پوری قوت سے لا کونان کے نیچے سے کھینچ کر باہر لائے اور دہانے شانے تک پہنچا کر الہ کو ام الدماغ سے نکالے اور الا اللہ کی بہت سے حضرت منصور رحمہ اللہ اتانا محقق یعنی میں خدا ہوں فرمایا کرتے تھے اسی رتبہ کے حاصل ہونے پر جب خدا کے وجود کو

اپنے میں پائے گا تو بے اختیار ہی اسے ایسے دعوے کرنے لگے گا۔ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی ۱۳۔

زور سے قلب پر ضرب لگائے اور لا الہ الا اللہ کہتے وقت خیال کرے کہ سوائے خدا کے نہ کوئی موجود ہے نہ کوئی مقصود ہے اور نہ کوئی معبود ہے تاکہ غیر کی ہستی کا خیال جا تارہے اور لا الہ الا اللہ سے وجود مطلق کے اثبات کا خیال کرے۔

### حبس نفی و اثبات کا طریقہ

سانس کو ناف کے نیچے روکے اور غیر خدا کی نفی کا تصور کر کے لا کو داپنے پستان کے متصل لیجا کر لفظ لا الہ کو داغ سے نکال کر دل پر لا الہ کی ضرب لگائے اور سانس باہر نکالتے وقت چپکے سے محمد رسول اللہ کہے اور سینہ کی طرف اشارہ کرے پہلے دن یہ عمل تین دفعہ کرے پھر ہر روز ایک ایک زائد کرتا جائے یہاں تک کہ دو سو یا اس سے زائد ہو جائے اس کا فائدہ اوپر گزر چکا ہے۔

### پاس انفاس کا طریقہ

سانس باہر کرتے وقت لا الہ اور لیتے وقت لا اللہ دل سے کہے

### اسم ذات با ضربات کا طریقہ

اس کے بعد اسم ذات کو ضربات کے ساتھ کہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ضربی میں لفظ اللہ کی پوری طاقت اور زور سے دل پر ضرب لگائے پھر ٹھہرائے تاکہ سانس ٹھہر جائے پھر ضرب لگائے اسی طرح مشتق کرے اور دوسری میں پہلی ضرب داپنے گھٹنے پر اور دوسری قلب پر لگائے۔ اور سہ ضربی میں پہلے داپنے گھٹنے پر اور دوسری بائیں پر اور تیسری ضرب دل پر لگائے اور چار ضربی میں پہلی دایں بائیں گھٹنے پر اور تیسری سامنے اور چوتھی ضرب دل پر لگائے۔ لیکن ایک ضربی دوسری اور سہ ضربی میں تو دو درزا اور چہار ضربی میں چوڑا نو بیٹھنا چاہئے۔

### دوسری فصل اشغال قادریہ کے بیان میں اسم ذات خفیہ کا طریقہ

ان اذکار کے بعد اسم ذات خفیہ تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو نالو سے ملائے اور جس قدر ہو سکے قلب سے اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختہ خیالی حاصل ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگر اسم ذات سے پاس انفاس کرے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ناف

پر اسم ذات کا تصور کر کے لفظ ہو کو خیالی طریقہ سے دراز کر کے آسمان پر لے جائے اسی طرح ہر سانس میں کرے اور اس خاندان کے ذکر آ رہے کا مخصوص طریقہ اور پر بیان ہو چکا ہے۔

### بزرخ اکبر کا شغل

اس کے چند طریقے ہیں اول یہ کہ جس دم کر کے دونوں ابروؤں کے بیچ میں نظر رکھے دوسری نظر نہ ہو یا میں رکھے تیسرے داہنی آنکھ کھلی اور بائیں بند رکھے اور ناک کے داہنے ہتھکنے پر وجود مطلق (خدا) کے نور کا جو تمام قیدوں سے پاک ہے تصور کرے تاکہ وہ نور ظاہر ہو اور فنائے حقیقی حاصل ہو مگر اس عمل میں پاک نہ بھیکنا شرط ہے اور یقین کرے کہ میں جو دیکھتا ہوں اور جس کو پاتا ہوں وہی میرا مقصود ہے انشاء اللہ مقصود جلد حاصل ہوگا۔

### اسم ذات کا شغل

اسم ذات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچ کر اس میں اللہ سونے یا چاندی کے پانی سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہو جائے یا لفظ اللہ کی صورت دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تاکہ اس کے حواس سے غیب ظاہر ہو۔

### شغل دورہ قادر یہ کا طریقہ

سالک کو چاہئے ادب سے روزانہ قبلہ رو بیٹھے اور آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر اللہ سمیع کا حضور قلب سے تصور کرے اور خط نورانی ناف سے نکال کر وسط سینہ تک (جو لطیفہ سر کا مقام ہے) پہنچائے اور اللہ بصیر کو سینہ سے نکال کر دماغ تک پہنچائے اور اللہ علیم کو ام الدماغ سے نکال کر عرش تک پھر عرش سے دماغ تک اور اللہ بصیر کو دماغ سے سینہ تک اور اللہ سمیع کو سینہ سے ناف تک لائے اس دورہ کے بعد پھر ناف سے شروع کر کے تدریجاً عروج و نزول کے طریقہ سے مشغول رہے بعضے اس شغل میں اللہ قدیر کو شامل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ قدیر کو چوتھے آسمان تک اور اللہ علیم کو عرش تک پہنچائے اور وہاں ٹھہر جائے اس شغل کی کیفیتیں بہت مشغول ہونے سے معلوم ہوتی ہیں۔ اس شغل کے فوائد و ثمرات حاصل

۱۔ اس کی شکل یہ ہے (اللہ)

ہونے کے بعد مراقبہ تلقین فرماتے ہیں۔

## تیسری فصل مراقبات قادریہ کے بیان میں

مراقبہ ترقیب سے مشتق ہے اور عربی میں ترقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں تو اسوائے اللہ کی یاد اور شریعت سے دل کو محفوظ رکھے اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل و کمترین سمجھ کر بار بار قبلہ زر دوزانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل کو صاف کر کے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہو جائے حدیث شریف میں معنی کے متعلق ہے **الاحسان ان تعبد اللہ بما کانک تراء فادہ لم تکن تراء فانہ یدرکک اور قرآن مجید کی آیت **لَا تُشْرِكْ بِعِلْمِہِ فادہ** دیکھو اور جب سے بلے ذی الجلال والاکرام کو یہ تمام مراقبوں کی اصل ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مرزہ اور بوسیرہ اور شاگ خیال کرے اور آسمان کو شگاف دار اور تمام دنیا کو دریم برسم رحیسا کہ تیرا امت کے رہا ہو جائے گی تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود باقی خیال کرے جس وقت تک محویت اور بے خودی نہ پیدا ہو جائے اسی شغل میں مشغول رہے اور اس کے حاصل ہونے کے بعد دوسرے مراقبوں میں مشغول ہو۔**

## دوسرا مراقبہ

**اَللّٰهُمَّ تَوَكَّلْ عَلَیْكَ وَ اَتَّوکلُ عَلَیْکَ وَ اَلْاَسْمَاءُ وَ اَتَّوکلُ عَلَیْکَ** کہ جس طرح خدا کا وجود ہر جگہ ہے اس طرح اس کا نور تمام اشیاء پر ہے اور مستغرق ہو جائے اور ایسا ہی اس **اِنَّ مَوْتِیْ الَّذِیْ تُفْتَنُ مِنْہُ فَاِنَّہُ مَلَاَئِکَتُکُمْ**

## آیت کا مراقبہ

اور **اِنَّہَا تَکُونُوْنَ اِیْنَ مَلَاَئِکَتُکُمْ** دل کو کشتہ فی بدوح مشیینہ کا مراقبہ کرے اس کے علاوہ اور دیگر کلمات مذکورہ بالا کا مراقبہ کرے جب ان مراقبات سے نادمہ حاصل ہونے لگتا ہے اور انوار سے بہترانی اور چمائی یہ ہے کہ تم اس طرح عبارت کرو گویا خدا کو تم نہ کیجئے ہو گویا اس خیال پر قدرت نہ ہو تو یہ خیال کرو کہ خدا تم کو دیکھتا ہے ۱۲ مولا صاحبغت انار شہید لہ دنیا میں جو کوئی ہے وہ ضرور فنا ہوا اور بزرگی اور بڑائی دار خدا باقی رہے گا۔ ۱۲ شہید ۱۲ خدا زمین اور آسمان کا نور ہے ۱۲ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ضرور پالے گی ۱۲ تم جہاں کہیں ہو گے تم کو ضرور پالے گی خواہ مستحکم گھر سے ہوئے بروجوں میں ہو ۱۲ شہید۔

و کیفیات ظاہر ہونے ہوں تو مراقبہ توحید تعلیم کیا جاتا ہے اور اس کی چند قسمیں ہیں۔

## اول مراقبہ توحیدِ افعالی

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات و سکنات کو خدا کے حرکات و سکنات جانے اور ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور خدا کو فاعل حقیقی خیال کرے اس پر پورے طریقہ سے پابندی کرنے پر عجیب ثمرہ اور بہتر اخلاق ظاہر ہوں گے اور اچھائی برائی میں کوئی فرق ظاہر نہ ہوگا۔

مردان نفس ہوا شکستند  
از نیک و بد زمانہ رستند  
در بجز فنا جو غوطہ خوردند  
جز حق ہمہ را وداع کردند

## دوسرا مراقبہ توحیدِ صفاتی کا ہے

اور وہ یہ ہے کہ اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو خدا کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جائے اس کے فوائد بھی کل کے کل نہیں قلمبند کئے جا سکتے مختصراً یوں سمجھنا چاہئے کہ یہ مراقبہ کرنے والا اپنے کو کثرت فی العالم کا منفع سمجھتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے جسم کو وسیع اور چوڑا پاتا ہے اور اس مرتبہ زمین سے عرش تک تمام چیزوں کو گیرے ہوئے ہوتا ہے اور تمام عالم کا وجود اپنے میں پاتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے اور یہ کشف غلط نہیں ہوتا بلکہ واقعی ہوتا ہے لیکن اس میں نہ ٹھیرے اور ان انوار کا قصد کرے جو ذات کے حجاب ہیں اور بعض وقت جو مختلف قسم کے نور ظاہر ہوتے ہیں وہ بھی وجودِ مطلق کے حجاب ہیں۔

در بار الہی میں عجز و انکساری سے دعا کر کے خیالی طریقہ سے اس سے گذر جائے اور ان پردوں کے بعد ایک جمالی پردہ ہے (جو لطیف اور بے رنگ ہے) کبھی اس پر توقف ہوتا ہے۔ اور بعضے اس کو غرض اصلی سمجھ کر ٹھیر جاتے ہیں مگر خدا کی مدد و شالہ ہے تو یہ پردے با آسانی طے ہو جائیں گے اور ذاتِ مطلق کی معرفت کا فخر حاصل ہوگا اور اس جگہ عجیب و غریب حالات پیش آئیں گے اس کو اصطلاح میں سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ مقام سلوک و معرفت کا مہتما خیال کیا جاتا ہے۔

اسلہ جو لوگ دنیاوی لوازمات سے بری ہوتے ہیں ان کو اچھائی برائی کا امتیاز نہیں رہتا۔

غوطہ لگاتے ہیں تو سوائے خدا کے دنیا کی تمام چیزوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ شہید

## تفسیر امراقبہ

توحید ذاتی کے مراقبہ سے محققین نے منع کیا ہے اور توحید ذاتی یہ ہے کہ تمام چیزوں کو خدا جانے اور غیر خدا کو معدوم سمجھے اور جبہ اس کی یہ ہے یہ سمجھنا بغیر وجدان کامل کے نہیں ہو سکتا ہے مجملایوں سمجھنا چاہئے کہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے انشاء اللہ تدریجاً پورے طور پر کشف ہونے لگے گا۔ اور ابتدا میں تحقیق اور تلاش نہ کرنا چاہئے۔

## ذکر برائے شفا کے مریض

در راست یا اَحْمَدِیْب یا صَمَدُ وِطْنِ اَسْمَانِ یا وَتَرْدُ دِلِّ یا نَزْدُ نِزَارِ بَارِ بَکْوِیْدِ۔  
فائدہ مراقبہ میں پابندی اور مشق کرنی چاہئے تاکہ یہ حالت ہو جائے کہ دل مراقبہ سے بمشکل ہٹے اور مراقبہ سے دل پھیرنا ناممکن ہو اور اس سے حضوریت اور نحویت حاصل ہو اور اپنے اور تمام عالم کا عدم بعد وجود حق ثابت ہو جائے اور اس کے ایک لمحہ بھی متوہنہ ہو جانے میں جان کی ہلاکت کا ڈر ہے

## ارواح اور ملائکہ کے کشف کا طریقہ

ساکلِ دَائِنِ سُبُوْحِ اور بَائِسِ قُدُّسِ اور اَسْمَانِ کی طرف سَبِّ الْمَلَائِكَةِ اور قَلْبِ پَرُوْ التَّرْوِیْحِ کی ہزار بار ضرب لگانے اور مقصود کی طرف متوجہ ہو جائے تو جس روح سے ملاقات کرنی مقصود ہوگی وہ بیداری یا خواب میں ملاقات کرے گی دو ہزار ضربیں لگانے سے مقصود جلد حاصل ہوگا۔

## آئندہ کے حالات سے باخبر کر دینے والا ذکر

دائِنِ یا اَسَدُ اور بَائِسِ یا صَمَدُ اور سرشانے کی طرف پھیر کر یا سَجِّ اور دل میں قیوم کی ایک ہزار ضربیں لگانے اور بلاؤں کے دور کرنے کے لئے اسی طرح ایک ہزار ضربیں لگانا مجرب ہے۔

## بیمار کی شفا کے لئے ذکر

دائِنِ یا اَسَدُ اور بَائِسِ یا صَمَدُ اور اَسْمَانِ کی طرف یا وَتَرْدُ دِلِّ میں یا فِرْدَیْکِ ہزار بار کہے



مشکل چیزوں کے حاصل کرنے اور آئندہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کا ذکر

نماز تہجد کے بعد ہزار بار داسنی طرف یا حی یا قیوم اور آسمان کی طرف یا وہاب اور دل میں یا اللہ کی ضرب لگائے اور دعا کرے۔

### کشف قبور کے واسطے ذکر

پہلے اکیس بار یا رب کہے اور آسمان کی طرف یا روح اور قبر پر یا روح اور دل پر یا روح الروح کی ضرب لگائے۔ انشاء اللہ خواب یا بیداری میں میت کا حال معلوم ہو جائے گا۔  
دوسرا طریقہ۔ پہلے قبر کے پاس بیٹھ کر میت پر فاتحہ پڑھے اور پھر آسمان کی طرف اکشف لی یا نور اور دل پر اکشف لی یا نور اور قبر پر عن حالہ کی ضرب لگائے اور قلب کی طرف متوجہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے کشف کا ذکر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے دو در شریف پڑھے اور داسنی طرف یا احمدم اور بائیں طرف یا محمد اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔

### حاجت براری کا ذکر

جو کوئی مشکل یا ضرورت پیش آئے اس کے موافق اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی نام لے کر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے مثلاً کباب رزق کے واسطے یا رزاق اور مریض کی شفا کی واسطے یا شافی اور موزی جانوروں سے بچنے کے واسطے یا حفیظ اور فاتحہ کے لئے یا صمد اور دشمن کے دفع کرنے کے لئے یا صمد اور بلا کے دفع کرنے اور دل کی تفریح کے لئے یا حی یا قیوم و علیٰ بن النقیاس

باب حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ کے اذکار و اشغال

جب سچا طالب خدا کی عنایت سے اس سلسلہ کے بزرگوں میں سے کسی کو اپنا وسیلہ کرتا ہے پہلے

استخارہ فرماتے ہیں پس اجازت ملے گی یا نہ ملے گی اجازت مل جائے پس اس میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور حماقت کی صورت میں جواب دیتے ہیں کیونکہ اس کی قیمت دوسری جگہ متعلق ہے اور مرشد کی توبہ بھی استخارہ کی قائم مقام ہوتی ہے۔

### استخارہ کا طریقہ

عشاء کی نماز کے بعد تازہ وضو کر کے صحت دل سے استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحق القیوم و اتوب الیہ ایک سو ایک بار پڑھے اور اپنے تمام اندر فی اور ظاہری گناہ سے توبہ کرے اور خیال کرے کہ میں پھر مسلمان ہوا اس کے بعد دو رکعتیں نماز استخارہ کی اس نیت سے پڑھے کہ میں خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ مرشد کے وسیلہ سے مجھ کو شریعت محمدیؐ کا پابند کر دے اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قلی یا ایہا الکافرون خشوع و تسووع سے پڑھے۔ اور بارگاہِ الہی میں روئے اور سلام پھیر کے ایک سو ایک بار کلمہ تمجید پڑھ کر اتھاڑاٹھا کر دعا مانگے اور جب نیند کا غلبہ ہو تو وہیں زمین پر سو رہے اور اگر کوئی عذر ہو تو جہاں چاہے سو رہے اور سوتے ہیں جو کچھ خواب دیکھے مرشد سے بیان کرے اور حالت استخارہ میں اپنے دل کی حالت پر غور کرے اگر قلب میں اعتقاد کی وہی مضبوطی ہے۔ تو یہی بشارت ہے پس مرشد کو چاہئے کہ مرید کے اسم ذات بواسطہ لطافت ستہ کی اس طرح تعلیم دے کہ زبان کو تالو سے ملا کر آنکھیں بند کر کے خیالی زبان سے قلب صنوبری سے اس طرح کہے کہ خدا کے اسم کو اس کی ذات کا غیر نہ تصور کرے اور اٹھتے بیٹھتے حتیٰ الوسع یہ خیال قائم رکھے۔

### لطافت ستہ کا بیان اور ان کے ذکر کا طریقہ

انسان کے جسم میں چھ جگہیں انوار اور برکتوں سے پر ہیں اور یہی لطافت کہلاتے ہیں۔ اول لطیفہ قلبی اس کی جگہ بائیں پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سرخ ہے دوسرے لطیفہ روحی اس کی جگہ اپنے پستان سے دو انگلی نیچے ہے اور اس کا نور سفید ہے تیسرے لطیفہ نفس اس کی جگہ

سہ میں اس خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو زندہ اور قائم ہے اور میں اسکی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۱۲ شہید لہ مختلف کشفوں کی وجہ سے لطافت کا بھی رنگ بدل جاتا ہے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ لطیفہ قلبی کا نور سرخ ہے لیکن بعضوں کے نزدیک زرد بھی ہوتا ہے اس وجہ سے تحقیق یہی ہے کہ انوار کا پابند نہ ہونا چاہئے بلکہ مقصود اصلی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے ۱۲ شہید۔

ناف کے نیچے ہے اور اس کا نور زرد ہے۔ چوتھے لطیفہ سری اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے۔ اور اس کا نور سبز ہے۔ پانچویں لطیفہ خفی اس کی جگہ ابرو کے اوپر ہے۔ اور اس کا نور نیلگوں ہے۔ چھٹے لطیفہ اخفی اس کا مقام ام الدماغ اور اس کا نور سیاہ ہے آنکھ کی سیاہی کے مانند۔

**فائل ۶۔** سالک کو ان چھ لطیفوں کا یہاں تک ذکر ہونا چاہئے کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو جائے اور مرشد اس ذکر کو لطیفہ مریدین میں ڈالنے کی طرف توجہ کرے۔ اور بارگاہ الہی میں دعا کرے اور مرید سے زبان کو تالو میں چمٹوا کے بغیر زبان ملائے قلب سے اسم ذات ادا کرنے کو کہے اور خود بہت سے توجہ کرے یعنی اپنے قلب کے منہ کو مرید کے قلب پر تصور کرے اور غیر خدا کے خیال کو اس کے دل میں آنے سے روک کر اس کے قلب کو اپنی طرف جذبہ قلبی سے مائل کرے۔ تاکہ اس توجہ کے اثر سے اس کے لطیفہ میں حرکت پیدا ہو اور ذکر جاری ہو جائے اسی طرح ایک گھنٹہ سے کم و بیش مرید کی طرف متوجہ رہے اور خیال کرے کہ یہ تصرف جو مجھ کو حاصل ہوا ہے بزرگان سلسلہ کی اعانت اور توجہ سے ہے۔

**فائل ۷۔** قلب صنوبری قلب حقیقی (جو عالم امر سے ہے) کا نشین ہے اور اس کو حقیقت جامع بھی کہتے ہیں اور خدا کی عادت جاری ہے کہ جب مرید اپنے قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو مبدی فیض سے قلب حقیقی کے واسطے سے اس کو فیض پہنچاتا ہے۔

جب لطیفہ قلبی کی مشق کامل ہو جائے اور فنائے قلبی حاصل ہو جائے تو باقی لطائف کی الگ الگ مشق کرنی چاہئے اور فنائے لطائف یہی ہے کہ لطیفہ میں مستغرق ہو جائے اور اس میں تکلیف کی ضرورت نہ ہو۔

اور کبھی مرید پر لطیفہ میں انوار اور تجلیاں ظاہر ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس کو ان میں محو نہ ہونا چاہئے بلکہ خدا کے منترہ اور پاک ہونے کا خیال کرنا چاہئے اور لطیفہ قلبی میں نفی و اثبات صغیر بھی تعلیم کیا جاتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھیں اور ہونٹ بند کر کے سانس ناف کے نیچے سے نکال کر قلب میں روکے اور لا کو ناف سے نکال کر گلے تک پہنچا کہ ۱۲۰ کو گلے سے لطیفہ روحی تک لاکر ۲۰۲۰ اللہ کی دل پر اس طرح ضرب لگائے کہ اس کا اثر تمام لطیفوں پر پہنچے اور غیر اللہ کی نفی اور خدا کی ذات کے اثبات کا تصور کرے پہلے ایک سانس میں ایک دفعہ کرے اور تدریجاً ترقی دیتا جائے یہاں تک کہ اکیس مرتبہ تک پہنچائے لیکن طاق عدد کا اور مدوشد کا خیال رکھے تاکہ اثر۔

ظاہر ہو اور اگر اثر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے پھر از سر نو شروع کرنا چاہئے اور ذکر کا اثر یہ ہے کہ نفی کے وقت وجود انسانی کی بالکل نفی ہو جائے اور حالت اثبات میں جذبات الہی کا ظہور ہو اس ذکر میں ایسا منہمک ہونا چاہئے کہ مذکور یعنی خدا کا ذکر انسان کے دل پر غائب ہو جائے وہ معشوق کا نام بھول کر جلوہ معشوق میں محو ہو جائے۔

### لطائف سنتہ کے شغل کا بیان

ناف کے نیچے سے سانس کھینچ کر جس لطیفہ کا شغل منظور ہو اس پر ٹھہرائے اور جس قدر ممکن ہو اسم ذات میں اس کے معنی اور اس جگہ کے نور اور واسطہ کے ساتھ منہمک ہو جائے اور اسم کو ذات کا غیر نہ سمجھے بعض لوگ ان مقامات کا ذکر بغیر جس دم کے کرتے ہیں اور ذکر وہی اسم ذات ہے۔

### ذکر جاروب کا طریقہ

ان لطائف میں ان کا طریقہ یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو پوری قوت سے بغیر سانس روکے ہوئے) جس لطیفہ کی جاروب مقصود ہو اس سے کھینچ کر ہو کی ضرب اسی لطیفہ پر لگائے مثلاً اگر لطیفہ قلبی کی جاروب کرتا ہے تو اسم ذات کے تصور کے سانس کو قلب سے کھینچ کر موضوع روح تک لا کر ہو کی ضرب قلب پر لگائے یہی ہر لطیفہ کی جاروب میں ہونا چاہئے اور ذکر ارادہ کا طریقہ ان لطائف میں یہ ہے کہ اسم ذات کے تصور کے ساتھ سانس کو جو لطیفہ مقصود ہے اس سے اٹا کھینچ کر اسی لطیفہ پر ہو کی ضرب لگائے چنانچہ جاروب لطیفہ قلب کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن جب چھٹوں لطیفوں کی مشق سے فارغ ہو جائے اور ان میں کمال حاصل ہو جائے تو مرشد کو تمام لطائف کی طرف یکساں توجہ کرنے کو فرمانا چاہئے اور خود بھی، توجہ کرنا چاہئے تاکہ تمام لطیفے باسانی جاری ہو جائیں اگر لطائف کی سیر کی کچھ تجلیاں ظاہر ہوں تو ان میں مشغول ہو کر بے پروا نہ ہو جائے بلکہ ترقی کی خواہش کرنا چاہئے۔

### فائدہ

اصطلاح صوفیہ میں اس سیر کو سیر لطائف کہتے ہیں اور اس کے تمام ہونے پر اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔

## سلطان الاذکار کا طریقہ

مرید کو سر سے پیر تک اپنے جسم کے ہر ہر بال کی طرف متوجہ ہو کر اسم ذات کا تصور کرنا چاہئے اور مرشد کو بھی ہر ہر جڑ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور شغل میں اس قدر منہمک ہو جائے کہ جسم کا ہر ہر بال ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ اگر اس کی طرف سے توجہ ہٹانا چاہے تو قدرت نہ رکھے یہاں تک تو وہی اذکار بیان کئے گئے ہیں جو لطائف ستہ کے ضمن میں ہیں کیونکہ اس سلسلہ کے مشائخ عظام کے نزدیک اس راستہ میں منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سات قدموں کی ضرورت ہے ان میں سے پانچ قلب، روح، سر، خفی، اخفی عالم امر سے ہیں اور نفس اور قلب دو عالم خلق سے ہیں۔ اور قالب چار عنصر سے مرکب ہے اب اس صورت میں دس لطیفے ہوئے سالک کو قلب سے جو عالم امر سے ہے شروع کراتے ہیں نصف دائرہ اس وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ بہت قریب ہے اور لطائف قالب یعنی عناصر رابعہ کو نفس کے ضمن میں سلوک فرماتے ہیں اس کے بعد نفی و اثبات کا ذکر تعلیم فرماتے ہیں

## نفی و اثبات کا طریقہ

ہمیشہ سے کمالات اور ولایت اور اس طریقہ کی بنا اسی ذکر پر ہے اور لطائف ستہ میں اسم ذات کا ذکر قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کی تجویز سے ہے

## شغل نفی و اثبات کا طریقہ

آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے اچھی طرح ملا کر سانس کو ناف کے نیچے سے کھینچ کر دماغ میں لائے اور کا کو ناف سے کھینچ کر ام الدماغ تک لے جائے اور وہاں سے اللہ کو لطیفہ روحی کی طرف لا کر لا الہ الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور کا اللہ سے غیر کی نفی کا خیال کرے اور الا اللہ سے ذات باری (جو بے کیف ہے) کے ثابت کرنے کا خیال کرے اور بتدریج لا معبود الا اللہ اور متوسط لا مقصود الا اللہ اور منتهی لا موجود الا اللہ کا تصور کرے اور ایک سانس میں زائد سے زائد اکیس بار کہے اگر اس ذکر کا اثر یعنی غیر اللہ سے بے تعلقی، دل میں پیدا ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کرے۔ ورنہ پھر شروع سے ابتدا کرے تاکہ اس کا اثر پیدا ہو تو کراہی کے افکار کا طریقہ ختم ہوا اور اکثر مشائخ نقشبندیہ کا یہ سلوک

یہیں تک ہے اس کے بعد مراقبات اور اذکار میں جواب بیان ہوتے ہیں پہلے مرید کو فنا کے اعمال  
د جس کو توحید افعالی کا مراقبہ کہتے ہیں، تعلیم فرماتے ہیں۔

## توحید افعالی کا مراقبہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرید اپنے اعمال اور تمام موجودات کو خدا کے اعمال کا مظہر سمجھے اور تمام  
چیزوں کا فاعل حقیقی سمجھے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جا تا رہے گا۔ اور اس کے فنا کے صفات کا مراقبہ  
د جس کو توحید صفاتی کا مراقبہ بھی کہتے ہیں، تعلیم کرے یعنی اپنے اور تمام موجودات کے صفات کو خدا کی  
صفات میں مستہلک سمجھے یہاں تک کہ حدیث كُنْتُ لَهُ سَمْعُهُ وَبَصَرُهُ کا مصداق ہو جائے  
اس کے بعد فنا کے ذاتی کا مراقبہ د جس کو توحید ذاتی کا مراقبہ کہتے ہیں، تعلیم فرماتے ہیں اور اس کا طریقہ  
یہ ہے کہ قلب بتفقی جو سر اسر نور ہے کو دیکھ کر اپنے کو تمام موجودات کو خدا کی ذات کا مظہر خیال کرے  
اور اس کے سوا کسی نہ دیکھے اس توجہ سے کبھی غافل نہ ہو جائے۔ تو اس مقصد کی طرف پھر متوجہ  
ہو جائے یہاں تک کہ اس کے مشاہدے کے نور میں مستغرق ہو جائے اور سوائے ذات  
خدا کے اپنے اور اپنے غیر کو معدوم سمجھے۔

معلوم کرنا چاہئے کہ اس نسبت کو مکمل کرنے کے لئے بعضے ذکر قواریر تعلیم فرماتے ہیں  
اس کا طریقہ یہ ہے کہ حقیقت جامع کو آفتاب کے مانند اور تمام موجودات کو شیشہ کے مانند  
خیال کرے اور تصور کرے کہ یہ شیشے ہیں آفتاب کے مقابلے اور اس کے نور کی وجہ سے روشن  
ہیں اور ان میں اس نور کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس مراقبہ میں کامل ہونے پر وہ تمام موجودات میں  
وجود مطلق کو ساری دیکھ کر کسی دوسرے کو موجود مطلق نہ سمجھے گا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ  
رَبَّهُ اسی حالت کی خبر دیتا ہے اور غلبہ شہود اور حق معیت کی وجہ سے تمام چیزوں کو حق پائے گا  
اس کو صوفیہ کی اصطلاح میں توحید وجودی کہتے ہیں۔ ولایت لطیفہ قلبی (جو عالم اسر سے ہے) سے  
متعلق ہے یعنی یہ ولایت اس سے شروع ہوتی ہے اور تمام چیزوں سے بے خبر اور  
غافل ہونے پر خدا کے جمال کا مشاہدہ ہو تو اس نسبت کو توحید شہودی کہتے ہیں۔ اور یہ ولایت

لہ حدیث شریف میں ہے جو بندہ میرا ہو جا تا ہے اور مجھ سے قربت حاصل کرتا ہے میں اس کے کان اور آنکھ ہوتا ہوں جس  
سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے ۱۲ شہیدؒ جس نے اپنی ذات کی واقفیت حاصل کر لی اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ۱۲ شہید

لطیفہ روح اعظم جو محض نور ہے اسے متعلق ہے اور ہر دنوں ولایت کے رتبے اولیا کے ساتھ مخصوص ہیں اس مرتبہ میں علم اور فی درجہ قطبیت و ابدالیت حاصل ہوتے ہیں وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ  
جب یہ نسبت مکمل ہو جائے تو مرید کو ان تجلیوں اور مشاہدوں سے لطف حاصل کر کے سکون نہ لینا چاہئے بلکہ ترقی کا آرزو مند رہنا چاہئے اگرچہ یہ بھی ولایت کا کمال ہے لیکن اس میں ایک گونہ شکر منفرد ہوتا ہے تاکہ مطلوب حقیقی کا حصول بغیر کسی چیز کے میل کے ہو اس کے بعد مرید کو چاہئے کہ مرشد کی توجہ سے اپنے کو ان تجلیوں اور مشاہدات اور ارادات اور اگرچہ یہ سب لطیف ہوں گے غلبہ اور تمام خیالات اور ذہنی باتوں سے خواہ حق ہوں خواہ ناحق ہوں خالی اور پاک کرنے اور مرشد کی تلقین سے مراقبہ نایافت و رواد اور ایسے منہک ہو جائے۔

### مراقبہ نایافت

کا طریقہ یہ ہے کہ لطیفہ سری کو مذکورہ بالا اورادات سے خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ اس کے ذہن میں ہو اس کو سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف سے مانگے تاکہ اس کی نظر میں مطلوب کے سوا کچھ نہ رہے یہاں تک کہ نور یقین کے سوا سب چیزوں سے بے خبر ہو جائے اسی طرح پاکی اور صفائی کو درجہ کمال تک پہنچائے اور کہیں سکون نہ لے۔

۱۰ لے برادر بے نہایت درگہسیت ہرچہ بروے میری بروے مایست

اور جب نفی کی حاجت باقی نہ رہے اور آئینہ سری تصورات اور توجہ سے صاف اور روشن ہو جائے تو رتبہ نایافت اور رواد اور ولایت اخص (جو ملائکہ اور مقربین کی ولایت ہے) حاصل ہو جاتا ہے اور یہ ولایت لطیفہ سری سے متعلق ہے۔ وَاللّٰهُ اعْلَمُ بِشَعْرٍ

۱۱ ہر کہ را از فضل حق باشر مدد : این ہمہ نعمائے حق اور اسد

جب مرید لطیفہ سری کو تجلیات (خواہ مشاہدہ ہی کیوں نہ ہوں) خالی کر دیتا ہے تو دائرہ حقیقی میں داخل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ حقیقت سے ناواقف ہے اس وجہ سے جاہل ہے پس اگر اراد الہی اور اراد معنوی اس کی دستگیر سے تو تمام عنصری اور نوری مرتبہ طے کر جائے گا اور نایافت اور

۱۲ شہید خدا کا فضل اور اس کی عنایت جس کی مدد کرتی ہے اس کو یہ سب ہمیتیں حاصل ہو جاتی ہیں ۱۲ شہید

وراد الوداع کے بعد حقیقت نایافت کہ مرتبہ ولایت اخص الخواص جو ولایت انبیا علیہم السلام کی ہے منکشف ہوگی تو اس نسبت کا حاصل ہونا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ذہن کو خدا کے وصل اور غیر وصل سے خالی بنا یا جائے مختصر یہ ہے کہ یہ ولایت خاص اگرچہ ولایت ہے لیکن اس میں غیر کی ہستی پر نظر ہوتی ہے یعنی مظاہر اور ظاہر میں تمیز باقی رہتی ہے تو اس میں اور بلند ترین مرتبوں کی بہ نسبت کچھ نہ کچھ مشترک کی بوضوح ہے اور ولایت اخص میں اگرچہ پاکی ہے یعنی اپنے مراتب اور صفات اور کمالات کو باری تعالیٰ کے کمالات اور صفات کا مظہر سمجھتا ہے اور بنجر خدا کی مظہریت کے کچھ نہیں پاتا اور اس کی پاکی کرتا ہے۔ مگر تمام انسانوں کی تنزیہ انبیا علیہم السلام کے مرتبہ کے آگے تشبیہ کی شان رکھتی ہے تو دل عینیت کے تصور سے (جو ان کے نزدیک غیر حق ہے) اور خدا کی تغذیہ کے تصور سے پاک ہے (تعالی اللہ عن ذالک علو اکبیراً) (خدا ان سے بالا اور پاک ہے) اور خالی کرے اور ترقی کا آرزو مند ہو۔ تاکہ بے کیف اور بے جہت تجلی اس کے دل پر ہو اور انوار قدم کی تجلیاں منور ہوں اور جس قدر خلوص زیادہ ہوگا اسی قدر دائرہ ولایت میں دخل زائد ہوگا۔ اس کے بعد انبیا علیہم السلام کے کمالات میں اس مرتبہ کی حقیقت اور ماہیت بیان نہیں کی جا سکتی ہے محققین فرماتے ہیں کہ انبیا ولایت اور ان کی ثبوت اگرچہ اصالت کے دائرے میں ہیں اور دونوں ظلی کلی ہونے سے مبرا ہیں لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ ولایت سے باری تعالیٰ کے صفات کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور نبوت میں حسب حیثیت ذات مطلق کی حقیقت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ تِلْكَ السَّرَّاءُ فَضَلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ حَبِيبٌ اس نسبت میں کمال حاصل ہو جائے گا تو ملاحظہ اور تصور درمیان سے دفع ہو جائے گا اور حضور در حضور و نور علی نور (جو بقا باللہ کا مرتبہ ہے) کے مرتبہ پر رسائی ہوگی یہاں تو طریقہ عالیہ نقش بند یہ کے اذکار و اشغال کے مراتب مجمل بیان کئے گئے ہیں اگر تفصیل سے دیکھنا ہے تو متبرک کتاب انوار محمدی جو حضرت مولانا استاد ناشر شیخ محمد فاروقی رحمہما نوی سلمہ اللہ خلیفہ خاص حضرت مرشد ہادی قطب الاقطاب مولانا میا نجیو نور محمد شاہ جہنجاوی قدس اللہ سرہ کی تصنیف ہے دیکھنا چاہئے۔

مگر طریقہ احمدیہ کے اشغال کے بیان میں شیخ عبدالاحد صاحب کے چند رسائل ہیں اور ان میں ایک رسالہ کحل الجواہر بہت اچھا ہے اور طریقہ احمدیہ کے مراتب سلوک کے حاصل کرنے کے طریقے

سالہ یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فوق اور فضیلت دی ہے ۱۲ شہید۔



اتہاراربعہ مولفہ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (جو پسندیدہ کتاب ہے) میں عمدہ طریقہ سے مفصل تحریر ہیں۔

اب چند اصطلاحات جن پر حضرات نقشبندیہ کے طریقہ کی بنا ہے لکھے جاتے ہیں یاد رکھنا چاہئے اور ان کو اپنا مطمع نظر سمجھنا چاہئے اور وہ ہوش دروم، نظر بر قدم، سفر در وطن، خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت، نگہداشت، یادداشت، وقوف زمانی، وقوف عدوی، وقف قلبی گیارہ ہیں۔ ہوش دروم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ اپنے سے باخبر اور ہوشیار رہے تاکہ غفلت سے سانس نہ آئے اور یہ تفرقہ نفسی کو دفع کرتا ہے۔ نظر بر قدم یہ ہے کہ ہر جگہ آمد و رفت میں پاؤں پر نظر رکھے تاکہ نظر پر لگندہ نہ ہو جائے اور جمعیت خاطر حاصل ہو ابتدا میں دل نظر کے تابع ہوتا ہے اور نظر کی پراگندگی دل پر اثر کرتی ہے اور نظر بر قدم سے شاید سفر ہستی کی مسافت اور خود پرستی کی وادیاں طے کرنے میں جلدی کرنے کی طرف اشارہ ہے یعنی جہاں کہیں اس کی نظر ختم ہو اس وقت وہیں قدم رکھے۔

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک انسانی طبیعت میں سفر کرنے یعنی صفات کو اچھے اخلاق سے بدل دے اور سہی تخلیقاً باخلاق اللہ کے معنی ہیں اور خلوت اور انجمن یہ ہے کہ ظاہر میں خلقت کے ساتھ اور باطن میں اللہ کے ساتھ ہو یعنی ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔ یاد کرد سے ذکر زمانی قلبی مراد ہے یعنی خدا کی یاد میں غفلت کو دور کرنا بازگشت یہ ہے کہ جبے بار کلمہ طیبہ زبان سے ادا کرے اتنی ہی بار دل سے دعا کرے کہ بار الہا تو اور تیری رضا جوئی میرا مقصد ہے اور میں نے تیرے ہی لئے دنیا اور آخرت کو چھوڑ دیا تو مجھے نعمتیں اور اپنی بارگاہ کی رسائی عنایت فرما۔ اور ذکر میں اس سے غفلت نہ کرنا چاہئے بہت بڑی شرط ہے۔

اور نگاہداشت، مراقبہ، مراقبہ، قلب کو کہتے ہیں یعنی دل کو غیر خدا کے خیال سے خالی رکھے مثلاً اگر ایک سانس میں سو بار کلمہ طیبہ کہے تو غیر کی طرف دل نہ متوجہ ہو بلکہ اسماء و صفات باری تعالیٰ سے بھی غافل ہو جائے اور وحدت مطلق اور دراء الوار کو مد نظر رکھے یادداشت ہر حالت میں اور اور ہر وقت خدا کی طرف متوجہ رہنا بعضے حضور قلب کو یادداشت کہتے ہیں اور اہل تحقیق

لے خدا کے اخلاق سے متصف یعنی خدا کے اوصاف اپنے میں پیدا کر دے مثلاً اسی مقصد کو ایک شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

شخص ادھر اللہ سے حاصل ادھر مخلوق میں شامل : مثال اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدک کا ۱۲ شہید

کے نزدیک محبت ذاتی (جو یادداشت کے حاصل ہونے سے کما ہے) کے واسطے سے خدا کا شہود اور اس کا اس کا دہرہ دل پر غالب ہوتا ہے اور اس کو مشاہدہ کہتے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ مقام مذکور کہ خدا کی طرف پوری توجہ ہے، پوری نفاذ اور بقائے کمال کے بغیر نہیں حاصل ہوتا ہے وقوف زمانی یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اپنے سے باخبر رہے خدا کی اطاعت کرتا ہے تو شکر کرے اور اگر گناہ میں ہے تو عذر اور توبہ کرے یا پاس انفاس کا خیال رکھے کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں اور اسی طرح قبض و بسط میں شکر اور استغفار کرنا چاہئے اور اسی کو محاسبہ کہتے ہیں وقوف عدوی نفی و اثبات طاق عدد کے خیال رکھنے کو کہتے ہیں جیسا ادب پر بیان ہو چکا ہے اور ذکر قلبی میں عدوی رعایت کرنے سے پریشانی خاطر دفع ہوتی ہے وقوف قلبی یہ ہے کہ ذکر کرنے والا غلغلے باخبر و واقف ہے یا خدا کے حضور میں دل کے اس طرح حاضر رکھنے کو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے کوئی تعلق نہ رہے اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ذکر کے وقت ارتباط اور تمثیل شرط ہے کیونکہ محققین نے فرمایا ہے اگر طالب میں ذکر قلبی قرار نہ کرے اور اثر نہ کرے تو اس کو ذکر سے روک کر وقوف قلبی کا مرشد حکم فرمائے تاکہ ذکر جلد اثر کرے۔

### مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ

شیخ تمام باتوں سے خالی ہوا اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا انعام پر منظور ہو توجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے انشاء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہوں گی اور لطیفہ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اس طرح انوار مراتب و لطائف کے القاب میں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔

### مرض کے سلب کر لینے کا یہ طریقہ ہے

کہ دل کو تمام خیالات سے صاف کرے اور اپنے کو اسی مرض میں مبتلا سمجھے جو مرید کو ہے۔ تو وہ مرض اس کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور یہ انسان میں خدا کی عجیب صفتوں میں سے ہے اور دوسرا طریقہ مرض کے دور کرنے اور توجہ بخشی کا یہ ہے کہ صاحب نسبت وضو کر کے درغلیں پڑھے

اور درود واستغفار پڑھ کر نہایت ہی خشوع و خضوع سے درگاہ الہی میں التجی ہو کے مریض اور گناہگار سے مرض اور گناہ دور ہو جائے اس کے بعد مریض یا گناہ گار کے سامنے بیٹھے اور پوری ہمت سے سانس لیتے وقت خیال کرے کہ مریض یا گناہ گار کے قلب سے مرض یا گناہ دور ہوتا ہے ایک لمبی سانس لے اور سانس نکالتے وقت تصور کرے کہ اس کے قلب سے مرض یا گناہ دفع کر کے زمین پر گر رہا ہے خدا کی مدد سے مریض شفا پائے گا اور گناہ گار توبہ کرے گا۔

### زندہ اور مردہ اہل اللہ کی نسبت دریافت کرنے کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ ہے تو اس کے سامنے بیٹھے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے کو ہر نسبت سے غائب کرے اور علام الغیوب کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو آگاہ کر اور اس کی باطنی کیفیت بتا۔ اور متوجہ ہو اس کی روح کی طرف اور تھوڑی دیر اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی طرف متوجہ ہو تو اگر اپنے میں کچھ کیفیتیں پائے تو سمجھے کہ نسبت اسی شخص کی ہے اور خطروں کے پہچان نے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

### خطرہ معلوم کرنے کا طریقہ

اپنے قلب کو خطرہ اور خیال اور حدیث نفس سے خالی کر کے اس کی طرف متوجہ ہو پھر جو کچھ اچھا برا خیال دل میں آئے اسی کی طرف سے خیال کرے۔

### آئندہ واقعات کی واقفیت کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اپنے دل کو تمام خیالات سے صاف کر کے بارگاہ الہی میں دعا کرے کہ اے اللہ اے علیم اے خبیر اے مبین مجھ کو اس واقعہ کی واقفیت دے تو اگر تمام خیالات دفع ہو جائیں اور اس واقعہ کے کشف کا انتظار جس طرح رہیسا سے کو پانی کی طلب ہوتی ہے، حاصل ہو جائے تو پوری ہمت اور توجہ سے اپنی روح کو لمحہ بلمحہ ملا علی یا ملا اسفل کی طرف حسب حیثیت متوجہ کرے تو وہ واقعہ آواز غیبی یا خود مشاہدہ سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

## بلا کے دفع کرنے کا طریقہ

مقررہ طریقہ پر اس بلا کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے سمیت اور توجہ سے اس بلا کے دفع کرنے کی طرف مائل ہو خدا کی مدد سے دور ہو جائے گی اور یہ باتیں اکثر متوسط درجہ کے سالکوں سے واقع ہوتی ہیں اور چونکہ منتهی لوگ دنیا کی چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اس واسطے ان سے کم واقع ہوتی ہیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ عارف کے تمام مکشوفات کا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ واقعات کا کشف ظنی چیزوں سے ہے غلطی کا بھی احتمال ہے اور کبھی بالکل خلاف واقع بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی باتوں کو ہر شخص کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہئے

## باب قرآن شریف پڑھنے اور نماز ادا کرنے اور دیگر اعمال کی کیفیت

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوئے ہیں اول کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر اور دوسرے قرآن شریف کی تلاوت تیسرے نماز پڑھنا اور باقی تمام ذکران میں شامل ہیں اور ان اذکار کی خوبیاں قرآن شریف واحادیث اور آثار صحابہ سے ثابت ہیں یہ مختصر رسالہ اس قابل نہیں ہے کہ اس میں اس کی خوبیاں بیان کی جائیں اور اس کے لائق فضائل اور برکتیں انسان سے نہیں بیان ہو سکتیں اس واسطے سچے طالب کو کلمہ طیب کی فضیلت بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ایک قدم لا الہ سے غیر خدا کی نفی پر رکھے اور دوسرا لا الہ سے جناب الہی میں رکھ کر خدا سے مل جائے اور قرآن شریف کی خوبیوں سے بھی جان لینا کافی ہے کہ اس کے پڑھنے سے خدا کی درگاہ کی حضوری اور اس سے ہم کلامی حاصل ہوتی ہے اور نماز میں یہ دنوں اور تمام دعائیں اور عبادتیں اور تسبیحیں موجود ہیں اور اس کے مراتب بھی لاتعداد ہیں ان کو بھی انسان نہیں بیان کر سکتا اور جو سالک استغراق اور جذبہ کی زیادتی میں نماز نہیں پڑھتے ہیں بہت سے مرتبوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بلکہ ان کو مقصد اصلی بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور نماز بندہ اور پروردگار کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا سے جدا اور خدا سے قریب ہو جاتا ہے وہ سلوک کا

سہ کوئی معبود اور قابل پرستش خدا کے سوا نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور اس

کے رسول ہیں ۱۲ مولانا صبغت اللہ شمشیر

طریقہ جو کلمہ طیبہ کے ذریعہ سے تمہا بیان کیا جا چکا اب کچھ طریقے اور کیفیت قرآن شریف کی تلاوت اور نماز پڑھنے کے طالبان حق کے طریقہ پر بیان کئے جاتے ہیں۔

## اول قرآن شریف کی تلاوت کا طریقہ

قرآن شریف پڑھنا ایک بہت بڑی عبادت ہے اور خدا کی قربت کے لئے سوا فرض کے ادا کرنے کے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں تو اس کے آداب اور اس کا استعجاب یہ ہے کہ پوری طہارت سے نہایت اخلاص کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے اعوذ اور بسم اللہ کے بعد خشوع اور خضوع سے ترتیل کے ساتھ پڑھے اور خیال کرے کہ میں خدا کی باتیں کر رہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ وہ مجھ کو دیکھتا ہے اور امر و نواہی کا حکم دیتا ہے اور بشارت کی آیت پر مسرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈرے اور روئے اور بلند آواز سے خوش آوازی رحمن سے طبیعت کو لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے) سے پڑھے یہ عام طریقہ ہے اور خاص طریقہ یہ ہے کہ پہلے شرائط کو مد نظر رکھے خلوت رحمن میں کوئی شخص محفل نہ ہو، میں دو نفلیں ادب سے پڑھ کر حضور قلب سے بیٹھے۔ اور قرآن شریف سامنے رکھ کر خدا کے کلام کی بڑائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور دل کو تمام خیالات سے صاف کر لے قرآن کی حقیقت (جو خدا کے کلام نفسی کی صفت ہے) کی طرف متوجہ ہو اور اس مراقبہ میں تھوڑی دیر بٹھیرے تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق (جیسے شاگرد کو استاد کے سامنے ہوتا ہے) حقیقی طریقے سے حاصل ہو جائے اور اعوذ اور بسم اللہ کے بعد ترتیل اور تہجد کے ساتھ (جس طرح استاد کے سامنے پڑھتے ہیں) اور قرأت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے اور خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل صنوبری کی زبان برابر پڑھ رہی ہے اور اس خیال سے غافل نہ ہو اور اگر غفلت ہو جائے فوراً اعوذ باللہ پڑھ کر قلب کو حاضر کرے جب اس مشق سے اطمینان خاطر اور حضور ہی حق حاصل ہو جائے تو خیال کرے کہ ہر ہر انگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے اور جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں اور تمام جسم موسوی درخت کا حکم رکھتا ہے عین پڑھنے کی حالت میں اس

لہ ترتیل اس کو کہتے ہیں کہ قرآن شریف اس طرح پڑھا جائے کہ ہر ہر لفظ آسانی سے سمجھ میں آ جائے

اور ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ رہے مخلوط نہ ہو۔ اور حرف اپنے مخرج سے نکالا جائے اور اگر خوش آوازی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ ۱۲ شہید

میں مستغرق ہو جب اس میں دل کو پیدا ہو جائے تو خیال کرے کہ خدا میری زبان سے بڑھ رہا ہے اور سن رہا ہے اور خیال کرے کہ سانسک پڑھتا ہے اور خدا سانسک کے کانوں سے سنتا ہے اور جب اس میں ملکہ پیدا ہو جائے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے اور نہ سانسک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دیگر موجودات کا بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سانسک اس میں محو ہے اور جب اس مرتبہ میں بھی کمال ہو جائے گا تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ حقیقی معنی اور قرآن شریف کے بھید اس پر ظاہر ہو جائیں اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔

### نماز پڑھنے کا طریقہ

سانسک کو چاہئے کہ ہر عمل میں اور خصوصاً نماز میں ان کی روح اور مغز جس سے مراد محبت قلبی اور خلوص نیت اور درگاہ الہی میں قبولیت اور خدا کے سامنے محویت ہے، کی حفاظت کرے لیکن اگرچہ حقیقت نماز اہل حقیقت کی نماز ہے اور اسے ادا کرنا اور وہاں تک پہنچنا مشکل اور اس میں بہت وقت ہے لیکن بہت اور کوشش کرنا چاہئے شاید خدا آسانی پیدا کر دے والذین جاہدوا فینا لنتھم سبلنا اس کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے نماز کی ایک صورت خیال کہ نماز کا دل خالص نیت اور اس کی روح حضور قلب اور اس کا جسم رکوع و سجود وغیرہ اور اس کے اعضاء ریشمہ ارکان اور حواسِ ظہیرِ ٹھیر کے پڑھنا اور قرأت کی درستی میں جنک کہ ان میں سے ایک بھی نہ ہو گا اہل اللہ کے نزدیک نماز نہ ہوگی اور نماز کے لئے پوری پائی کی بھی شرط ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور وہ پائی دل کو غیر خدا سے صاف کرنا ہے کیونکہ خدا کی نظر عنایت اور قبولیت دل پر ہے۔

اللہ لا ینظر الی صورکم و اعمالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و دنیا تکم توجہ قلبنا پاک ہے تو جسم

لہ جو ہمارے راستہ میں کوشش کرتے ہیں ہم خود ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں اور ان کو مطلوب تک پہنچا دیتے ہیں ۱۲ شہید

۱۳ خدا تماری صورتوں اور کارکنوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ دنیا میں بہت سے ایسے مساکین جو چارہ سالوں سے جسم کرتے ہیں لیکن ان کے قلب حذر درجہ تاریک اور ان کے اندرونی اعمال بہت ذلیل ہوتے ہیں تو خدا جو کہ عالم الغیوب ہے

اس واسطے وہ اندرونی حالتوں اور خلوص کو دیکھتا ہے کوئی وہ نماز جو تمہارے دل سے نکلے اور اس میں خلوص نیت ہو اور اگر تمہاری نیت اور صرف ایک ہی نکتہ جو خلوص نیت اور صرف وہی نکتہ جو حضور قلب سے خدا ہی کے لئے پڑھے جا رہی ہے اور قبول کی جائے گی ۱۲ شہید

کس طرح پاک ہو سکتا ہے کیونکہ جسم قلب کے تابع ہے تو ایسا کرنا چاہئے کہ دل غیر خدا سے پاک ہو جائے اور کسی کو بزرگی اور تعظیم کے قابل سوا خدا کے نہ سمجھے تاکہ اللہ اکبر کہنا درست ہو اور حیب تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو گیا۔ اور درجہت و سجھی کہتے وقت قلب کا منہ سمیت سے خدا کی طرف کرے اور ۲ محمد بن عبد اللہ کہتے وقت خیال کرے کہ کوئی تعریف کے قابل عالم میں نہیں ہے اور تمام تعریفیں خدا ہی کی طرف رجوع کرتی ہیں اور رب العالمین میں خیال کرے کہ خدا کے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور ۳ الحسن الرحیم میں اس کی عنایت اور رحم کی امید کرے اور اس کو راسخ کرے اور ۴ یوسف الدین میں ڈر اور قیامت کے دن کا خیال کرے اور ۵ لا اضر یوسفن للہ قیامت کے دن صرف خدا کا حکم ہو گا کا یقین کرے ۶ یا ک نعبدکے تولا موجود الا اللہ کا یقین کرے اور ۷ یا ک نستعین کہتے وقت لا فاعل الا اللہ کا تصور کرے اور ۸ اھدنا الصراط المستقیم سے وہ راستہ جو خدا تک پہنچا دے اور ۹ الذین انعمت علیہم سے وہ راستہ انبیاء اور اولیاء کا تقاضا طلب کرے اور غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے خدا کے حصہ اور اپنی گریہ سے پناہ مانگے اور کھڑے ہو کر یہ شریعت و طریقت پر استقامت کی آرزو کرے اور رکوع میں بڑائی اور اپنی حقارت کا اور سجدہ میں پستی اور خدا کے ثبات اور بقا کا اور تشہد میں اپنی محویت کا خیال کرے۔

اور اس بات کی کوشش کرو کہ جو نماز میں پڑھو اسکو اپنے اوپر جاری کروں ورنہ فصلی اظلم و مومن کذب علی اللہ و کذب بالصدق کے مصداق بن جاؤ گے۔

اور حضور اور خلوص میں کوشش کرو اور جو نماز پڑھو اس میں مرتبہ کرو اور اگر اس میں حضور قلب نہ ہو اور کوئی کمی ہو تو پھر لوٹاؤ جب چند بار ایسا کرو گے تو یقین ہے کہ طلب شینا حین وجد کے مطابق یہ روت حاصل ہو جائے گی لیکن اسی پر صبر نہ کرو باکہ ہمیشہ اس کی ایجابی صفت کے متمنی رہو تاکہ صلوٰۃ حقیقی حاصل ہو اور خدا کو پادشہ

دست از طلب تدارک تا کار من بر آید  
یا من رسم بہ جانان یا جان زتی بر آید  
پر عمل کرو انشاء اللہ خدا کے فضل سے کامیابی حاصل ہوگی۔

۱۔ کیا اس سے بھی زائد کوئی شخص حد سے زائد تجاوز کرنے والا ہے جو خدا پر اہتمام لگاتا ہے اور صدق دل کو چھٹاتا ہے ۲۔ جو شخص کسی چیز کی تلاش کرتا ہے اور اسی میں کوشش کرتا ہے بقضاء اللہ کو یا اللہ سے ۱۲ شہد ۱۲ جب تک میرا مقصد نہ حاصل ہو جائے گا میں کوشش سے دست بردار نہ ہوں گا۔ یا تو میں اسی تک پہنچ جاؤں گا یا میری جان نکل جائے گی ۱۲ شہد

## نماز ادا کرنے کا دوسرا طریقہ

نماز پڑھتے وقت قلب کے منہ کو حقیقت کعبہ (جو موجودیت خدا کی صفت ہے) کی طرف اور نماز کے نور حقیقت کا (جو خدا کے الوہیت کی صفت ہے) تصور کرے اور اپنی حقیقت (جو عبدیت کا مرتبہ ہے) کا تصور پوری عاجزی سے کرے اور غلامی کی خدمت کی خالص نیت کرے اور تکبیر کے واسطے ہاتھ اٹھائے اور خیال کرے کہ میں دونوں جہان سے دست بردار ہو کر خدا کی طرف پھرا اور اللہ اکبر کہہ خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کر کے فنا کر دیا اور سبح یعنی سبحان اللہ الرحمن الرحیم اور الحمد للہ (الحمد پڑھنا) کے بعد قرأت شروع کرے اور قرأت میں خدا کی قبولیت کا تصور کرے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس وقت بندہ الحمد للہ سب العالمین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے ہیں اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے ہیں اور بڑائی کی اور جب ایک نعت دیا یا نعتیں کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور جو کچھ اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور جب ۲ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا ہے تو فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے تو جواب کے تصور میں مستغرق ہو جائے اور رکوع میں پاؤں کی بیٹھ پر نظر رکھے اور خدا کی کبریائی اور بڑائی اور اپنی ذات کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے تختے پر نظر رکھے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت اور خاک ساری کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور التحیات کے معنی کا خیال کرے اور اس حالت میں خیال کرے کہ خدا کے سامنے انبیاء کی مجلس میں داخل ہو گیا نیز ہر نماز میں ان تعبدوا اللہ کانک تراء کا تصور کرے اور اگر کوئی خیال نہیں آئے تو لا صلوة الا بحضور القلب کے تصور سے دور کرے اور اس قدر آواز بلند کرے کہ خود سن سکے بلکہ پاس والا بھی سن لے مگر اتنا پکار کر نہ پڑھے کہ آواز حلق سے باہر نکلے لیکن جہری نماز میں بیشک بلند آواز سے پڑھے۔

## نماز کا دوسرا طریقہ

مقررہ شرطوں کے ساتھ حالت نماز میں حقیقت کے نور پر (جو ستارے کی مانند چمکتا ہے

سلا اللہ کا ترجمہ: سب تعریف اس خدا کے لئے ہے جو دونوں عالم کا پروردگار ہے جو بہت رحمت کرنے والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے انصاف کو سیدھا راستہ دکھلانے والوں کا راستہ جن پر تم نے انعام کئے نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے عتاب کیا اور جو گمراہ میں ۱۲ شبیب



کھڑے ہونے کی صورت میں سجدہ گاہ رکوع میں پیشانی پر اور سجدہ میں ہاتھ پر اور بیٹھے میں سینہ پر نظر رکھے اور مستغرق ہو جانے تو جب نماز میں اس طرح مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی اور مختلف قسم کی حقیقتیں اور معرفتیں ظاہر ہوں گی الصلوٰۃ معراج المؤمنین کا یہی مرتبہ ہے مقصد اصلی دنیا و مافیہا کو چھوڑ دینا اور خدا سے ملجانا ہے واللہ یرزق من یشاء خدا ہم کو اور تمام دوستوں کو اور تمام طالبانِ حق کو اس دولت سے شرف فرما اور اس میں موت دے اور اٹھا ہم نہ دکر وہ میری حق النبی والہم واصحابہ اجمعین ۲۰ میں ۲۰ میں ۲۰ میں -

### آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا طریقہ

عشا کی نماز کے بعد پوری پاکی سے نئے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ادب سے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور خدا کی درگاہ میں جمال مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حاصل ہونے کی دعا کرے اور دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منورہ چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داپنے اور الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور متواتر جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے اس کے بعد طاق عدد میں جن قدر ہو سکے اللہ صلی علی محمد کما امرتنا ان نصلی علیہ اللہ صلی علی محمد کما ہوا ہلہم اللہ صلی علی محمد کما تحت وندہ اور سوتے وقت اکیس بار سورہ نصر پڑھ کر آپ کے جمال مبارک کا تصور کرے اور درود شریف پڑھتے وقت سرفہ قلب کی طرف اور منہ قبلہ کی طرف داپنی کر دے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھ کر داپنی ہتھیلی پر دم کرے اور سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ یہ عمل شب جمعہ یا دو شنبہ کی رات کو کرے اگر چند بار کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقصد حاصل ہوگا۔

### نماز کن فیکون کا طریقہ

مشکلوں کے دفع کرنے میں یہ سربراہ الاثر ہے جس شخص کو کوئی حاجت یا دشواری پیش آئے شب لہ اے خدا صلوٰۃ بھیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے ہم کو محمد پاکر ہم ان پر درود بھیجا اے خدا آنحضرت پر ایسا درود بھیج جس کے دو مال ہیں اور ان پر ایسا درود بھیج جیسا تو پسند کرتا ہے اور جس سے تو رضامند ہوتا ہے ۱۲ موالا صفت اللہ شہید ذی العالی

چہار شنبہ اور پچھنہ کو پوری طہارت اور پورے نواص سے دو رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں الحمد ایک بار اور قیل سوا سو بار اور دوسری رکعت میں الحمد سو بار اور قیل ہو اللہ ایک بار پڑھے اور سو بار کہے اے دشواریوں کے آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کے روشن کرنے والے اور سو بار استغفار اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور دل سے خدا کی درگاہ میں دعا کرے اور تیسری رات میں نماز وغیرہ پڑھ کر برسہا برس ہو کر اسی آستین نکال کر گردن میں ڈالے اور گریہ و زاری سے درگاہ الہی میں پچاس بار دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی اور خاندانِ چشتیہ میں یہ عمل بہت مؤثر اور مجرب ہے اسی سبب سے اس کا نام صلوة کن فیکون ہے کہ مقصد پورا کرنے میں بہت جلد تاثیر کرتا ہے۔

### نماز استخارہ کا طریقہ

جس کام کو شروع کرنا ہو پہلے اس میں استخارہ دیکھ لے، مسنون استخارہ میں خواب وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے صرف قلبی اطمینان کافی ہے اگر وقت نہ ہو تو صرف دعا کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتیں استخارہ کی نیت سے پڑھے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قیل یا اللہ ایتہ اور دوسری میں قیل ہو اللہ ایتہ پڑھے سلام پھرنے کے بعد اللہم انی استخیرک بعلمک واستغیثک بقدرتک واسئلتک من فضلتک العظیم فانک اقدیر ولا تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللہم ان کنت تعلم ان ہذا الامر خیر لی فی ذیہنی و معاشی و عاقبہ امری اذنی عاجل و اجلی و نافی و کالی و نسی و لی ثمر بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ہذا الامر شر لی فی ذیہنی و معاشی و عاقبہ امری اذنی عاجل و اجلی و نافی و کالی و نسی و لی ضرر و عیب و اضر فی عتہ و اقدیر لی الخیر حیث کان ثم امر ضیعی بہ

اے خدا میں تیرے علم سے اچھائی طلب کرتا ہوں اور قدرت مانگتا ہوں تیری قدرت سے اور تیری بڑی عنایت سے مانگتا ہوں اس لئے کہ تجھ کو قدرت ہے مجھ کو نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں اور تو غیب کا بڑا جانتے والا ہے اے خدا اگر تو یہ جانتا ہو کہ یہ کام میرے دین اور معاشرت اور میری آخرت اور جلد میں آنے والی بات اور دیرین آبیول بات میں اچھا ہے تو مجھ کو اس کی قدرت دے اور میرے واسطے کر دے پھر اس میں مجھ کو برکت دے اور اگر تو یہ جانتا ہے ان سب چیزوں میں یہ کام میرے واسطے برا ہے تو اسے مجھ سے دور رکھ مجھ کو اس سے علیحدہ کر دے، اور جہاں کہیں اچھائی ہو اس پر قدرت دے پھر مجھ کو اس سے راضی کر دے

## استخارہ کا دوسرا طریقہ

مشائخ چشتیہ نے کہا ہے کہ عشا کی نماز کے بعد استخارہ کی نیت سے در رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہواللہ تعالیٰ بارئک وسلم کے بعد اول و آخر تین تین بار درود شریف پڑھ کر یا سلام سلمتی تین سو ساٹھ بار پڑھے اس کے بعد یا علیہ سلامتی یا بشیر بشارتی یا خبیر خبرتی یا صبیح صبیحتی چار چار سو بار پڑھے اس کے بعد منہ قبلہ کی طرف کر کے اور منہ قطب کی طرف اور سر رکس کی طرف کر کے زمین پر سو رہے اگر معذور ہے تو اس کو اختیار ہے لیکن کسی سے گفتگو نہ کرے اور درود شریف چھتا ہوا سو جائے اور اس عمل کو دو شنبہ یا جمعرات کی رات کو کرے اگر ایک شنبہ میں نہ معلوم ہوتو تین یا سات رات تک کرے انشاء اللہ جو کچھ مقصد ہو گا حاصل ہو جائے گا۔

## دوسرا طریقہ

سورہ فاتحہ ایک بار سورہ ناس تین بار سورہ فلق تین بار سورہ اخلاص تین بار سورہ کافرون تین بار چاروں قل اور الحمد سورہ اذا جاء نصر اللہ بچیس بار اس کے بعد جس قدر ہو سکے درود شریف پڑھے یہاں تک کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے سو جائے اور سوتے وقت واسنے ہاتھ پر پھونک کر اور ہاتھ گلے کے نیچے رکھ کر سوتے۔

## صبح و شام کے مختلف اعمال کا بیان

قلبی اشغال میں مشغول ہونے والے کو واجبات فریض اور سنتوں کے علاوہ بعض عبادتیں اور ادوار وظائف زبانی بھی (جو قلب کی صفائی میں مددگار اور معاون ہوں) ضروری کرنا چاہئے چنانچہ تہجد کی بارہ رکعتیں اور چھپا دو اشراق کی رکعتیں اور چاشت کی رکعتیں اور صلوٰۃ الزوال کی چار رکعتیں اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں اور بعض لوگ بیس بھی کہتے ہیں) اور چار سنتیں نماز عصر سے پہلے اور چار سنتیں عشاء سے پہلے اور فرصت ہونے کی صورت میں جمعہ کے دن صلوٰۃ التبیح اور ایام بیض کے تین روزے اور جمعرات اور دو شنبہ کے دو روزے اور سوال کے چھ روزے

لے لے جانے والے مجھ کو تبارے اے خوشخبری دینے والے مجھ کو خوشخبری دے اے خبر رکھنے والے مجھ کو خبر دے اے بیان کرنے والے مجھ سے بیان کر دے ۱۲ شہید عہ اے سلامتی دالے مجھ کو محفوظ رکھ ۱۲ شہید

اور ابتدائے ذالحجہ کے روزے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو عرفہ کا روزہ ضرور رکھے اور عاشورے کا روزہ اور اوائل رجب و شعبان کے آٹھ روزے رکھے اور قرآن شریف استقدر پڑھے کہ چالیس روز میں ختم ہو جائے اور نماز صبح کی فرض اور سنت کے درمیان بسم اللہ کے ساتھ الحمد اکتالیس بار پڑھے اور نماز صبح کے بعد سورہ یسین اور دس بار کلمہ چہارم اور سو بار سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفر اللہ اکتالیس بار اور اللہ صلی علی سیدنا محمد الخ من قدر ہو سکے پڑھے اور ظہر کی نماز کے بعد نافتحنا اور اگر ہو سکے ایک منزل و لائل الخیرات پڑھے، اور عصر کی نماز کے بعد سورہ عم یتساو لون اور سو بار آیہ کریمہ اور مغرب کی نماز کے بعد سورہ واقعہ اور عشاء کی نماز کے بعد سورہ ملک یا سورہ سجدہ اور ایک سو بار یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اور اول و آخر درود شریف معنی کے خیال اور حضور قلب سے پڑھے اور صبح و شام سید الاستغفار ایک بار اور خدا کے تنانوے نام ایک بار اور اللہ انت السلام و منک السلام و علیک یرجع السلام حینا ربنا یا السلام و ادخلنا دار السلام تبارکت ربنا و تعالیت یا ذا الجلال و الاکرام اور آیتہ الکرسی اور آمین الرسول آخر سورہ تک ایک ایک بار اور اعوذ بکلمات اللہ التامات کلمہ من شر ما خلق تین بار اور سورہ حشر کی آخر آیتیں ایک بار اور بسم اللہ الذی لا یضح اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء هو السميع العليم تین بار اور رضیت با اللہ ربنا و بالاسلام الذی بنا و بحمدہ نبیا صلی اللہ علیہ وسلم تین بار اور حزب الخیر ایک بار اگر ہو سکے ہر نماز کے بعد آیتہ الکرسی ایک بار اور سبحان اللہ و الحمد لله واللہ اکبر تین تین بار اور چوتھا کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد شی و مییت و هو حی لا یموت بیدہ الخیر و هو علی کل شیء قریب پڑھے اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم بارک لنا فیہ او کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا و سقنا و جعلنا من المسلمین پڑھے اور سوتے وقت الحمد اور آیتہ الکرسی ایک ایک بار اور معوذتین تین بار اور سورہ کہف کی آخر کی آیتیں پڑھے اور سو کے اٹھے تو کلمہ چہارم پڑھے اور پائے خانے جاتے وقت اللہم انی اعوذ بک من الخبث و الخبائث اور نکل کر غفرانک اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے بسم اللہ واللہ اکبر واللہم انی اسئلك رضاک

۱۰ کوئی پروکار سوا کے خرا کے نہیں ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی ملک اور اسی کے واسطے تعریف ہے وہ مارتا ہے اور وہ زندقہ کرتا ہے اور وہ زندہ ہے اور نہ فنا ہوگا اس کے قبضہ میں اچھائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ اشہید

کہنے کی عادت ڈالے اور بھی نماز فجر و عصر کے مسبعات عشر پڑھے اور بہت سے اور ادبیں اگر کرنا چاہے تو دوسری حدیثوں میں جیسے حصن حصین میں دیکھے باقی ہر حالت میں اشغال قلبی میں مشغول رہے اور بعض بزرگ سکون طبیعت اور اطمینان کے واسطے نماز ظہر یا نماز چاشت کے بعد ختم خواجگان بھی پڑھتے ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سات بار الحمد اس کے بعد سورۃ الم نشرح اناسی بار درود شریف سو بار پڑھے اور اس کے بعد ایک ہزار بار سورۃ اخلص اس کے بعد سات بار الحمد اور سو بار درود شریف اور سو بار یا قاضی الحاجات و یا کافی المهمات یا دافع البلیات یا حل المشکلات یا ارفع الدرجات یا شافی الامراض یا مجیب الدعوات یا الرحم الرحیم پڑھے۔

### ختم خواجگان چشت کا طریقہ

ہر مشکل اور ہم کے واسطے وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے پہلے دس بار درود شریف اس کے بعد تین سو ساٹھ بار لا ملجأ لا منجأ من اللہ الا الیہ پڑھ کر الم نشرح تین سو ساٹھ بار پڑھے اور پھر دعائے مذکور تین سو ساٹھ بار درود شریف پڑھ کر ختم کرے اپنی مراد خدا سے مانگے۔

### ختم خواجگان قادر یہ کا طریقہ

کسی بڑی بات کے حاصل ہو جانیکے لئے پہلے دو نقلیں پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار سورۃ الم نشرح بعد کلمہ تجید ایک سو گیارہ بار اور سورۃ یسین ایک بار پڑھے اور اگر پڑھنا چاہے تو سورۃ الم نشرح ایک ہزار گیارہ مرتبہ پڑھے اور چھوٹے ختم کی صورت میں ایک سو اکتالیس بار لیکن ہر صورت میں اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے اور خدا سے اپنی مراد مانگے۔

### سلوک کے راستوں کے موانع کا بیان اور ان کے دفعیہ کا بیان

حدیث نفس اور بیکار خیالات اور لغو فکریں اور تشویشیں ہر طالب کی راہ سلوک میں مانع ہوتی ہے یعنی وہ دس چیزیں جو سات سات بار پڑھی جاتی ہیں سورۃ فاتحہ سورۃ ناس سورۃ قلق سورۃ اخلص سورۃ کافرون آیتہ الکرسی کلمہ تجید شریف اور اللہم اغفر لنا الاربعا صنفهم والاموات اور اللہم یا رب افعلى و ارضع عابلا و اجلا فی الدین و الدنیا والاخرۃ انت اهل ولا تفعل بنا یا مولینا ما نحن لہ اهل انک غفور رحیم جو اذکریم ملک برزخ رحیم ۱۲ شہید

میں اور یہ بہت سخت مرض ہے بزرگوں نے اس کے علاج تجویز کئے ہیں اگر بے خیالات کی وجہ سے اشتغال اور نسبت قلبی میں کوئی خلل واقع ہو تو منہانے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور خلوت رحیم میں شور و غل کی آواز نہ آسکے یہ بیٹھے اور معوذتین اور قل ہو اللہ تعالیٰ باری پڑھے اور استغفر اللہ من جمیع الذنوبین بار پڑھے اور تین مرتبہ اعوذ پڑھے کہ بائیں شانے کی طرف چھونک کر اور کھڑے ہو کر دو گانہ پڑھے اور حقانی بار ہو سکے اللهم صلہ قلبی عن غیرک ونور قلبی بنور معرفتک اید یا اللہ یا اللہ یا اللہ اس کے بعد بائیں طرف یا نور اور دایں طرف یا نور اور دل میں یا نور کی ضرب لگائے اور تکرار کرے اور اگر کچھ طبیعت میں گھبراہٹ ہو تو فوراً وضو کر کے اسی ذکر میں مشغول ہو جائے اور اگر کچھ تشویش ہو تو پھر ایسا کرے انشاء اللہ دو تین دفعہ میں قلب کو تسکین ہو جائے گی پھر نفعی اثبات کے ذکر میں لا فاعل الا اللہ ولا موجود الا اللہ کے تصور کے ساتھ مشغول ہو جائے اور مدوشد اور خوش آوازی کا خیال رکھے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مقررہ طریقہ پر یا اللہ یا فتاح یا باسط میں سے کوئی نام لیکر سہ ضربی یا چہار ضربی میں مشغول ہو جائے اگر کچھ بھی خیالات نہ دور ہوں اور طبیعت پریشان رہے چند بار مذکور تصور کے ساتھ نفی و اثبات کی مشق کرے کہ یہ خیالات خواہ اچھے ہوں یا برے خدا ہی کے ساتھ قائم ہیں بلکہ عین خدا ہیں کیونکہ بعضوں کے نزدیک برائی بھی خدا کے ظہور سے ہے اور ہو الاول ہو الاخر ہو الظاهر ہو الباطن وهو بكل شیء علیم پڑھے یقیناً اس سے شوق و اشتیاق زائد ہو جائے گا۔ اور تمام خیالات دور ہو جائیں گے۔

## تفرقوں کی کیفیت اور ان کا علاج

تفرقہ اور پریشانی طبیعت کے چند اسباب ہیں کبھی زیادتی شوق کے فساد سے اس کی بصورت ہے کہ عاشق خدا کے وصل کے آرزو مند ہیں اور وہ بغیر طالب کے ذات خدا میں فنا ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اور فنا موقوف ہے مستحق اور طبیعت کے سکون پر جب بعض طالب شوق کی زیادتی میں بڑی بڑی ریاضتوں کا بار اپنے سر لیتے ہیں اور اپنے نفس کو یک لخت اس کی لذتوں اور خواہشوں سے روک دیتے ہیں اور بے انتہا بھوک اور پیاس اور آرام تک کرنا اختیار کر لیتے ہیں تو یہ بائیں طبیعت میں انقباض پیدا کر دیتی اور خواص کے فتور کی وجہ سے فرحت و انبساط پریشانی اور غم سے بدل جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کو اس کے مباح چیزوں کی خواہش میں خود مختار کر دے اور اس وقت ریاضت نہ پورے دے۔

جب تک کہ شوق اور انشراح طبیعت اور مستی پھر پیدا ہو جائے اور کبھی اس کا سبب نامردی اور کمزوری ہوتی ہے یعنی نفس اپنی خواہشوں کے چھوڑنے کی جرات نہیں کرتا اور تفرقہ اور پریشانی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج نصیحت ہے کیونکہ مسلمان اور طالب حق کی ہمت ریاضت اور اطاعت ہے اور خدا کے دشمن اور منافق کی ہمت کھانا پینا اور اپنے نفس کی خواہشوں اور لذتوں میں مشغول ہونا ہے اور حق کے طالب اپنی جان اور دل خدا کے دین پر فدا کر دیتے ہیں اور منافق اپنے دین ایمان کو مال و زر پر فدا کر دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منها۔

یا تفرقہ کا باعث وہ فکر ہے جو شیطان اس میں پیدا کر دیتا ہے جس سے دل ناامیدی اور کم ہمتی کی طرف مائل ہو جاتا ہے یا مرشد کی باتوں پر اعتراض کرنا شروع کرتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ ہمت جمع کرے اور لا تقنطوا من رحمۃ اللہ پڑھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا یاد کرے یا تفرقہ کا سبب نفس کی رگ کا باقی رہنا ہے جس کی تار کی طالب حق میں باقی رہتی ہے اور اس کے سبب سے پریشانی اور رنج و ناامیدی پیدا ہو جاتی ہے اس کا علاج کس نفسی اور وہ ذلت برداشت کرنا ہے جو نفس پر شاق ہو یا ہمیشہ ذکر اور خلوت کرنا ہے یا اس کا سبب رنج اور ارادہ کی پریشانی ہے کہ جس قدر وہ قلب کی صفائی اور روح کے جلا کرنے میں مشغول ہونا چاہتا ہے اسی قدر اس کا نفس نافرمانی کرتا ہے تو اس کا سبب مزاج کا نخل ہونا ہے کہ سوداوی اخلاط دل پر غلبہ کر لیتے ہیں اس کا علاج فصد اور ترقی کر کے صفائی اور مزاج کا معتدل کرنا ہے یا اس کا سبب بے وضو ہونا اور ناپاکی ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے کو خوب پاک اور طہر رکھے یا اس کا سبب غر یا بظلم کرنا اور اہل حق کا حق غضب کرنا ہے اس کا علاج اس خلل کا دور کر دینا ہے یا تفرقہ کا سبب حرام اور مشکوک غذاؤں کا کھالینا ہوتا ہے اس کا یہ علاج ہے کہ ان کو چھوڑ دے اور توبہ کرے اور کبھی تفرقہ جادو اور دیوانگی جو شیطان سے ہوتی ہے کی وجہ سے ہوتا ہے اس کا علاج معوذتین پڑھنا اور حسب قدر ہو سکے یا اللہ یا اللہ کا ذکر کرنا اور کبھی مشائخ طریقت سے بے ادبی کرنے سے پیدا ہو جاتا ہے اس کا علاج اس سبب کا دور کر دینا ہے علاوہ اس کے تفرقہ اور شوش کے دور کرنے کے واسطے بدن اور کپڑوں کی پاکی کے ساتھ نفی و اثبات کرنا چاہئے۔

### چلہ کا طریقہ

مقصد حاصل ہونیکے لئے حضرات اہل طریقت نے چلے مقرر کیے ہیں اور اس کے فائدے اور سندیں لے اللہ ہم کو اس سے بچائے ۱۲ عمید علیہ السلام کی رحمت سے ناامید نہ ہو ۱۲ شبیر

سلوک کی کتابوں میں موجود ہیں اس مختصر رسالہ میں نہیں بیان کئے جا سکتے طریقہ یہ ہے کہ پہلے نیت خالص کرے یعنی صرف خدا کی رضا مندی کا سنت کی اتباع میں قصد کرے اور غیر خدا سے بغرض عبادت فراغ حاصل کرے اور خدا کے ذکر کا قصد کرے اور خلوت کی واسطے جامع مسجد بہتر ہے تاکہ جمعہ اور جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہ سکے تو نہانے اور نئے کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے پھر شعبان کی بیسیوں تاریخ عصر کی نماز کے پہلے جو نوافل کے پڑھنے کا وقت ہے اعوذ بسم اللہ اور معوذتین اور کلمہ تجید پڑھ کر شد کے واسطے سے مشائخ طریقت کی مقدس روحوں سے مدد مانگ کر خلوت میں آجائے اور خلوت میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ والحمد للہ والصلاۃ علیٰ رسول اللہ اور دہانہ قائم رکھے اسکے بعد اللہم افتح لی ابواب رحمتک کہہ کر داخل خلوت ہو اور دو نعلین ماسوی اللہ سے جدا ہونے اور خدا کی طرف لوٹنے کی نیت سے پڑھے اور اگر عصر کی نماز کے بعد خلوت میں داخل ہو تو نفل نہ پڑھے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اطہر پر فاتحہ پڑھے اور حضور کی روحانیت سے استقامت حاصل ہونے میں مدد مانگے اس کے بعد ذکر و شغل اور مراقبہ جو کچھ اس کو مرشد سے پہنچا ہے اس میں مشغول ہو جائے۔

اور خلوت کی شرطیں یہ ہیں ہمیشہ روزہ رکھنا، کم سونا، لوگوں سے کم ملنا اور طہارت اور عبادت پر ہمیشگی کرنا، اور درود شریف پڑھنا، اور ہمیشہ ذکر کرنا، تمام شرطوں اور ارکان خلوت کا خیال رکھنا چاہئے اور ان میں سے کسی سے غفلت نہ کرے تاکہ خلوت کے مفید نتائج مرتب ہوں اور رمضان کے آخر دس دن کی طاق راتوں یعنی اکیس، بیس، پچیس، ستائیس، اسیس میں تمام رات جاگا کرے تاکہ لیلتہ القدر کی برکت سے فائدہ اٹھا سکے۔

اس کے سوا اور راتوں میں رات کے تہائی حصہ تک جاگے اور ذکر کرتا ہوا سو جائے۔ جب آخر کی تہائی رات آئے اٹھ کر جلدی استنجا اور وضو کرے پھر تہجد کی نماز پڑھے اور ذکر و شغل اور مراقبہ میں صبح تک مشغول رہے جب عید کا چاند دکھائی دے مغرب کی نماز کے بعد دو گانہ پڑھ کر خلوت سے باہر آئے۔

## خلوت کی شرطیں

مجتہد طریقت حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے خلوت کی چند شرطیں بیان کی ہیں

۱۵ کیونکہ حدیث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال و آفتاب نکلنے وقت اور عصر کی نماز کے بعد قبل غروب آفتاب کے نماز پڑھنے کو منع فرمایا ہے ۱۲ مولانا صیغت اللہ شہید فسرنگی محلی۔



پہلے ہمیشہ با وضو رہے اور صبح وقت ٹوٹ جائے فوراً کرے کیونکہ اس سے انشراح طبیعت اور قلب کی نورانیت بڑھتی ہے۔

دوسرے ہمیشہ روزہ رکھنا اور نماز مغرب کے پہلے افطار کرے اور عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھانا اگر اس سے پریشان ہو جاتا ہو تو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بھی کھا سکتا ہے۔

تیسرے کھانا کم کرنا کہ معدہ کا تہائی خالی رہے اور اگر قدرت ہو تو اس سے بھی کم کر دے اور اس قدر کم نہ کرے کہ ضعف کی وجہ سے انشراح اور خوشی تشریف لے جائے اور عبادت کا لطف جاتا رہے غرض کھانا کم کھانے سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیت زائد ہوتی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے بحسب اللہ کا کھانا ہے چوتھے سوائے خدا کے ذکر کے زبان سے کچھ نہ نکالے تو سالک کو خلوت میں کسی سے گفتگو نہ کرنی چاہئے ہاں اگر کوئی شرعی ضرورت پیش آئے تو بقدر ضرورت ملازم سے گفتگو کرے بلکہ سوائے ملازم کے کسی کو خلوت میں آنے بھی نہ دے کیونکہ خاموشی سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور میرا گفتگو کرنے سے ذکر کرنے کا نور ضائع ہو جاتا ہے۔

پانچویں ہمیشہ ذکر اور مراقبہ کرنا اور انا جلیس میں ذکر فی کا تصور کرنا ہے اس طرح کہ غفلت نہ آنے پائے اور خلوت کی اصلی غرض بھی یہی ہے۔

چھٹے خطرات کا دور کرنا اور حدیث نفس کو دفع کرنا ہے تو غیر خدا کے خواہ اچھا ہو یا برا خیال کے روکنے کی کوشش کرے کیونکہ حدیث نفس کا آجانا ذکر سے روکتا اور قلب کو تباہی اور خلوت کے فائدہ کو ضائع کر دیتا ہے ساتویں دل کا شیخ سے ربط رکھنا اس خیال سے کہ اس سے مدد حاصل کرے اور اس اعتقاد سے کہ شیخ خدا کا مظہر ہے خدا سے فیض پہنچانیکے لئے میرے اوپر اسکو متعین کیا ہے اور شیخ ہی کے ذریعہ سے خدا تک رسائی ہو سکتی ہے تو ہمیشہ محبت اور انقیاد سے شیخ کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فیض کا دروازہ اس پر کھل جائے اور اپنے دل میں شیخ کی نسبت کوئی اعتراض نہ لائے کیونکہ اس سے خدا تک رسائی رکھتی ہے فعوذ باللہ من الجود بعد الکوود

## نصیحت اور وصیت آمیز کلمے

حق کے طالب کو پہلے فرقہ ناجیہ کے عقائد کی تصحیح کے لئے ضروری مسائلا سیکھنا چاہئے کتاب اور سنت اور آیت صحابہ کی پیروی کرنا چاہئے اس کے بعد نفس کی پاکی اور اس کے غیر خدا سے خالی کرنے کی طرف متوجہ

۱۲ شہید

ہونا چاہئے چنانچہ ایب بزرگ فرماتے ہیں۔ رباعی

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ :: ذہ چیز ہوں کن از درون سینہ  
حرص وال و غضب و دروغ و غیبت :: بخل و صدور یا کبر و کیسندہ

اس کے بعد قلب کو صاف کرنا اور جلا دینا جس سے مراد اچھی عادتیں اختیار کرنا ہے) چاہئے چنانچہ اس

دوسری رباعی میں اس طرف اشارہ ہے۔ رباعی

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم :: نہ چیز یہ نفس خویش فرما تعلیم  
صبر و شکر و ناعت و علم و یقین :: تفویض و توکل درضا و تسلیم

فائدہ ساک کو چاہئے کہ شرع کے احکام کا مضبوطی سے پابند ہو اور اس کے ممنوعات سے پرہیز کرے اور پرہیز گاری اور خوفِ خدا اپنا طریقہ کرے اور تمام حالتوں میں سنتوں کا خیال کرے اور ان چیزوں سے جن کو خدا نے منع کیا ہے اور مشتبہ چیزوں سے بچے اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور استغفار اور اچھی باتوں سے اس کا تدارک کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھارکھے اور باجماعت مسجد میں نماز پڑھے اور جو وقت فرائض اور واجبات اور سنتوں کے پورا کرنے سے بچے اسے باطنی اشغال میں صرف کرے اور اور ادرواغل کے زیادہ کرنے کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ باطنی اشغال کو اپنے اوپر فرض سمجھے اور کبھی غافل نہ ہو جب ان میں لطف اور مزا پائے خدا کا شکر ادا کرے اور تھوڑے لطف کو زائد سمجھے اور ہر کام خدا کی رضامندی کے لئے کشف و کرامات میں لطف نہ حاصل کرے بلکہ اس سے بیزار ہو اور وسط کی حالت میں شکر ادا کرے اور شرع کی حدود کا خیال رکھے اور جب انقباض ہو یا یوس اور پریشان نہ ہو جائے اپنے کام میں مصروف رہے اور اپنی غلطی تسلیم کرے اور تمام عبادتوں میں اپنے کو قاصر خیال کرے اور باطنی حالتوں کو کسی جاہل کے سامنے نہ بیان کرے اور غیر محرم سے بھی نہ کہے۔ اور محرم سے بھی تنہائی اور علیحدگی میں کہے اور اوقات کی پابندی کرے اور غیر مستقل مزاجی سے علیحدہ رہے اور دل سے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں کی محبت چھوڑ دے ورنہ ایک ہزار برس تک بھی عبادت کرنا فائدہ نہ دے گا۔

لہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا قلب آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہو جائے تو یہ دس خبیث عادتیں اپنے سینہ سے نکال ڈالو لایح تردد  
غضب جھوٹ غیبت کرنا کجوسی صدر یا کبر کیسندہ ۱۲ شہید اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی قربت حاصل کرو... تو اپنے نفس کو نو  
چیزوں کی تعلیم دے صبر کرنے شکر کرنے قناعت کرنے اور خدا پر یقین کرنے اور اپنے کو اس کے سپرد کر دینے اور حوالہ اختیار کر دینے  
اور اسکی رضامندی پر راضی ہونے اور اس پر بھروسہ کرنے کی ۱۲ شہید۔

دل ایک آئینہ ہے اس میں غیر اللہ کو نہ دیکھے اور مرتبہ اور غیرت کی خواہش کو نہ اپنے گمراہ کرنا ہے آل سے پناہ مانگنے اور وقت کو غنیمت سمجھے اور غفلت اور بیکاری میں ضائع نہ کرے کیونکہ کیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں اور مردانہ وار کامزنی کرے اور خوشی و غم کو بالائے طاق رکھے اس واسطے کہ یہ ایک حجاب ہے اور جو شخص سنت رسول کا پابند اور ہم جنس نہ ہو اس کی صحبت میں شریک نہ ہو اگرچہ اس شخص سے کرامتیں اور خرق عادات ظاہر ہوں اور وہ آسمان پر بھی اڑے اور لوگوں سے بقدر ضرورت بے اور اچھے بُرے سے خوش اخلاقی سے پیش آئے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کا برتاؤ کرے اور خاکساری اور نیتنی کو اپنا طریقہ بناوے اور کسی پر اعتراض نہ کرے اور گفتگو نرمی سے کرے اور خاموشی اور خلوت پسند ہو اور اطمینان سے اپنے کاموں میں مشغول رہے اور پریشان نہ ہو اور جو باتیں پیش آئیں ان کو خدا کی طرف سے سمجھے اور ہمیشہ دل کی حفاظت کرے تاکہ غیر خدا کا خیال نہ آنے پائے اور دینی باتوں میں لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور ہر کام کو خالص نیت سے سرانجام دے اور کھانے پینے میں اعتدال مد نظر رکھے نہ اس قدر کھائے کہ کابل ہو جائے اور نہ اتنا کم کہ ضعف کی وجہ سے عبادت نہ کر سکے اسبطح ہر کام میں فراط و تفریط سے پرہیز کرے اور اگر نفس کی خواہش پوری کرے تو اس سے کام بھی لے اور بہتر تو کما کر کھانا ہے اور اگر توکل کرے تو یہ بھی اچھا ہے لیکن کسی سے طمع نہ کرے اور دل کو غیر خدا کے تعلق سے علیحدہ رکھے اور کسی سے امید خوف نہ رکھے اور غیر خدا سے محبت نہ کرے اور حق کی جستجو میں پریشان اور بے آرام رہے اور ہر جگہ خدا کے ساتھ رہے اور تھوڑی اور زیادہ نعمت کا شکر ادا کرے اور ننگستی اور فاقہ اور ردیہ کی کمی سے پریشان نہ ہو جائے بلکہ اس میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور خدا کا شکر ادا کرے کہ اس نے اولیاء اور انبیاء کا مرتبہ مجھ کو عنایت فرمایا اور اپنے متعلقین سے نہر بانی اور زنی سے پیش آئے اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرے اور ان کے عذر قبول کرے اور لوگوں کی غیبت سے بچے اور لوگوں کا عیب چھپائے اور اپنے عیبوں پر غور کرے اور سب مسلمانوں کو اپنے سے بہتر سمجھے اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے اگرچہ حق بجانب ہو اور مسافر پروری اور جہان نوازی اپنی عادت کرے اور غریب اور مسکین لوگوں کی صحبت پسند کرے اور علماء اور صلحاء کی خدمت میں اپنی عزت اور فخر خیال کرے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس کو

۱۱۱ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا ہے الفقر فخری یعنی فیری برفجہ کو فخر ہے ۱۲ شہید راجہ قرآن شریف میں اس کی سخت نمانت ہے اور فرمایا گیا ہے ولا یعتب بعضکم لبعضا ایجاب اھدکم ان یا نکل لحمنا خبیہ متی غیبت کرنا، اور اپنے مردہ مہمانی کا کچا گوشت کھانا برابر ہے ۱۳ شہید راجہ حدیث میں ہے تم پر علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ جس طرح مردہ زمین پانی سے میراب و شاداب ہوجاتی ہے اسبطح مردہ دل حکمت کے نور سے زلفہ ہوجاتا ہے میں ۱۲ شہید

اچھے مصرف میں خرچ کرے تاکہ وہ روپیہ نقصان نہ پہنچا سکے اور کسی چیز سے قلبی تعلق نہ رکھے اور سستی  
نیستی کو برابر سمجھے اور فقروں کے کپڑوں کو پسند کرے اور جس قدر کپڑا اور کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرے  
اور ایثار کی عادت ڈالے اور پیاس اور بھوک (جو خدا کا کھانا ہے) کو دوست رکھے اور ہنسے کم  
اور روئے زائد۔ اور خدا کے عذاب اور اس کی بے نیازی سے ڈرتا رہے اور موت کو جو غیبر  
خدا کی فنا کرنے والی ہے ہمیشہ مد نظر رکھے اور جدائی کی جگہ یعنی جہنم سے پناہ مانگے اور وصل کی  
جگہ یعنی جنت کی آرزو کرے اور دن کا حساب مغرب کے بعد اور رات کا حساب فجر کی  
نماز کے بعد کرے۔

اور اچھائیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور برائیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور استغفار کرے  
اور بیچ بولنا اور حلال چیز کھانا اپنے اوپر لازم کرے اور بیہودہ اور کھیل کود کی مجلس میں نہ شریک  
ہو اور جہالت کی سموں سے بچے اور دوستی اور دشمنی اور خوشی اور غصہ محض خدا کے لئے کرے۔

بخیل اور لالچی نہ ہو اور شرم کر نہ والا اور کم بولنے والا اور بے رنج اور صلح جو ہو اور خدا کی اطاعت کرنے  
والا اور نیکو کار اور باوقار اور یہی خوش خلقی اور نیکی کی دلیل ہے اور چاہئے کہ غرور نہ کرے اور اپنے کو  
اچھانہ سمجھے اور اولیا اور مشائخ کی قبروں کی زیارت سے مشرف ہو کرے اور فرصت کے وقت  
ان کی قبروں پر آکر روحانیت سے ان کی طرف متوجہ ہو اور ان کی حقیقت کو مرشد کی صورت میں خیال کر  
کے فیض حاصل کرے اور کبھی کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر جا کر اپنی موت کو یاد کیا کرے اور ان  
پر ایصال ثواب کرے اور مرشد کے حکم اور ادب کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور ادب  
کی جگہ سمجھے کیونکہ مرشدین خدا اور رسول کے نائب ہیں۔

یہ شخص مجھ سے محبت و عقیدت رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب  
سلمہ کو جو کمالات ظاہر و باطنی کے جامع ہیں، میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند تر نہ سمجھے۔ اگرچہ ظاہر میں معاملہ  
برعکس ہے کہ میں ان کی بلکہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں۔ اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان کے ایسے  
لوگ اس زمانے میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور  
سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاء اللہ  
بے بہرہ نہ رہے گا۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔ اور معرفت کی تمام نعمتوں

۱۲ گناہوں کا حساب ۱۲ شہیدانہ کیونکہ حدیث میں ہے کہ پہلے میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا لیکن اب اجازت  
دیتا ہوں کیونکہ قبروں پر جانے سے آخرت اور موت یاد آتی ہے۔ ۱۲

اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قیامت تک ان کا فیض جاری رکھے۔

اللہم اغفر لنا ولوالدینا ولاستاذنا والمشائخنا ولا جابنا وجميع المومنین والمؤمنات  
الاجیاء منهم والاموات برحمتک ویا ارحم الراحمین آمین آمین یا سہب العالمین  
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مشائخ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سلسلوں کی کیفیت

سلسلہ حضرات چشتیہ صابریہ قدوسیہ کا بیان

جاننا چاہئے کہ حقیر فقیر تنگ خاندان بزرگان طریقت کا نام بدنام کرنے والا روسیہ امداد اللہ عفا اللہ عنہ کو حضور فیض گنجور قطب دوران پیشوائے عارفان نور الاسلام حضرت مولانا امیر شہناو ہا دینا میاں جہوشاہ نور محمد صاحب جھنجھانوی قدس اللہ سرہ سے نسبت بیعت اور تعلق صحبت و اجازت اور خرقہ حاصل ہے اور ان کو شیخ المشائخ حاجی شاہ عبدالرحیم شہید دلائی سے اور ان کو حضرت عبدالباری اور ان کو شاہ عبدالہادی امروہی اور ان کو شاہ عضد الدین اور ان کو شاہ محمد کی اور ان کو شاہ حمدی اور ان کو شاہ محب اللہ الہ آبادی اور ان کو شیخ ابوسعید گنگوہی اور ان کو شیخ نظام الدین بلخی اور ان کو شیخ جلال الدین تھانسیری اور ان کو قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی اور ان کو شیخ محمد عارف ردو لوی اور ان کو شیخ جلال الدین کبیر الادیلیا پانی پتی اور ان کو شیخ شرف الدین ترک پانی پتی اور ان کو مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابری اور ان کو شیخ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی اور ان کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی اور ان کو خواجہ معین الدین حسن سنجری اور ان کو خواجہ عثمان ہارونی اور ان کو خواجہ حاجی شریف زرنندی اور ان کو خواجہ مودود چشتی اور ان کو خواجہ ابو یوسف چشتی اور ان کو خواجہ ابی احمد ابدال چشتی اور ان کو خواجہ ابواسحاق شامی اور ان کو خواجہ محمد شاد علودینوری اور ان کو خواجہ امین الدین ابو ہریرہ بصری اور ان کو خواجہ حذیفہ

سہ اے خدا بخشہ ہے کہ اور ہمارے والدین کو استادوں کو مشائخ درستیوں اور تمام زندہ اور مردہ مسلمانوں مردوں اور عورتوں

کو اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں میں زائر رحم کرنے والے ۱۲ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری :

مرعشی اور ان کو خواجہ ابراہیم ادھم بلخی اور ان کو خواجہ جمال الدین فضیل بن عیاض اور ان کو خواجہ  
عبد الواحد بن زید اور ان کو امام العارفین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہم سے اور ان کو امیر المؤمنین  
علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وآلہ اجمعین سے۔

### سلسلہ پشتیہ نظامیہ قدوسیہ

طریقہ نظامیہ کی اجازت حضرت عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد شیخ درویش ابن محمد قاسم  
ادھی سے حاصل ہے اور ان کو سید بڑھن بھراچی اور ان کو سید جلال الدین بخاری مخدوم  
جہانیاں جہاں گشت سے اور ان کو خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی اور ان کو  
سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا ابن احمد بدایونی اور ان کو خواجہ فرید الدین سے  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

### سلسلہ عالیہ قادریہ قدوسیہ

حضرت قطب العالم القدوس گنگوہی کو طریقہ قادریہ کی اجازت اور خرقہ اپنے مرشد درویش  
بن محمد قاسم ادھی سے اور ان کو سید بڑھن بھراچی اور ان کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید  
جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ عبید بن علی سے ان کو شیخ عبید بن ابوالقاسم سے ان کو  
شیخ ابوالکارم فاضل سے ان کو شیخ قطب الدین ابوالغیث سے ان کو شیخ شمس الدین حداد سے  
ان کو امام الاولیا شیخ نجی الدین عبدالقادر جیلانی سے ان کو شیخ ابوسعید خرومی سے ان کو شیخ ابو  
الحسن قرشی علی ہنکاری سے ان کو شیخ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف  
کرخی سے ان کو شیخ داود طائی سے ان کو شیخ حبیب عجبی سے ان کو امام حسن بصری سے ان کو امیر المؤمنین حضرت  
علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

ایضاً نیز فقیر کو اس سلسلہ قادریہ میں اپنے مرشد حضرت مولانا مینا بنیون نور محمد جھنجھانوی سے ان کو  
سید عبدالحی سے ان کو سید محمد غوث سے ان کو سید ابو محمد سے ان کو سید شاہ محمد سے ان کو سید قیص العالم  
سے ان کو سید الیاس مغربی سے ان کو سید عبدالحق مغربی سے ان کو مولانا مغربی سے ان کو سید  
احمد قدسی سے ان کو سید عبدالقادر راسی سے ان کو سید عبدالوہاب سے ان کو

سید یحییٰ زاہد سے ان کو سید زین الدین سے ان کو سید عبدالزاق سے ان کو غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اور باقی سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک وہی ہے۔

### سلسلہ عالیہ قدوسیہ نقشبندیہ

حضرت میران اجمل بٹہرائچی کو اپنے پیر شاہ عبدالحق سے اور ان کو خواجہ عبید اللہ سے ان کو خواجہ مولانا یعقوب چرخئی سے ان کو خواجہ علاء الدین عطار سے ان کو خواجہ امیر کلال سے ان کو خواجہ محمد باہا ساسی سے ان کو خواجہ عزیزان علی رامینی سے ان کو خواجہ محمود ابوالخیر فغوی سے ان کو خواجہ محمد عارف ربوگری سے ان کو خواجہ عبدالخاق عجدوانی سے ان کو خواجہ یوسف مہدانی سے ان کو خواجہ ابوعلی فارمدی سے ان کو خواجہ امام ابوالقاسم قشیری سے ان کو خواجہ ابوعلی دقاق سے ان کو خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی سے ان کو خواجہ ابوبکر شبلی سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے ان کو شیخ سری سقطی سے ان کو شیخ معروف کرخی سے ان کو شیخ داؤد طائی سے ان کو خواجہ حبیب عجمی سے ان کو امام الاولیاء حسن بصریؒ سے ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیز اس سلسلہ میں فقیر کو اجازت اور خرقہ اپنے پیر میاں نجیونور محمد شاہ سے حاصل ہے اور ان کو حضرت سید احمد شہید سے ان کو شاہ عبدالعزیز سے ان کو شاہ ولی اللہ سے ان کو شاہ عبدالرحیم سے ان کو شاہ عبداللہ سے ان کو سید آدم بنوری سے ان کو امام ربانی شیخ احمد محمد دالف ثانی سے ان کو خواجہ باقی باللہ سے ان کو خواجہ ملنگی سے ان کو مولانا درویش سے ان کو مولانا سر ۲ھ سے ان کو خواجہ عبید اللہ احرار سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک۔

نیز فقیر کو بیعت اور اس قسم کی اجازت اپنے پہلے مرشد حضرت مولانا ہادیان حضرت مجاہدین نصیر الدین دہلوی سے حاصل ہے اور ان کو شاہ محمد آفاق دہلوی سے ان کو خواجہ ضیاء اللہ سے ان کو خواجہ محمد زبیر سے ان کو خواجہ حجت اللہ محمد نقشبند ثانی سے ان کو خواجہ محمد مصوم سے ان کو حضرت مجدد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہے۔

نیز ابوعلی فارمدی کو بیعت اور اجازت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور ان کو بازرگ بھٹانی سے ان کو امام جعفر صادق سے ان کو حضرت قاسم بن

محمد ابی بکر سے ان کو سلیمان فارسی سے ان کو امیر المومنین حضرت ابوبکر بن الصدیق سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قال المبعوث ۱۲ شہید

## سلسلہ سہروردیہ قدوسیہ

نیز قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی کو اپنے مرشد مرشد مرشد مرشد سید اجمل پٹھانچی سے اجازت حاصل ہے اور ان کو اپنے والد شیخ جلال الدین بخاری سے ان کو شیخ رکن الدین ابو الفتح سے ان کو اپنے والد صدر الدین سے ان کو اپنے والد شیخ سہار الدین زکریا ملتانی سے ان کو امام الطریقہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ان کو شیخ ابو نجیب سہروردی سے ان کو شیخ وجہہ الدین عبدالقادر سہروردی سے ان کو شیخ ابو محمد بن عبداللہ سے ان کو شیخ احمد دینوری سے ان کو محمد داغلو دینوری سے ان کو حضرت جنید بغدادی سے ان کو معروف سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

## سلسلہ کبریہ قدوسیہ

نیز جلال الدین بخاری کو اس طریقہ کی اجازت شیخ حمید الدین سمرقندی سے ان کو شمس الدین بن امام محمد بن محمود بن ابراہیم بن ادھم سے ان کو شیخ عطایا نے خالدی سے ان کو شیخ احمد بابا کمال بخندی سے ان کو شیخ نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار یا سر سے ان کو ابو النجیب سہروردی سے ان کو شیخ احمد غزالی سے ان کو ابو بکر نساج سے ان کو ابو القاسم گرگانی سے ان کو خواجہ ابو عثمان مغربی سے ان کو ابو علی کاتب سے ان کو شیخ علی رودباری سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادی سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

۱۵۔ نیز حضرت مجدد کو اجازت بیعت تمام طریقہ چشتیہ - قادریہ - سہروردیہ - کبریہ - مدریہ - قلندریہ کی اپنے پیر و مرشد شیخ عبدالاحد سے ان کو اپنے مرشد شیخ رکن الدین گنگوہی سے ان کو عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہم سے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک کما قال بعض الفضلاء  
۱۲۔ مولانا صبغت اللہ شہید انصاری فرنگی محلی۔

موت بالخیر



# فیصلہ ہفت مسئلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابتدائیہ

الحمد للہ نجدہ ونستعینہ ونستغفرہ ولو من بہ وتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہدان سیدنا ومولانا محمد اعبدہ ورسولہ۔

اما بعد فقیر امداد اللہ الخفی اچشتی عموماً سب مسلمانوں کی خدمت میں اور خصوصاً جو اس فقیر سے ربط و تعلق رکھتے ہیں عرض رسا ہے کہ یہ امر مسلمات سے ہے کہ باہمی اتفاق باعث برکات دینی و دینی اور نا اتفاقی موجب مضرت دینی و دینی ہے۔ اور آج کل بعض مسائل فرعیہ میں ایسا اختلاف واقع ہوا ہے۔ جس سے طرح طرح کے شر اور وقتیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور خواص کا وقت اور عوام کا دین ضائع ہو رہا ہے۔ حالانکہ اکثر امور میں محض نزاع لفظی ہے اور مقصود متحد چونکہ عموماً مسلمانوں کی خصوصاً اپنے متعلق والوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوتا ہے اس لئے فقیر کے دل میں آیا کہ مسائل مذکورہ کے متعلق مختصر سا مضمون قلم بند کر کے شائع کر دیا جائے امید قوی ہے کہ یہ نزاع وجدال رفع ہو جائے۔ ہر چند کہ اس وقت میں اختلافات اور مختلفین کثرت سے ہیں۔ مگر فقیر نے انہیں مسائل کو لیا جن میں اپنی جماعت کے لوگ مختلف تھے دو وجہ سے اول تو کثرت اختلافات اس درجہ پہنچی ہے کہ اس کا احاطہ مشکل ہے۔ دوسرے ہر شخص سے امید قبول نہیں اور اپنی جماعت میں جو اختلافات ہیں۔ اولاً وہ معدود۔ دوسرے امید قبول نصاب پس ایسے مسائل جن میں ان صاحبوں میں زیادہ قبیل و قال ہے سات ہیں۔ پانچ عملی دو علمی ترتیب بیان میں اس کا لحاظ رکھا ہے کہ جن میں سب سے زیادہ گفتگو ہے ان کو مقدم جس میں اس سے کم ہے اس کے بعد علمی ہذا القیاس اور اپنا مشرب اور ایسے مسائل پر جو عمل درآمد مناسب ہے لکھ دیا۔ حق تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ تحریر باعث رفع فساد باہمی ہو جاوے اور حضرات بھی اگر اس کو قبول فرما کر منتفع ہوں تو دعا سے یاد فرمادیں اور کوئی صاحب اس تحریر کے جواب کی فکر نہ کریں کہ مقصود میرا مناظرہ کرنا نہیں۔

وَاللّٰهُ وَیُّ التَّوْفِیْقِ

## پہلا مسئلہ مولود شریف کا

اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم موجب خیرات و برکات دنیوی و اخروی ہے صرف کلام بعض تعینات و تخصیصات و تقلیدات میں ہے جن میں بڑا امر قیام ہے بعض علماء ان امور کو منع کرتے ہیں بقولہ علیہ السلام کل بدعتہ ضلالتہ اور اکثر علماء اجازت دیتے ہیں لاطلاق دلائل فضیلۃ الذکر اور انصاف یہ ہے کہ بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جاوے لکن ایطہ من التالی فی قولہ علیہ السلام من احدث فی امرنا نانا لیس منہ فہو رد الحدیث پس ان تخصیصات کو اگر کوئی شخص عبادت مقصود نہیں سمجھتا بلکہ فی نفسہ مباح جانتا ہے مگر ان کے اسباب کو عبادت جانتا ہے اور نہایت مسدب کو مصلحت سمجھتا ہے تو بدعت نہیں مثلاً قیام کو لذتہا عبادت نہیں اعتقاد کرتا مگر تعظیم ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت جانتا ہے اور کسی مصلحت سے اس کی یہ نہایت معین کر لی اور مثلاً تعظیم ذکر کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر کسی مصلحت سے خاص ذکر ولادت کا وقت مقرر کر لیا مثلاً ذکر ولادت کو ہر وقت مستحسن سمجھتا ہے مگر یہ مصلحت سہولت دوام یا اور کسی مصلحت سے بارہ ربیع الاول مقرر کر لی اور کلام تفصیل مصالح میں از بس طویل ہے ہر محل میں جدا مصلحت ہے رسائل مولید میں بعض مصالح مذکور بھی ہیں اگر تفصیلاً کوئی مطمح نہ ہو تو مصلحت اندیشیاں پیشین کا اقتدار ہے اس کے نزدیک یہ مصلحت کافی ہے۔ ایسی حالت میں تخصیص مذموم نہیں تخصیصات اشغال و مراقبات و تعینات رسوم و مدارس و خانقاہ جات اسی قبیل سے ہیں اور ان تخصیصات کو قرب مقصود جانتا ہے مثل نماز روزہ کے تو بے شک اس وقت یہ امور بدعت ہیں مثلاً ایوں اعتقاد کرتا ہے کہ اگر تاریخ معین پر مولود نہ پڑھا گیا یا قیام نہ ہوا یا نجوم و شمیرنی کا انتظام نہ ہوا تو ثواب ہی نہ ملا تو بیشک یہ اعتقاد مذموم ہے کیونکہ حدود شرعیہ سے تجاوز ہے جیسے عمل مباح کو حرام اور ضلالت سمجھنا بھی مذموم ہے غرض دونوں صورتوں میں تعدی حدود ہے اور اگر ان امور کو ضروری بمعنی واجب شرعی نہیں سمجھتا بلکہ ضروری بمعنی موقوف علیہ بعض البرکات جانتا ہے جیسے بعض اعمال میں تخصیص ہوا کرتی ہے کہ ان کی رعایت نہ کرنیے وہ اثر خاص مرتب نہیں ہونا مثلاً بعض عمل کھڑے ہو کر پڑھے جاتے ہیں اگر بیٹھ کر پڑھیں تو اثر خاص نہ ہوگا۔ اس اعتبار سے اس قیام کو ضروری سمجھتا ہے اور دلیل اس توقف کی موجدان اعمال کا تجربہ یا کشف والہام ہے اسی طرح کوئی عمل مولود کو بہیئت کذائیہ موجب بعض برکات یا آثار کا اپنے تجربہ سے یا کسی صاحب بصیرت کے وثوق پر سمجھے اور اس معنی کو قیام کو ضروری سمجھے کہ یہ اثر خاص بدون قیام نہ ہوگا اس کے بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ

اعتقاد ایک امر باطن ہے اسکا حال بدوں دریافت کئے ہوئے یقیناً معلوم نہیں ہو سکتا محض قرآن مجید سے کسی پروردگاری  
 اچھی نہیں مثلاً بعض لوگ تارکین قیام پر ملامت کرتے ہیں تو پرچند کہ یہ ملامت سچا ہے کیونکہ قیام شرعاً واجب نہیں پھر  
 ملامت کیوں بلکہ اس ملامت سے تشبیہ اصرار کا پیدا ہوتا ہے جسکی نسبت فقہانے فرمایا ہے کہ اصرار سے مستحب  
 بھی معصیت ہوتا ہے مگر ملامت سے یہ قیاس کر لینا کہ یہ شخص معتقد و خوب قیام کا ہے درست نہیں کیونکہ ملامت  
 کی بہت سی وجہیں ہوتی ہیں کبھی اعتقاد و خوب ہوتا ہے کبھی محض مخالفت رسم و عادت دنیوی ہو یا  
 یعنی کسی سبب دینی پر ہو کبھی وجہ ملامت یہ ہوتی ہے کہ وہ فعل اس لائم کے زعم میں خواہ زعم صحیح ہو یا فاسد کسی قوم  
 بد عقیدہ کا شعار ٹھہر گیا ہے اس فعل سے وہ استدلال کرتا ہے کہ یہ بھی ان ہی لوگوں میں ہے اسلئے ملامت کرتا ہے  
 مثلاً کوئی بزرگ مجلس میں تشریف لادیں اور سب لوگ تعظیم کو کھڑے ہو جاویں ایک شخص بیٹھا رہے تو اس پر  
 ملامت اسوجہ سے کوئی نہیں کرتا کہ تو نے واجب شرعی ترک کیا بلکہ اسوجہ سے کہ وضع مجلس کی مخالفت کی یا  
 مثلاً ہندوستان میں عموماً عادت ہے کہ تراویح میں جو قرآن مجید ختم کرتے ہیں شیرینی تقسیم کرتے ہیں اگر کوئی شیرینی  
 تقسیم نہ کرے تو ملامت کرینگے مگر صرف اسی وجہ سے کہ ایک رسم صالح کو ترک کیا یا مثلاً بحق کہنا کسی  
 زمانے میں مخصوص معتزلہ کے ساتھ تھا کوئی ناواقف کسی شخص کو بحق کہتا ہوا سنا اس خیال سے ملامت کرتا کہ  
 یہ شخص بھی اسی قسم کا اور اس سے اس کے دوسرے عقائد پر استدلال کر کے مخالفت کرتا بہر حال صرف ملامت  
 کو دلیل اعتقاد و خوب ٹھہرانا مشکل ہے اور فرضاً کسی عامی کا یہی عقیدہ ہو کہ قیام فرض و واجب ہے  
 تو اس سے صرف اس کے حق میں بدعت ہو جائیگا۔ جن لوگوں کا یہ اعتقاد نہیں ان کے حق میں مباح و مستحسن رہے  
 گا مثلاً منتشر دین رحمت پھری کو ضروری سمجھتے ہیں تو کیا یہ رحمت سب کے حق میں بدعت ہو جائیگی اور  
 بعض اہل علم صرف جاہلوں کی بعض زیادتیاں دیکھ کر جیسے موضوع روایات پڑھنا کا نا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مجالس  
 جہلا میں واقع ہوتا ہے عموماً سب موالید پر ایک حکم لگا دیتے ہیں یہ بھی انصاف کے خلاف ہے مثلاً بعض  
 موعظین موضوع روایات بیان کرتے ہیں یا ان کے وعظ میں بوجہ اختلاط مردوں و عورتوں کے کوئی فتنہ ہو  
 جاتا ہے تو کیا تمام مجالس وعظ ممنوع ہو جاوے گی ع بہر یکے تو گلے رامسوز رہا اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور  
 پر نور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً و  
 تعلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے رہا یہ تشبیہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف  
 فرما ہوئے یہ ضعیف تشبیہ ہے آپ کے علم در رحمانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے  
 یہ ایک ادنیٰ اسی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی جگہ تشریف  
 رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جاویں بہر حال ہر طرح یہ امر ممکن ہے اور اس سے آپ کی نسبت

اعتقاد علم غیب لازم نہیں آتا جو کہ خصائص ذات حق سے ہے کیونکہ علم غیب وہ ہے جو مقتضایات کا ہے اور جو باعلام خداوندی ہے وہ ذاتی نہیں باسبب ہے وہ مخلوق کے حق میں ہے ممکن بلکہ واقع ہے اور امر ممکن کا اعتقاد شرک و کفر کیونکہ ہو سکتا ہے البتہ ہر ممکن کے لئے وقوع ضروری نہیں ایسا اعتقاد کرنا محتاج دلیل ہے اگر کسی کو دلیل ملجائے مثلاً خود کشف ہو جاوے یا کوئی صاحب کشف خبر کر دے تو اعتقاد جائز ہے ورنہ بے دلیل ایک غلط خیال ہے غلطی سے رجوع کرنا اس کو ضرور ہے مگر شرک و کفر کسی طرح نہیں ہو سکتا پس تحقیق مختصر اس مسئلہ میں یہ ہے جو مذکور ہوئی اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرنا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں رہا علمد رآمد جو اس مسئلے میں رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہر گاہ یہ مسئلہ اختلافی اور ہر فریق کے پاس دلائل شرعی بھی ہیں گو قوت و ضعف کا فرق ہو جیسا کہ اکثر مسائل اختلافیہ فرعیہ میں ہوا کرتا ہے پس خاص کو تو یہ چاہئے کہ جو ان کو تحقیق ہوا ہو اس پر عمل رکھیں اور دوسرے فریق کے ساتھ فیض و کینہ نہ رکھیں نہ نفرت و تحقیر کی نگاہ سے اس کو دیکھیں نہ تفسیق و تضلیل کریں بلکہ اس اختلاف کو مثل اختلاف حنفی و شافعی کے سمجھیں اور باہم ملاقات و مکاتبت و سلام و موافقت و محبت کی رسوم جاری رکھیں اور تردید و مباحثہ سے خصوصاً بازار یوں کے بنیانات سے کہ منصب اہل علم کے خلاف ہے پر سبز رکھیں بلکہ ایسے مسائل میں نہ فتویٰ لکھیں نہ جہر و دستخط کریں کہ فضول ہے اور ایک دوسرے کی رعایت رکھے مثلاً اگر مانع قیام عامل قیام کی محفل میں شریک ہو جائے تو بہتر ہو کہ اس محفل میں قیام نہ کریں بشرطیکہ کسی فتنے کا برپا ہو۔ محتمل نہ ہو اور جو قیام ہو تو مانع قیام بھی اس وقت قیام میں شریک ہو جائے اور عوام نے جو غلو اور زیادتیاں کر لی ہیں ان کو نرمی سے منع کریں اور یہ منع کرنا ان کا زیادہ مفید ہوگا اور جو خود مولد اور قیام میں شریک ہوتے ہیں اور جو مانع اصل کے ہیں ان کو سکوت مناسب ہے ایسے امور میں مخاطبت ہی نہ کریں اور جہاں ان امور کی عادت ہو وہاں مخالفت نہ کریں یہاں عادت نہ ہو وہاں ایجاد نہ کریں غرض فتنے سے بچیں قصہ عظیم اس کی دلیل کافی ہے اور جو زین مانعین کے تبلیغ کی تاویل کر لیا کریں کہ یا تو ان کو یہی تحقیق ہوا ہوگا یا انتظار مانع کرتے ہوئے کہ بعض موقع پر اصل عمل سے منع کرتے ہیں تب ان سے بچتے ہیں اگرچہ اس وقت میں اکثر یہ تدبیر غیر مفید ہوتی ہے اور جو مانع ہیں وہ جو زین کی تاویل کر لیا کریں کہ یا ان کو تحقیق یہی ہوا ہے یا غلبہ محبت سے یہ عمل کرتے ہیں اور صلہ ظن اور بالمسلمین کی وجہ سے لوگوں کو بھی اجازت دیتے ہیں اور عوام کو چاہئے کہ جن عالم کو متدین و محقق سمجھیں اس کی تحقیق پر عمل کریں اور فریق کے لوگوں سے تعرض نہ کریں خصوصاً دوسرے فریق کے علماء کی شان میں گستاخی کرنا چھوٹا مہنہ اور بڑی نیت کا مصداق ہے غیبت اور حسد سے اعمال حسنہ ضائع ہوتے ہیں ان امور سے پر سبز کریں اور تعصب اور عداوت سے بچیں اور ایسے مضامین کی کتابیں اور رسالے مطالعہ نہ کیا کریں گویا کام علماء کا ہے

عوام کو علم پر بدگمانی اور مسائل میں شبہ ہوتا ہے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق اور عمل درآمد کیا گیا ہے کچھ اس مسئلہ ہی کیساتھ مخصوص نہیں نہایت مفید اور کارآمد مضمون ہے جو اکثر مسائل اختلافیہ خصوصاً جنکا یہاں ذکر ہے اور جو اسکے امثال میں مثل مصافحہ یا معانقہ عیدین یا مصافحہ بعد وعظ و بعد نماز فجر و عصر یا نماز اے بیچگانہ و نکر از تہلیل بعد نماز بیچگانہ و دست بوسی و پا بوسی اور انکے سوا بہت امور ہیں جنہیں شور و شر جھیل رہا ہے ان سب امور میں اس مضمون کا لحاظ رکھنا مفید ہوگا سب اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ فاحفظہ متمنفع الانتاد اللہ

### دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اسمیں وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولود میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص و تعیین کو نمونوں علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقدیر سلبت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت نماز میں سورہ خاص میں کر نیکو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور شجرہ میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کیلئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشائخ الیہ اگر رد برد موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا رد برد لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا کہ جمع میں العباد میں ہے ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار قرآن شریف کی بعض سورتوں میں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کیلئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھائے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاوے گا اسکے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کیساتھ رکھ لیا پس یہ حدیث کذائیہ حاصل ہو گئی رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہوتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصائب میں ہر امر میں جسکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ منظور اسباب ان کی یاد زمین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے انہیں بعض اسرار بھی ہیں اگر یہی مصالح بتائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں رہا عوام کا غلو اول اسکی اصلاح کرنی چاہئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے تا نیا انکا غلو اہل فہم آپ کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا انا اعلمنا و لکنہ اعلمنا لکم یا

شبہ تشبیہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبیہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ عادات اس قوم کیساتھ ایسی مخصوص ہوں کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جاوے یا اسپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں پر پھیل کر عام ہو جاوے تو وہ تشبیہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم درویش کا کفر بھی اس سے خالی نہیں یہ امور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ نظیر اہل قبا اسمیں کافی حجت ہے البتہ جو بہت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبیہ ہے اور ممنوع پس یہ بہت مروجہ ایصال کسی قوم کیساتھ مخصوص نہیں اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی روایں بیسیوں جہلم شمشاہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردو لوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ معنی حضرت شاہ بوعلی قلندری رحمۃ اللہ علیہ و علوائے شب برأت اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس سیدت کا نہیں ہے مگر کریمو نوپر انکار نہیں کرنا اور عمل کرنا اس مسئلہ میں ایسا کھنا چاہئے یعنی روفر بقوں کا یا ہم مل جلکر رہنا اور مباحثہ و قبیل و قال نہ کرنا اور ایک دوسرے کو دہانی بدعتی نہ کہنا اور عوام کو غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحت مولد میں گذر چکا

### تفسیر مسئلہ عروس و سماع کا

لفظ عروس ماخوذ اس حدیث سے ہے نہ کنو صد العروس یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کرو کیونکہ موت مقبولان الہی کے حق میں وصال موجب حقیقی ہے اس سے بڑھکر کون عروسی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروج اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب از دیاد محبت و تزیاید برکات ہے اور نیز طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں اسمیں جس سے عقیدت ہو اسکی غلامی اختیار کر لے اس لئے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں یا ہم ملاقات بھی ہو جاوے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں ریاضات یوم وفات کو مقرر کرنا اسمیں اسرار مخفیہ ہیں انکا اظہار ضرور نہیں چونکہ بعض طریقوں میں سماع کی عادت ہے اسلئے تجدد بر حال اور از دیاد ذوق و شوق کیلئے کچھ سماع بھی ہونی لگا پس اصل عرس کی اس قدر سے اور اسمیں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا بعض علمائے بعض حدیثوں سے بھی اسکا استنباط کیا ہے رنگیا شبہ حدیث لا تتخذوا قبور عینہا کاسواق کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میل لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت اور آرائش کی مذموم صلہ کا اہتمام یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت کے ہے نہ غفلت اور نہ زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس کے بھی منع ہونی باخصوص

خنی یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعین بہ مصلحت بھی جائز سب مل کر بھی جائز رہا یہ شبہہ کہ وہاں پیکار کر سب قرآن شریف پڑھتے ہیں اور آیہ فا سمعوا المد والصلوات کی مخالفت ہوتی ہے سو اذلاً تو علمائے لکھا ہے کہ خارج نماز کے یہ امر مستحب یا مکمل ہے ترک مستحبات پر اتنا شور وغل نامناسب ہے ورنہ لوگوں کا مکاتب میں پڑھنا ممنوع ہوگا دوسرے اگر کسی کو یہی تحقیق ہو کہ یہ وجوب عام ہے تو اصل کرنے سے یہ بہتر ہے کہ امر تعلیم کر دیا جائے یہی جواب ہے سو ہم میں قرآن پیکار کر پڑھنے کا البتہ جس مجلس میں امور منکرہ مثل رقص مردجہ و سجدہ قبور وغیرہ ہوں اسمیں شریک نہ ہونا چاہئے رہا مسئلہ سماع کا یہ بحث از بس طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے سماع محض میں کچھ اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عواض مانعہ مرتفع ہوں تو جائز ورنہ ناجائز کہہ فصلہ الامام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ اور سماع بالآلات میں بھی اختلاف ہے بعض لوگوں نے احادیث منع کی تاویل میں کی ہیں اور نظائر فقہیہ پیش کئے ہیں چنانچہ قاضی ثنار اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ سماع میں اسکا ذکر فرمایا ہے مگر آداب شرائط کا ہونا باجماع ضروری ہے جو اسوقت کثرت مجالس میں مفقود ہے مگر تا سماع خداوندی انگشت یکساں نہ کر رہا بہر حال وہ احادیث خبر واحد میں اور محتمل تاویل کو تاویل بعید ہے اور غلبہ حال کا بھی احتمال موجود ہے ایسی حالت میں کسی پر اعتراض کرنا از بس دشوار ہے۔ مشرب فقیر کا اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر مرشد کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرتا ہوں ادل قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اذیت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر حاضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور زوار اور موقد کی عادت نہیں نہ کبھی سماع کا اتفاق ہوا نہ خالی نہ بالآلات مگر دل سے اہل حال کبھی اعتراض نہ کیا ہاں جو محض ریاکار و دعی ہوئے برا مگر تعین اسکی کہ نلال شخص ریاکار ہے بلا حجت شرعیہ نادرست ہے اسمیں بھی عملد آمد فریقین کا یہی ہونا چاہئے جو اد پر مذکور ہو اگر جو لوگ نہ کریں ان کو کمال اتباع سنت کا شائق سمجھیں جو کریں ان کو اہل محبت میں سے جانیں اور ایک دوسرے پر انکار نہ کریں جو عوام کے غلو ہوں ان کا لطف اور نرمی سے انسداد کریں۔

### چوتھا مسئلہ ندائے غیر اللہ کا

اسمیں تحقیق یہ ہے کہ یہ اسے مقاصد و اغراض مختلف ہوتے ہیں کبھی محض اظہار شوق کبھی تحسیر کبھی منادی کو سنانا کبھی اسکو پیام پہنچانا سو خارق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فران کے ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام بیا کرتے ہیں اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتے ہیں اسمیں تو کوئی گناہ نہیں مجنون کا قصہ مثنوی میں مذکور ہے اشعار دید مجنون را کیے صحرانوردیہ در بیابان غمش بشتہ فریڈ ریگ کاغذ بود انگشتان تلیم کے می نمودے بہر کس نامہ رقم پگفتاے مجنون شیدا چیست این بی نوبی نامہ بہر چیست این پگفت مشتق نام بیلی میکم

خاطر خود را تسلی میدہیم یا ایسی مذاصحابہ سے بکثرت روایات میں منقول ہے کہ حالاً یحییٰ علیٰ البیت المسموع النضر اور اگر مخاطب کا اسماع و مناسبت معتبر ہے تو اگر تصفیہ باطنی سے منادی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اسکو خبر پہنچ جاوے گی اور وہ ذریعہ ثابت بالذلیل ہو تب بھی جائز ہے مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہنچانا احادیث سے ثابت ہے اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا س رسول اللہ کے کچھ مصالحتہ نہیں اور اگر نہ مشہور نہ وہ نہ پیغام پہنچانا مقصود نہ پیغام پہنچانے کا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو وہ نہ اذیت منوع ہے مثلاً کسی ولی کو دروسے نہ اگر ناسطرح کہ اسکو سنانا منظور ہے اور رد ہونے میں نہ ابھی تک اس شخص کو یہ اثر ثابت ہوا کہ انکو کسی ذریعہ سے خبر پہنچے گی یا ذریعہ متعین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں ہے اعتقاد افتراء علی اللہ اور دعویٰ علم غیب سے بلکہ مشابہہ شرک کے ہے مگر بید صرک اسکو شرک و کفر کہہ دینا جرات ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو خبر پہنچا دے ممکن ہے اور عین کا اعتقاد شرک نہیں مگر چونکہ اسکا ان کو وقوع لازم نہیں اسلئے ایسی ندائے لایعنی کی اجازت نہیں ہے البتہ جو مناص میں وارد ہے مثلاً یا عباد اللہ اعمیون فی وہ باتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو ان خصوصیت میں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے جو خواص میں سے ہو گا تو در سمجھ لیگا بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شنائیلند کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجرا لى التشرک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ تہجیر نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں باب بعض علماء اسخیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندائے منع کرتے ہیں انکی نیت بھی اچھی ہے احوال اعمال بالینت مگر مصلحت یوں ہے کہ اگر نہ انکی اولاد مسجد دار ہو تو اسپر حسن ظن کیا جاوے اور محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جاوے اگر اسکے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اسکی اصلاح کر دی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو تو بالکل رد کر دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا ایک بات کہ وہ بھی بہت جگہ کار آمد ہے یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عمل فاسد میں مبتلا ہو اور بہ تفران قویہ سے یقین ہو کہ یہ شخص اصل عمل کو ترک نہ کریگا تو اس موقع پر نہ تو اصل عمل کے ترک کرنے پر اسکو مجبور کرے کہ بجز فساد و عناد کوئی ثمرہ نہیں نہ اسکو بالکل جہل و مطلق العنان چھوڑ دے کہ شفقت و اخوت اسلامی کی خلاف ہے بلکہ اصل عمل کی اجازت دیکر اس میں جو خرابی ہو اسکی اصلاح کر دے کہ اس میں امید قبول اغلب ہے حتیٰ سبباً نہ و تعالیٰ کا حکم ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَ اَلْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ اور رسوم جاہلیت کے شیلوع کی وقت جو احکام شرعیہ مقرر ہوتے ہیں ان میں غور کر نیسے اس قاعدے کی تائید ہوتی ہے مشرب اس فقیر کا یہ ہے کہ ایسی ندائیں معمول نہیں ہاں بعض اشعار میں ذوق شوق سے صیغہ نہاد برتا گیا ہے اور علماء آردوی کہنا چاہئے جو اوپر میں مسلوں میں مذکور ہوا۔

### پانچواں مسئلہ جماعت تانیہ کا

یہ مسئلہ سلف سے مختلف ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اہل امام ابو یوسف سے بعض شرائط کیساتھ جو از منقول ہے اور ترجیح د



تصحیح دونوں جانب موجود ہے اس میں بھی گفتگو کو طول دینا نازیبا ہے کیونکہ جہاں پر کوئی گنجائش عمل ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قول میں تطبیق دیجائے کہ اگر جماعت ادنیٰ کا ہلی اور سستی سے فوت ہوگئی ہے تو جماعت ثانیہ میں شرکت سے منع کرنا اس شخص کے لئے موجب زجر و تنبیہ ہوگا اس کے لئے جماعت ثانیہ کی کراہت کا حکم کیا جاوے اور قائلین بالکراہت کی تعالیٰ تعالیٰ جماعت ادنیٰ سے یہی معلوم ہوتا ہے اگر کسی معقول عذر سے پہلی جماعت رہ گئی تو دوسری جماعت کیساتھ پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے یا کوئی ایسا ابالی ہے کہ جماعت ثانیہ سے منع کرنا اسکے حق میں کچھ بھی موجب زجر نہ ہوگا بلکہ تنہا پڑھنے کو عنایت سمجھے گا جلدی چار کمر میں مار کر رخصت ہوگا تو ایسے شخص کو منع کرنے سے کیا فائدہ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کسی قدر تعدل و اطمینان سے اور اگر علماء و امداریں مسئلہ میں بھی ایسا ہی رکھنا چاہئے کہ بہتر یہی دوسرے فریق کو عمل بالمدلیٰ کی وجہ سے محبوب رکھے اور جہاں جماعت ثانیہ نہ ہوتی ہو وہاں تنہا پڑھنے سے خواہ مخواہ جماعت نہ کرے اور جہاں ہوتی ہو شریک ہو جاوے مخالفت نہ کرے یہ پانچ مسئلہ تو عملی تھے اب دو مسئلے علمی باقی رہ گئے وہ مرقوم ہیں۔

### پچھٹا و سواواں مسئلہ امکان نظیر و امکان کذب کا

ان دو مسئلوں کی تحقیق تفصیل سمجھنا وقتوں علم حقائق پر ہے اور از بس دقیق ہے مگر مجملہ دو چیزوں کا اعتقاد رکھنا چاہئے ایک ان اللہ علی کل شیء قدیر یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے دوسرے سبحان اللہ عما یصفون یعنی اللہ تعالیٰ تمام عیوب و نقائص سے مثل خلف القول و اخبار غیر واقع و غیر سمان سب سے پاک ہے۔ راہیہ تحقیق کرتا کہ کون چیز مفہوم شے میں داخل ہے کہ اسپر قادر کہا جاوے اور کون چیز عیب و نقصان سے ہے کہ اس سے تہرہ کیا جاوے تو جس جگہ دلائل متعارض ہوں وہاں اس تحقیق کے ہم مکلف نہیں بلکہ بوجہ نازک ہونے ایسے مسائل کے یوں معلوم ہوتا ہے کہ انہیں قبل و قال اور زیادہ تفتیش کرنا عجب نہیں کہ منع ہو دیکھے نقد ہر کا مسئلہ چونکہ پیچیدہ و جمع اشکالات تھا اس میں گفتگو کرنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سخت ممانعت فرمائی ہے سو اس ممانعت کی علت یہی تھی اور یہی وقت و اشکال یہاں بھی ہے سو ان دو مسئلوں میں بھی جب بوجہ تعارض ظاہری اولہ مغلیہ و ثقلیہ کے اشکال شدید ہے تو قبل و قال کر نیکی کیسے اجازت ہوگی اسی مضمون کا خواب فقیر کے ایک متعلق نے دیکھا جس کو فقیر نے بہت پسند کیا اس سے بہتر کوئی عملدار آہ نہیں اور جو طبع آزمائی کے لئے گفتگو ہی کرنا ضرور ہے تو زبانی خلوت میں ہو اور اگر تحریر کی حاجت ہو تو خط کا پی ہے نہ کہ رسالے اور کتابیں۔ اور اگر اس میں شوق ہے تو عربی عبارت نہ لکھنا چاہئے تاکہ عوام خراب نہ ہوں اور عوام کے لئے تو بالعموم شہوت ہی ضروری ہے تمام ہوا بھند اللہ جو کچھ لکھنا تھا۔

وصیت اور اس تمام تحقیق کے بعد بھی فیکری یہ وصیت ہے کہ ظنیات میں اپنے علم و تحقیق پر توثیق نہ کریں سورہ فائسہ احدنا الصراط المستقیم بہت خشوع سے پڑھا کریں اور ہر نماز کے بعد ربنا لاترغ قلوبنا ظہر کر عاکیا کریں اور اپنے اوقات معاش و معارف کے ضروری کاموں میں خصوصاً تزکیہ نفس و تصفیہ باطن میں صرف کریں اور اہل اللہ کی صحبت و خدمت اختیار کریں خصوصاً عزیزی جناب مولوی رشید احمد صاحب کے وجود بابرکت کو ہندوستان میں غنیمت کہری و نعمت عظمیٰ سمجھ کر ان سے فیوض و برکات حاصل کریں کہ مولوی صاحب موصوف جامع کمالات ظاہری اور باطنی کے ہیں اور ان کی تحقیقات محض لکینت کی راہ سے ہیں ہرگز اس میں شائبہ نفسانیت نہیں یہ وصیت تو مولوی صاحب کے مخالفین کو ہے اور جو موافقین اور معتقد ہیں ان کو چاہئے کہ مولوی صاحب کی مجلس میں ایسے قصوں کا تذکرہ نہ کیا کریں اور اپنے جھگڑوں میں ان کو شریک نہ کیا کریں اور سب پر لازم ہے کہ مفت کی بحت اور تکرار میں عمر عزیز کو تلف نہ کیا کریں کہ یہ حجاب ہے محبوب حقیقی سے۔ اشعار:- چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو بگذشت بر عارف جنگجو۔ گراں مدعی دوست بشناختے: بہ پیکار دشمن نہ پر راختے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ

محمد دالہ و اصحابہ اجمعین۔ فقط مہر:- فقیر امداد اللہ چشتی و فاروقی۔

اشعار ثنوی معنوی در تمثیل اختلاف از حقیقت ناشناسی

<p>عروضہ را آدردہ بودندش بہتور اندراں ظلمت ہمی شد ہر کے اندراں تارکیش کف جی بسود گفت ہچوں ناؤ دانستش نہاد آں بروچوں باد بیزن شد پدید گفت تسکل پیل دیدم چوں عمود گفت خود این پیل چوں تختی بدست فہم آں می کرد ہر جامی شنید آں یکے دانش لقب داد آں الف اختلاف از گفت شال بیرون شدے</p>	<p>پیل اندر خانہ تاریک بود از برائے دیدنش مردم بے دیدنش با چشم چون ممکن نہ بود آں یکے راکف بحد طوم او فتاد آں یکے را دست برگوشش رسید آں یکے راکف چو بر پایش بسود آں یکے بر پشت او نہاد دست ہچنیں ہر یک بخر دے چوں رسید از نظر کہ گفت شال بد مختلف در کف ہر کس اگر شمعے یدے</p>
---	--

چشم حسن ہچو کف دستش و بس  
نیست کیف را بر ہم آں دیستریں

# نالہ امدادِ غریب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سابعی

<p>و سے رحمت و لطفت بمناجات مجیب مقبول شود نالہ امدادِ غریب</p>	<p>اے ذاتِ تو بار رحمت و الطاف و تریب انکوں بطفیل احمد و یار انش</p>
<p>جہاں لطف گل ہے وہیں خارِ گل ہے عجب تیری قدرت عجب کار تیرا</p>	<p>عجب نقشِ قدرت نمودار تیرا عجب رنگِ رنگ ہر رنگ میں ہے</p>
<p>تیرے نور کو تجھیں اغیار تیرا کہ جس جا نہیں ذکر اذکار تیرا</p>	<p>یہ نقشہ در عالم کا جو جلوں گر ہے سہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو</p>
<p>تو آخر یہ نہیں انتہا کار تیرا تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا</p>	<p>ہے پر سے میں روشن سب انوار تیرا چمکتا ہے جلوں فروار تیرا</p>
<p>مجھے بخش ہے نامِ غفار تیرا کہاں جاوے یہ بندہ ناپا تیرا</p>	<p>تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا تو ہی تو ہے یا کہ آثار تیرا</p>
<p>کہ دروچی تیری اور آزار تیرا تو مختار میرا میں ناچار تیرا</p>	<p>ہر اک جا پہ نقشہ طہر دار تیرا کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا</p>
<p>کہ صر جاوے عاجز یہ ناچار تیرا تو مولیٰ ہے میں عبدے کار تیرا</p>	<p>اگر چہ ہوں بندہ بہت توار تیرا تو خدائی ہے میرا میں ہمار تیرا</p>
<p>سناب کہ ہے نامِ غفار تیرا کہ ہے نامِ غفار و ستار تیرا</p>	<p>لیا ہے کچھ اتنو در بار تیرا کسے ڈھونڈنے جو مطلب کار تیرا</p>
<p>نہ مانا کوئی حکم زہار تیرا نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا</p>	<p>کہاں جا تا بندہ ناچار تیرا لگیا جو رحمت کا بازار تیرا</p>
<p>کھلے جب کہ بخشش کا اخبار تیرا کہاں میں عسبیاں کہاں تیری تحت</p>	<p>نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا</p>
<p>مجھے چاہئے رحم بسیار تیرا گنہ میرے حد سے زیادہ ہیں یارب</p>	<p>جو ہوا بار رحمت نمودار تیرا لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا</p>

کہہ دے زبیر ہوا ذکار تیرا	تو ہے اس بات کی جھجھ کو ہر دم	کہا تو تے میں ہوں مددگار تیرا	نہ ڈرو دشمنوں سے راجحہ کو جب سے
بتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا	الہی رہے وقت مرنیکے جاری	ہر اکبات سے خوش ہے تکرار تیرا	ترا نام شیرینی حلاوت ہے دل کی
ترا فعل میرا مرا کار تیرا	تو میرا میں تیرا میں تو میرا	تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا	نہ کوئی ہے میرا میں ہوں کسی کا
تو مسجد میں مساجد زار تیرا	میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا	تو ہے نور میرا میں آخرا تیرا	ہنیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں
ہنیں ظلم اور جور اطوار تیرا	یہ جور و جفا ہم پہ ہے کیسا یارب	کہ ہے غفور بخشش کرم کار تیرا	الہی بچا قبر سے اپنے جھجھ کو
کہ ہے نام قہار و جبار تیرا	ہنیں کافروں کو جو توفیق ایمان	کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا	بدو کو کرے نیک نیکوں کو بدو تو
تو ہے یار اس کا وہ ہے یار تیرا	فنا ہو گیا جو تیری دوستی میں	ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا	حکومت ہوئی اس کو حاصل چہا بنی
عیان ہونہاں اسپہ اسرار تیرا	کھیلے اسکی آنکھیں کریں بند جسے	جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا	دو عالم خریدار ہوا اس کا بیشک
رہوں میں سلامت و میخوار تیرا	الہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا	الہی ہوا جو کہ ہو شیار تیرا	رہے ہوش اس کو کسی کا نہ اپنا
جو ہو وے محبت کا آزار تیرا	میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں	الہی رہوں اک خبر دار تیرا	تو کو بچھ ساری خبروں سے جھجھ کو
سلا جھجھ کو نا ہوں میں بیدار تیرا	جو سو یا سو جا گا جو جا گا سو سو یا	ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا	بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو
ہے شاہ و گدگد اہر نمک خوار تیرا	ترا خوان انعام سے عام سیار	کہ نہت خون بخشش ہے تیار تیرا	بھکاری تر جاٹے محروم کیونکر
میں تجھ سے ہوں یار بطلبگار تیرا	کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے	ہنیں کرنا معمول انکار تیرا	بھکاری کر دوں تو ہے ہوں نہ کیونکر
تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا	ہنیں دونوں عالم سے کچھ مجھ کو مطلب	ہر اک شے سے ہے وصل درکار تیرا	ہنیں اس سے زیادہ کوئی مجھ کو خواہش
کہ تجھ بن ہے دیران یہ اب دار تیرا	مرے دہلیں تک جلوہ فرما الہی	میتسر ہوا سے کاش دیدار تیرا	ہے جنت کی نعمت تو سب میری خاطر
وہ آہ ملتا ہے دشوار تیرا	تو ہے جان و دل سے بھی نزدیک میرے	میں سا یہ مٹ کر چہ ہوں جا تیرا	ہنیں وصل افسوس قسمت میں میری
ہنیں کھلتا یارب یہ اسرار تیرا	یہ قرب و معیت ہے پھر بعد ایسا	ستاتا ہے یہ سچ خون خوار تیرا	ہوں باوصف اس قرب کے دور ایسا
کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا	ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو	کہ تار کیوں بے پردہ دیدار تیرا	حجاب خودی میرا یارب اٹھاوے
وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا	نہ ڈر فوج عصیاں سے گر چہ بہت ہے	کہ تاج جلوہ گراں میں ہو یار تیرا	تو کو صیقل آئینہ دل نام حق سے
کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا	تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی	تو چاکر ہے اس کا وہ سردار تیرا	اٹھا غم رکھا امید ملاستی سے
کہ رد کرنا ہرگز نہیں کار تیرا		الہی قبول ہو مناجات میری	اسی کی تو خدمت میں رہ دل سے ہر دم

### خمسہ یر مناجات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر کیا کوئی کرے وحدت میں تیری قال و صل  
 عقل بحث و علت و معلول ہیں زار و علیل  
 انت کافی فی ہمتا و فی رزق کفیل  
 خد بلطف یا الہی من لذ زاد قلیل  
 مفسس بانصدق یا قی عند یا یک یا خلیل

دوسرا کوئی نہیں ایسا یہ کاروا ٹینیم وہ سراپا عاصی وخطا تو غفار ورحیم	ہے وفور بزمِ عصیاں سے سزاوارِ رحیم ذنبِ عظیمِ فاغفر الذنب العظیم
رآءُ شخصِ غریبِ مذنبِ عبدِ ذلیل	
جیف پیری و جوانی سب ہونے مصرف ہو یا اللہ العالمین دے مستی عصیاں سے سہو	روز و شب وقفِ جہالت ہی رہا غفلت میں نحو منہ عصیان و نسیان و سہو بعد سہو
منک احسان و فضل بعد اعطاء جزیل	
خواب و غور ہی میں کٹی اک عمر مثل دام و رد دیکھ کر انبارِ عصیان و جراثیم بے عدد	ہیں عمل سارے نکو سیدہ سبھی افعال بد قال یارتی ذنوبی مثل ریل لا تعد
فاعف عنی کل ذنب و اصف الصغیر الجمیل	
ہیں سب افعالِ ذمیمہ زندگی کا حاصل کیا کروں اب کچھ نہیں بنتی کہ سر پر ہے اجل	یاد میں تیرے نہ گذری ایک ساعت ایک پل کیف حالی یا الہی لیس فی خیر العمل
سود اعمالی کثیر زاد طاعتی قلیل	
غم الم اندوہ و حسرت یا س دوری بکیسی ہیں مرض سینے میں اتنے دل پہ کاوش ہے بری	نا توانی اضطرابی بے قراری بے کلی عافنی من کل داع واقض عنی حاجتی
ان لی قلباً سقیماً انت شافی للعلیل	
خود بخود ہو جائیں گے یہ دوسارے دل سے دور یہ تڑپ یہ بیقراری فکر بے جا ہے تصور	جتنے مقصد میں برائیں گے الہی بالضرور انت شافی انت کافی فی مہمات الامور
انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل	
ہوں میں چکر میں نہیں ملتی صراطِ مستقیم جس طرح خاصو نہر ہے چھ پر بھی کر لطف عظیم	کر دیا از دیادِ مرض نے زار و سقیم رب ہب لی کنز فضلك انت وہاب کریم
اعظنی ما فی ضمیری و لنی خیر الدلیل	
صورتِ شبنم ہوں گراں روز و شب صبح و مسا جیتے جی ہر وقت خوفِ آتشِ دوزخ رہا	خچرِ خاطرِ بزرگ گل نہ اکدم بھی ہنسنا قل لئلا ابروی یارب فی حقنی کما
تلت قلبنا نار کونی انت فی حق الحکیل	
عمرِ بزرگوار ہا فرمانِ حق سے انحراف ہم لئلا ملکاً کبیراً یجنا متماخفا	وہ ہوا چہ سے بوشانِ بدمیت کے تھا خلاف ہم لئلا ملکاً کبیراً یجنا متماخفا

مہوش میں آئے غریب سرخوش جامِ صبح	رہنا ازانت تا صبی والمنادی جب سبیل
کیا بھروسہ سازندگی کا ہے مسافرتن میں روح	کرمعلی اچھے برے ہوتے ہیں افعال تبوح
انت یا صدیق عاصی تب الی المولے الجلیل	این موئی این عیسیٰ این بیجا این نوح

## غزل در شوق زیارت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

کاش مسکن مرا صحرائے مدینہ ہووے  
 دام میں جیسے کوئی مرغِ تڑپتا ہووے  
 نہ ہے قیمت جو سفر سوئے مدینہ ہووے  
 شوق میں پھر تو مرا اور ہی نقشہ ہووے  
 تن میں جامہ بھی مرے ہو کہ برہنہ ہووے  
 جیسے جنگل میں بگولہ کوئی اڑتا ہووے  
 پاؤں پر پاؤں مرا شوق میں پڑتا ہووے  
 خاک جو اڑ کے پڑے آنکھوں میں سرمہ ہووے  
 حال جیسے کسی ناچیز گدا کا ہووے  
 ایک تہہ بند بھٹسا کوئی کرتا ہووے  
 فکر سوزن ہو نہ کچھ شانہ کا سودا ہووے  
 خدمت شاہ میں جیسے کوئی بردہ ہووے  
 وصل کا آج اشارہ مشہور والا ہووے  
 خود در حجرہ والا لے نبیؐ وا ہووے  
 دھیان کس کو ادب و بے ادبی کا ہووے  
 خاک پا آپ کی ان آنکھوں کا سرمہ ہووے  
 جو تہی دستی کوئی اور تہ تحفہ ہووے  
 جلوہ طور بھی آنکھوں میں تماشا ہووے  
 فضل حق سے تری حاصل یہ تمنا ہووے

سبز و شاداب گلستان تمنا ہووے  
 ہند میں گرم تنش یوں دل مضطرب ہے مدام  
 مجھ کو بھی روضہ اقدس کی زیارت ہو نصیب  
 جب کہیں قافلے والے کہ مدینے کو چلو  
 ننگے پاؤں وہیں ہو جاؤ نہیں اٹھ کر ہیرا  
 یوں چلوں خاک اڑاتا ہوا صحرا صحرا  
 گرم جولان روش برق ہوں شاداں خنداں  
 کانٹے تلونمیں چھیں برگ گل تر سمجھوں  
 ایسی صورت سے ورشاہ عرب پر مہ پہنوں  
 گرد آلودہ بدن خاک ملی چہرہ پر  
 خار پاؤں میں چھیں بال ہوں سر کے بکھرے  
 بانہ کر ہاتھ کروں عرض بصد غمزہ نیاز  
 یہ غلام آپ کا حاضر ہے قدم بوسی کو  
 میری بیتابی و مسکینی پہ رحم آئے ضرور  
 دوڑ کر سر قدم پاک پہ رکھ دوں اپنا  
 کبھی چوموں کبھی آنکھوں سے لگاؤں وہ قدم  
 گوہر اشک نثار قدم پاک کروں  
 اور جب روئے مبارک کی تجلی دیکھوں  
 سُن کے اس شوق کو کہتے ہیں طلائع بھی غریب

سخت مشکل میں چھنسا ہوں جبکہ اے مرے مشکل کشا فریاد ہے  
 چہرہ تابان کو دکھلا دو مجھے تے اے نورِ خدا فریاد ہے  
 قیدِ غم سے اب چھڑا دیجے مجھے یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے | یا نبی احمد کو در پر لوبلا  
 اپنی گرفت نے مارا یا نبیؐ دل ہوا غم سے دو پارا یا نبیؐ  
 حق تعالیٰ کے تم ہی محبوب ہو اکون ہے سب تمہارا یا نبیؐ  
 باغِ جنت سے زیادہ ہے غمِ مجھ کو وہ کو چہ تمہارا یا نبیؐ  
 لیجئے در پر بلا کب تک چھروں در بدریاں مارا مارا یا نبیؐ

### مناجاتِ دیگر حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

جبریلؑ مقربِ خادم ہے سب جا مشہور محمدؐ کا  
 ناپے کسی پیغمبر کا جو ہے مقدر محمدؐ کا  
 وہ مضر و منفعا کا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا  
 کہیں حسن و جمال دکھایا ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا  
 کہیں صابروہ ایوبؑ ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا  
 کہیں ہاروں وہ قدیم ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا  
 کہیں صادق اسماعیلؑ ہوا سب دیکھو نور محمدؐ کا  
 کہیں نہ کہیں دیوانہ ہے سب دیکھو نور محمدؐ کا  
 کہیں غوثِ ابدال کہا ہے کہیں قطب بھی نام دھرایا ہے

### مناجاتِ دیگر

مرا طاحِ خفتہ جاگے یقین ہے اگر خواب میں منہ دکھائے محمدؐ  
 محمدؐ کی مرضی ہے مرضیِ خدا کی خدا کی رضا ہے رضا ہے محمدؐ  
 نہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا یقین ہے ہوا ہے یہ سب کچھ برائے محمدؐ  
 میں اسپر فدا جان اور دلِ تیرا جان مرا جانِ دل سب فدائے محمدؐ  
 نخل ہو کے خوشید کا رنگِ فنی ہو اگر منہ سے پردہ اٹھائے محمدؐ  
 عطا ہوا سے خاکپائے محمدؐ

# تَمَّتْ

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ارشاد مرشد

الحمد لله جمیع بحکامہ کما سألنا منہ من عبادتہ منہ ما علمہ اعلمہ وصلى الله على سيدنا و مولانا محمد و آله و اوصيائه و بارك و سلم

ما بعد فقیر حقیر اندر اللہ غفر اللہ ذنوبہ و والدیہ یہ کہتا ہے اور برادران طریقت اور طالبان معرفت کی خدمت میں خصوصاً جو اس فقیر سے رابطہ محبت و ارادت رکھتے ہیں عرض کرتا ہے کہ شتاغل اشتغال قلبیہ کو ضرور ہے کہ سوائے فرائض اور واجبات اور سنن کے بعضی عبادات اور طاعات اور اوراد و وظائف جو مددگار اور قوت بخشے والے صفائی دل اور جلا دینے والے روح کے ہوں عمل میں لاوئے جیسا کہ نماز تہجد کی کہ بارہ رکعتیں یا آٹھ رکعتیں ہیں اور نماز اشراق کی چھ رکعتیں ہیں اور نماز چاشت کی چار رکعتیں ہیں بارہ تک اور صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعتیں ہیں بیس تک اور چار رکعتیں سنت قبل ظہر اور چار سنتیں قبل عصر اور چار سنت قبل عشا اور بروز جمعہ صلوٰۃ التسلیح اگر فراموش ہو پڑھے اور تین روز ظاہر بیض اور روزہ پختہ روزہ و روضہ کا اور چھ روزے ماہ شوال کے اور نو روزے اول ماہ ذالحج کے اور روزہ عاشورہ محرم کا اور آٹھ روزے اول ماہ رجب اور شعبان کے رکھے اور تلاوت قرآن کی جس قدر ہو سکے اور لیہ کہ چالیس روز میں ختم کرے

## وظائف صبح

در بیان سنت و فرض صبح کے اکتیا لیس بار سورہ فاتحہ حضور دل سے معنوں پر خیال کر کے پڑھے اور بعد نماز صبح کلمہ چہارم تس بار اور سورہ یسین ایک بار اور استغفار سو بار اور سبحان الله العظيم و بحمد الله استغفر الله سو بار اور ايسو ایک بار لا حول و لا قوة الا بالله العلي العظيم مع اسم الله کے اور سو بار کلمہ طیب اور اکتیا لیس بار یا حی یا قیوم لا اله الا انت استغفرک ان تجیح قلبي یومئذ تم تک ابدان حضور قلب پڑھے اور در در شریف سو بار - وظائف ظہر اور

لہ فائدہ صلوٰۃ التسلیح واسطے مغفرت تمام گناہ صغیرہ اور کبیرہ خطا اور عمد اور سر اور غلطیہ کہ حدیث میں آیا ہے پھر فجر اصل اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمایا ہے - چار رکعتیں ہیں ہر رکعت میں ترات کے پندرہ بار سبحان الله و الحمد لله ولا اله الا الله واللہ اکبر پڑھے اور رکوع میں دس بار و توبہ میں دس بار اور جیسے میں دس بار اور دوسرے سجدے میں دس بار اور بعد سجدے دوسرے کے بیچ کر دس بار ہیں ہر رکعت میں بیچتر بار اور چار رکعت میں تین سو بار پڑھے اور طاعت ہر تواس نماز کو روز پڑھے یا ہفتہ میں ایک بار یا ماہ میں یا سال میں یا تمام عمر میں ایک بار پڑھے اور مردی ہے کہ چار رکعت میں ان چار سورتوں کو یعنی الہکم التکاثر - والعصر - نلی یا ایہا الکافر دن قل ہو اللہ احد پڑھے -

اور سورتیں بھی مروی ہیں جیسے سچ اسم یا اور سبحان مگر یہ سہل ترین ۱۲ -

تہ یعنی ہر جان کا تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ روزہ رکھے - ۱۲ منہ قدر سرفہ سے لا اله الا الله وحده لا شریک لہ لہ الملك و لہ المما یومئذ و ہو لا یموت ابتدا ابدان و جلال و الالکم لہ استغفر اللہ الذی لا اله الا هو ارحم الراحمین و انزلت علیہ ۱۳

ہے لا اله الا الله محمد و ترسول الله ۱۲ لہ اللهم صل علی سیدنا محمد و علی آلہ و سلم و بارک و سلم و سلم





حِينَ تَابَ بِاللَّهِمْ وَأَدْخَلْنَاكَ أُمَّ السَّلَامَ تَبَارَكْتَ مَا تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اِيك بار اور  
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَبَّنَاكَ وَالْحَمْدَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَنَيْتِكَ وَمِنْ النَّارِ اِيك بار پڑھے اور وقت شروع  
 کھانے کے اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَاطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ اور بعد فراغ طعام کے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا  
 وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ پڑھے اور سوتے وقت سورہ فاتحہ آیتہ الکرسی اور تینوں قل تین تین بار اور  
 اللَّهُمَّ قَتِي عَدَا بَكَ يَوْمَ نَبْعَثُ عِبَادَكَ اور وقت جاگنے کے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ  
 النُّشُورُ اور لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ پڑھ کر ممکن ہو تو معشرت سے  
 بھی پڑھے اور پاخانہ میں جاتے وقت اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْغَيْبِ وَالْغَيْبَاتِ اور نکلنے وقت غَفْرَتِكَ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَلَمَ وَعَانَ فَنِي اور بروقت اٹھتے بیٹھتے بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُ الْأَبَدُ وَاللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَمَا  
 معمول رکھے اور اگر اور زیادہ اور امد مطلوب ہوں تو کتب حدیث حصن حصین وغیرہ سے لیکے عمل میں  
 لاویں سہر حال اذکار اور اشغال قلبیہ میں مشغول رہیں جس سے تصفیہ باطن کا بہرہ کجبت اور معرفت حق کی حاصل ہو

## بیان اذکار اور اشغال اور مراقبات کا

جو بزرگان طریقت نے تصفیہ قلب اور تجلیہ روح کے واسطے تجویز کئے ہیں ان میں بارہ تسبیح ہیں جو حضرات چشتیہ کرتے  
 ہیں۔ طریق ان کا یہ ہے کہ بعد نماز تہجد کے نو بار اور استغفار عجز اور انکسار سے کر کے اور یا تھا اٹھا کے یہ دعا  
 بحضور قلب اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَكُوسْمِ قَلْبِي بِمُورِعِ قَلْبِكَ يَا اللَّهُ اللَّهُمَّ بَارِئَا سَاتِ مَرْتَبَةٍ تَكَرَّرِ  
 کرے اور گیارہ بار درود شریف پڑھ کر چار زانو بیٹھے اور داہنے پاؤں کے انگوٹھے سے اور جوائنگلی اس کے پاس ہے  
 اس سے رگ کیماں کو کہ بائیں زانو کے اندر ہے محکم پکڑے اور کر سیدھی رکھے۔ پھر دل جمعی سے ہیبت اور  
 حرمت اور تعظیم تمام کے ساتھ خوش الحانی کے ساتھ ذکر شروع کرے اور بعد اعوذ و بسم اللہ کے باخلاص تمام تین  
 بار کلمہ طیب اور کلمہ شہادت پڑھے کہ سر و قلب کی طرف کہ زیر سینان چپ بفاصلہ دو انگشت کے واقع ہے جہاں کلمہ لا  
 کو قوت اور سختی سے دل کے اندر سے پہنچ کر اور الہ کو داہنے ہونڈھے پر لیجا کر سر کو پشت کی طرف مائل کر کے تصور کرے کہ

اللہ یعنی قل بواللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق ۲۱ آیت فائدہ معرفت البسم و سات کلمہ ہیں کہ ایک کر دوش دوش مرتبہ پڑھتے ہیں پڑھے ہیں  
 ہیں۔ اول اللہ اکبر دس بار دوسرا الحمد للہ دس بار تیسرا سبحان اللہ و تحمید ۴ دس بار چوتھا سبحان اللہ الحمد دس بار  
 پانچواں لا الہ الا اللہ دس بار چھٹا اسما غفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحی القيوم و اتوب الیہ دس بار ساتواں اللہم  
 انی اعوذ بک من خین المقام الدنیا و خین یوم القیامۃ دس بار پڑھیے ۱۲ منسلہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲  
 کے یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا  
 عَبْدًا وَرَسُولًا ۱۲

غیر اللہ کو دل میں سے نکالیں پشت ڈال دیا اور دم کو چھڑ کر لفظ اللہ کی زور زور سستی سے دل پر ضرب مارے اور تصور کرے کہ عشق اور نور الہی کو دل میں داخل کیا اسی طرح اس نفی و اثبات کو نکر اور ملاحظے اور واسطے کے ساتھ دوسو بار کہے اور اس ذکر میں نور لا الہ الا اللہ دسویں مرتبہ محمد رسول اللہ کہے بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے لیکن بتدی کلمہ لا الہ الا اللہ میں لا معبود اور متوسط لا مقصود اور منتہی لا موجود ملاحظہ کرے اس کے بعد لمحہ مراتب ہو کے تصور کرے کہ فیضان الہی عرش سے میرے سینہ میں آتا ہے۔

**طریق اثبات محمد** پھر دوزانیٹیے اور کمر کو سیدھی کرے اور سر کو اپنے مونڈھے پر بیچا کے لفظ اللہ کو زور اور سستی سے دل پر ضرب کرے اسکو چار سو بار دمام کرے پھر بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے اور لمحہ دو لمحہ مراتب رہے۔

**طریق اسم ذات** پھر ذکر اسم اللہ کرے اس طرح سے کہ اول حرف ہاء لفظ اللہ کو پیش اور دوسری ہاء لفظ اللہ کو ساکن کرے یعنی جزم دے اور آنکھیں بند کر کے اور سر کو اپنے مونڈھے پر لا کے لفظ مبارک اللہ اللہ کی دونوں ضرب جہر قوت سے دل پر مارے اس ذکر اسم ذات دوسری کو چھ سو بار دمام کرے لیکن دسویں گیا دسویں بار اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ صبحی مع ملاحظہ معنوں کے کہتا رہے تاکہ کیفیت اور لذت ذکر کی اور دفع غفلت اور خواب حاصل ہو بعد اس کے بطور سابق تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے پھر ایک ضربی اسی طرح سر کو جانب داپٹے مونڈھے کے کج کر کے لفظ مبارک اللہ کو دل پر سو بار دمام ضرب کرے بعد تین بار کلمہ طیب اور ایک بار کلمہ شہادت کہے کے درود شریف اور استغفار گیارہ گیارہ بار پڑھ کے دعا مانگے اور مناجات کرے کہ الہی تو ہی مقصود اور رضا تیری مطلوب ہے۔ ترک کیا میں نے دنیا اور آخرت کو واسطے تیرے عطا کر چھ کو نعمتیں اپنی اور وصول نام درگاہ مقصدس اپنی ہیں آمین

### طریق ذکر پاس انفاس کا

یعنی اپنے انفاس پر آگاہ اور ہوشیار رہے کہ بے ذکر اللہ کے کوئی دم نہ گزرے خواہ ذکر جلی ہو خواہ ذکر خفی پس وقت نکلنے سانس کے دم کے ساتھ لا الہ اور وقت داخل ہونے سانس کے دم کے ساتھ لا الہ

سہ کلمہ لا الہ میں ملاحظہ مقہوم اور معنی لا موجود کا کرے اسواسطے کہ مقصود نفی غیر کی ملاحظہ میں ہے اور اس ذکر میں دسویں بار صحتی لفظ اللہ کے ساتھ اس کو یعنی لا موجود یا لا مقصود کو اول شامل کر لیا کرے باقی ملاحظہ میں رہے۔ ۲۰ عفی عنہ

کہے، دین بستہ بے حرکت زبان خیال سے دم کو ذکر کرے اور نظر ناف پر رکھے وہاں سے ذکر جاری کرے  
طریق دوسرا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سانس کے ساتھ اوپر کھینچے اور لفظ ھو کے ساتھ سانس کو چھوڑ دے  
اس ذکر کے خیال اور دھیان سے ایسی کثرت اور مشق کرے کہ دم ذکر اور مستغرق بند کر ہو جائے

## بیان ذکر اسم ذات ربانی

طالب کو چاہیے کہ باوجود ذکر پاس انفاس کے اسم ذات کو زبانی ہر روز چوبیس ہزار بار کہ اوسط مرتبہ ہے  
کہے اور اگر اس قدر نہ ہو سکے تو چھ ہزار سے کم کہ اگر فی مرتبہ ہے نہ کرے،  
طریق ذکر نفی اثبات کہ حضرات قادر یہ کرتے ہیں یہ ہے کہ خلوت میں رو قبیلہ باادب تمام بیٹھے اور  
آنکھیں بند کر کے لائقی کو زیر ناف سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور دراز کر کے داہنے موٹھے تک  
یہاں کے الہ کو دماغ سے نکال دے اور اللہ کو قوت سے دل پر ضرب کرے اور لا الہ سے نفی معبودیت  
اور موجودیت غیر اللہ کی ملاحظہ کرے تا جو دیگر کا نظر سے اٹھ جائے اور لا الہ سے اثبات وجود مطلق حق  
سجائے تعالیٰ کا کرے اسی طرح گیارہ سو بار ایک جلسے میں ہر روز کیا کرے تا اثر اس کا ظاہر ہو اور اس ذکر کو  
اسی طرح جس دم میں بھی کرتے ہیں۔

طریق شغل اسم ذات کا یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے دل سے جس قدر ہو سکے ات دن تصور کیا کرنے ناچختہ ہو کر  
بے تکلف جاری ہو جائے۔ باقی اذکار اور اشغال اس طریقہ کے ضیاء القلوب میں موجود ہیں۔

طریق شغل نفی و اثبات کہ جس دم ذکر کرتے ہیں یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے زبان تالو سے لگا لے اول دم کو  
ناف سے کینچ کر دل میں ترار دے پھر اسی طرح کلمہ لا الہ کو دل سے نکال کے اور داہنے موٹھے پر لے جا کے  
لا الہ کی ضرب دل پر مارے اسی طرح اول روز دس دم ہر دم میں تین تین بار مشغول ہو پھر

سہ فائدہ یعنی سوتے اور جاگتے ہر حال میں ذکر ہے تا ذکر حیات اور پاس انفاس حاصل ہو۔ اور دل ماسوائے اللہ سے پاک اور صاف اور نورانی ہو  
کر تشریحیات اور وار دات غیبی کا ہو ۱۲ منہ عنی اللہ عنہ سہ فائدہ حکمت اس میں یہ ہے کہ آدھی رات دن میں چوبیس ہزار سانس یعنی دم لیتا  
ہے تو گویا کہ ہر دم ذکر ۱۲ اور ذکر میں داخل ہوا ۱۲ منہ عنی اللہ عنہ۔ سہ اشرفی لذات اور محبوبیت اور بخودی ظاہر ہوا اور تصفیۃ قلب اور تخلی  
روح حاصل ۱۲ منہ عنی اللہ عنہ سہ فائدہ کشمکش دم اور شرط بندی کے یہ ظلم معدہ کھانے پینے سے شرط ہے خصوصاً ابتداء حال میں اور  
بڑی شرط یہ ہے کہ درجہ اوسط کا نگاہ رکھے تو ایسا پٹھنم ہو کہ قابل اور بوجھل ہو جائے اور نہ بہت بھوکا رہے کہ ضعیف ہو۔ اور جس دم میں  
سر دکا استعمال نہ کرے تا حرات قلب کو سرد نہ کرے اور گرم کھانے سے بھی پرہیز کرے برابر ہے کہ حرارت طبعی ہو یا عارضی بسبب  
ایجاد مرض کی ہوتی ہے ۱۲ منہ

ہر روز درجہ بدرجہ ایک ایک بار زیادہ کرتا رہے تا حرارت باطن پیدا ہو کر تمام بدن میں سرایت کرے اور خطرہ دفع ہو کر ذکر تمام اعضاء میں جاری ہو اور محبت اور عشق الہی ظہور کرے۔

طریقہ مراقبہ کا یہ ہے کہ دو روز نمازی کی طرح سر جھکا کر بیٹھے اور دل کو غیر اللہ سے خالی کر کے حق سبحانہ تعالیٰ کی حضوری میں حاضر رکھے اول احوذ بسم اللہ پڑھے کہ تین بار اللہ سحاضی اللہ ناظر علی اللہ معنی زبان سے تکرار کر کے پھر مراقبہ ہو کہ ان کے معنوں کا دل میں ملاحظہ کرے اور تصور کرے یعنی جائے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ حاضر ناظر میرے پاس ہے اس جاننے میں اس قدر حوض کرے اور مستغرق ہو کہ شعور غیر حق کا بند رہے یہاں تک کہ اپنی بھی خبر نہ رہے اگر ایک آن بھی اسی سے غافل ہو تو مراقبہ نہ ہو گا۔

مراقبہ دوسرا۔ اللہ نوس السموات الارض۔ انوار الہی کو کہ ہر زبان و مکان میں موجود ہے جیسا کہ وجودِ ہستی اس کی کا ہر جگہ ثابت ہے ملاحظہ کرے اور مستغرق ہو جائے۔

طریقہ ذکر اسم ذات جو متعلق لطائف ستہ سے ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگا کے اور اکبیس بند کر کے بزبان خیال دل صنوبری سے اللہ اللہ کہے اس طرح سے کہ اس اسم کو غیر ذات نہ جانے اس خفیت کو بمقدور اپنے اٹھتے بیٹھتے ترک نہ کرے اسی طرح چھٹوں لطیفوں کو ترتیب مذکور کے ساتھ جاری کرے یہاں تک کہ خود ان کے ذکر سے واقف ہو۔ اے عزیز جان تو کہ جسم انسان میں چھ لطیفے ہیں یعنی چھ مقام ہیں کہ فیضان و برکات اور انوار الہی سے لبریز ہیں۔

اول لطیفہ قلبی ہے کہ مقام اس کا دو انگشت نیچے پستان چپ کے واقع ہے اور نور اس کا سرخ ہے دوسرا لطیفہ روحی ہے۔ جگہ اسکی دو انگشت نیچے پستان راست کے ہے اور نور اس کا سفید ہے۔

تیسرا لطیفہ۔ نفسی ہے کہ مقام اس کا زیر ناف ہے اور نور اس کا زرد ہے۔

چوتھا لطیفہ۔ سری ہے کہ جگہ اس کی مابین سینے کے ہے اور نور اس کا سبز ہے۔

پانچواں لطیفہ۔ خفی ہے۔ ٹھکانا اس کا پیشانی ہے نور اس کا نیلیوں ہے۔

چھٹا لطیفہ۔ انفی ہے۔ موضع اس کا ام الدماغ ہے نور اس کا سیاہ ہے مثل سیاہی چشم کے۔ پس طالب کو چاہئے کہ ان چھٹوں لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اس قدر مشغول ہو اور مشق کرے کہ اثر ذکر ظاہر ہو۔ باقی اذکار اور اشغال اور مراقبات بتفصیل تمام مع سلوک کامل ضیاء القلوب میں لکھے جاہوں۔ دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اللہ جل جلالہ تقدس و تعالیٰ ہم کو اور تم کو اور سب کو خاص فضل و کرم

نے فائدہ۔ یعنی جنبش لطائف میں پیدا ہو کر جاری ہو اور لذت اور محبت اور انوار الہی قوت پکڑیں اور نسبت اور حضوری مذکور سبحانہ تعالیٰ کی حاصل ہو ۱۲۰ منہ معنی اللہ عنہ

اپنے سے بہت اور توفیق اور استعداد کامل عطا فرمائے کہ شب و روز ہر حال میں ہر دم اسی کے ذکر و مشغول عبادت طاعات  
مرضیات میں رہیں اور ایک دم اس سے غافل نہ ہوں اور غیر اللہ کو دل میں جگہ نہ دیں اور محبت اور معرفت  
اور حضوری دائمی اس کی کہ جو خلقت انسانی مقصود اور مطلوب ہے۔

حاصل کریں اور اپنی حقیقت کو پہنچیں اور اسی سے جئیں اور اسی پر مریں اور اسی میں اٹھیں۔  
آمین آمین آمین یا رب العالمین وصلى الله تعالى على سيدنا وشفيعنا محمد وآله الطاهرين  
وبارك وسلم برحمتك يا ارحم الراحمين  
محرر ۲ جماد الاولیٰ ۱۲۹۳ھ

## شجرات و سلاسل شجرہ چشتیہ

بدانکہ فقیر امداد اللہ عفی اللہ عنہ را نسبت بیعت و اجازت از مولانا و مرشدنا حضرت میاں جیونور محمد چغتائی  
والیشاہ را از حضرت حاجی عبدالرحیم از شاہ عبدالباری از شاہ عبدالہادی از شاہ عضد الدین از  
شاہ محمد کی از شاہ محمدی از شیخ محب اللہ آبادی از شیخ ابوسعید از شیخ نظام الدین۔ از شیخ  
جلال الدین از شیخ عبدالقدوس گنگوہی از شیخ شمس الدین از محمد عارف بن احمد از شیخ عبدالحق رودلووی  
از شیخ جلال الدین پانی پتی از شیخ علاؤ الدین صابر از شیخ فرید الدین از شیخ قطب الدین از خواجہ  
معین الدین از خواجہ عثمان از خواجہ حاجی شریف زندانی از خواجہ مودود از خواجہ ابویوسف از خواجہ ابو محمد محترم  
از خواجہ احمد بدال چشتی از خواجہ ابی اسحاق شامی از خواجہ ممشاد از خواجہ ابومبیرہ بصری از خواجہ حذیفہ  
مرعشی از خواجہ سلطان ابراہیم از خواجہ فضیل از خواجہ عبدالواحد از خواجہ امام حسن بصری از امیر المومنین  
علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از حضرت خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و صحبہ وسلم

## شجرہ قادریہ

حضرت عبدالقدوس گنگوہی را اجازت و خرقہ از پیر خود درویش محمد بن قاسم از سید بڑہن بھڑا پٹی۔  
از سید اجمل از مخدوم جہانیاں جہاں گشت از سید جلال الدین بخاری از شیخ عبید بن علی بن از شیخ عبید  
ابن ابوالقاسم از شیخ ابوالکلام فاضل از شیخ قطب الدین ابوالغیث از شیخ شمس الدین علی فلاح از شیخ  
شمس الدین حداد از امام الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی از شیخ ابوسعید خدری از شیخ ابوالحسن قرشی از شیخ  
ابوالفراخ از شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز از شیخ ابوبکر شبلی از شیخ جنید بغدادی از شیخ سری سقطی  
از شیخ معروف کرنجی از شیخ داؤد طلائی از شیخ حبیب عجمی از شیخ امام حسن بصری از حضرت علی

کرم الله وجهه از حضرت سرور کائنات صلی الله علیه وسلم

## شجره نقشبندیه

و نیز حضرت سید اجل بھڑاچی را از مرشد خود شاه عبدالحق از خواجہ عبید اللہ احرار از خواجہ مولانا یعقوب چرخی از خواجہ علاؤ الدین عطار از خواجہ بہاؤ الدین نقشبند از خواجہ سید امیر کمال از خواجہ محمد با ساسی از خواجہ عزیز ال علی رامیتنی از خواجہ ابوالخیر فقوی از خواجہ محمد عارف ریوگری از خواجہ عبدالحق از خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجہ ابوعلی فارمدی از خواجہ امام ابوالقاسم قیشری از خواجہ ابوعلی وفاق از خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی از خواجہ ابوبکر شبلی از سید لطائف جنید بغدادی از شیخ سری سقطی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از خواجہ حبیب عجمی از امام الاولیاء حسن بصری از امیر المؤمنین علی رضوان اللہ علیہم اجمعین از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

## شجره سہروردیہ

و نیز سید اجل بھڑاچی را اجازت و خرقہ از سید جلال الدین بخاری از شیخ رکن الدین ابوالفتح از والد خود صدر الدین از والد خود شیخ بہاؤ الدین ذکر کیا تا فی از شیخ امام الطریقہ شہاب الدین سہروردی از شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی از شیخ وجیہ الدین عبدالقادر سہروردی از شیخ ابو محمد بن عبد اللہ از شیخ احمد نیوری از عمشاد علی دنیوری از حضرت جنید بغدادی از شیخ معروف کرخی از شیخ داؤد طائی از شیخ خواجہ حبیب عجمی از خواجہ امام حسن بصری از امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و نیز فقیر اور سلسلہ نقشبندیہ اجازت از مرشد سابق از مولانا مرشدنا نصیر الدین مجاہد دہلوی و ادشال را از شاہ محمد آفاق دہلوی از خواجہ ضیاء اللہ از خواجہ محمد زبیر از خواجہ حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی از خواجہ محمد معصوم از حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی از خواجہ باقی باللہ از خواجہ انگلی از مولانا درویش از مولانا زاید از عبید اللہ احرار تا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ وسلم باقی کیفیت سلاسل بہ تفصیل و تحقیق تمام در رسالہ ضیاء القلوب نوشتہ شد ازان بگیرند۔

تمام شد

## شجرہ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم

تو اگر چاہے قبولیت دعا کے واسطے عرض کرنا شاہ یوں اول خدا کیواسطے

حمد ہے سب تیری ذات کبریا کے واسطے

ہے درود و نعت ختم الانبیاء کے واسطے اور سب اصحاب و آل مصطفیٰ کے واسطے

افضل کریم پر الہی مجتنبے کے واسطے

در بدر پھرتی ہے خلقت النجا کے واسطے آسمان تیرا ہے پر تجھ بے نوا کے واسطے

رحم کر تجھ پر الہی اولیا کے واسطے

اُن بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر نول کیجو یہ عرض میری اُن کی برکت سے قبول

ہاتھ اٹھاؤں جب ترے آگے دعا کے واسطے

پاک کر ظلمات و عصیان سے الہی دل مرا کر منور نور عرفاں سے الہی دل مرا

حضرت نور محمد پر ضیا کے واسطے

ایسے مرنے پر کروں قربان یارب لاکھ عید اپنی تیغ عشق سے کر لے اگر تجھ کو شہید

حاجی عبدالرحیم اہل عزا کے واسطے

کروہ پیدا در غم میرے دل انکار میں بار پاؤں جس سے اے باری ترے دربار میں

شیخ عبدالباری شہ بے ریا کے واسطے

شکر عصبیان و ضلالت سے بجا کر لے کریم کر ہدایت مجھ کو اب راہ صراط المستقیم

شاہ عبدالہادی پیر ہدی کے واسطے

دین و دنیا کی ظہب عزت نہ سرداری اپنے کوچہ کی عطا کر ذلت و خواری مجھے

شاہ عضد الدین عزیز دوسرا کے واسطے

دے مجھے عشق محمد اور محمدیوں میں گن ہو محمد ہی محمد و در میرا رات دن

شہ محمد اور محمدی القبا کے واسطے

حُبِ حق حُبِ الہی حُبِ مولا حُبِ رب الغرض کر دے مجھے محبت سب کا سب

شہ محبت اللہ شیخ باصفا کے واسطے

اگرچہ میں عزق شقاوت ہوں سعادت بتجدد پر تو قہ ہے کرے مجھے شقی کو تو سعید



		ابو سعید اسعد اہل ورا کے واسطے	
	قال ابتر حال ابتر سب مرے اتر میں کام	لطف سے اپنے مرے کر ملک دین کا انتظام	
		شم نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے	
	ہے یہی پس دین میرا اور یہی سب ملک و مال	یعنی اپنے عشق میں کر مجھ کو با جاہ و جلال	
		شم جلال الدین جلیل اصفیا کے واسطے	
	جِبِّ دنیوی سے کر کے پاک مجھ کو اے صیب	اپنے باغِ قدس کی کر سیر تو میرے نصیب	
		عبد قدوس شمس و صفا کے واسطے	
	کر معطر روح کو بوئے محمد سے مرسی	اور منور چشم کر روئے محمد سے مرسی	
		اے خدا شیخ محمد رہنما کے واسطے	
	کر عطارہ شریعت رائے احمد سے مجھے	اور دکھانا حقیقتِ خوںے احمد سے مجھے	
		شیخ احمد عارف صاحب عطا کے واسطے	
	کھول دے راہِ طریقت قلب پر یا حتی مرے	کر تجھی حقیقتِ قلب پر یا حتی مرے	
		احمد عبدالمحق شہ ملک بقا کے واسطے	
	دینِ دنیا کا نہیں درکار کچھ جاہ و جلال	ایک ذرہ درد کا یا حتی مرے دل میں تو ڈال	
		شم جلال الدین کبیر الاولیاء کے واسطے	
	ہے کدِ ظلمتِ عصیان سے میرا شمس دین	کر منور نور سے عرفان کے میرا شمس دین	
		شیخ شمس الدین ترک شمس الضحیٰ کے واسطے	
	اے مرے اللہ رکھ ہر وقت ہر لیل و نہار	عشق میں اپنے مجھے بے صبر و بے تاب و قرار	
		شیخ علاؤ الدین صابر بارضا کے واسطے	
	دے ملامت مجھ کو حتیٰ نمکینی ایمان سے	اور حلاوت بخش صبحِ شکر عرفان سے	
		شم فرید الدین شکر گنج بقا کے واسطے	
	عشق کی راہ میں ہونے جو اولیا اکثر شہید	خیر تسلیم سے اپنے مجھے بھی کر شہید	

	خواجہ قطب الدین مقتولِ ولا کے واسطے	
	جلد ہو آکر مر یا بار بدو گارو معین	بے ترے ہے نفسِ شیطاں کے امان و دین
	شم معین الدین حبیبِ کبریا کے واسطے	
	جس سے جز عشقِ نبیؐ کونہ ہو سکتا اور کام	یا ابی بخش ایسا ہے خودی کا مجھ کو جام
	خواجہ عثمانؒ با شرم و حیا کے واسطے	
	زندہ کر ذکر شریفِ حق سے اے پروردگار	دور کر مجھ سے نعمِ موت و حیاتِ مستعار
	شم شریفِ رندی با انقیاء کے واسطے	
	ہر بنِ موسے مرے نکلے تری الفت کا درد	آتشِ شوق اس قدر دل میں مرے بھلے درد
	خواجہ مودودِ چشتی پارسا کے واسطے	
	بخشِ عشق و معرفت کا مجھ کو یارب ملکِ مال	رحم کر مجھ پر تو اب چاہِ ضلالت سے نکال
	شاہِ بو یوسف شہ شاہ و گدا کے واسطے	
	مختم کر خواری کو لے محمد سے مجھے	مست اور بے خود بنا بولے محمد سے مجھے
	بو محمد محمد شاہِ ولا کے واسطے	
	کہ بدل کر دے مرے عصیاں تو وشنات سے	صدقے احمد کے یہ ہے امید تیری ذات سے
	احمد ابدال چشتی با سخا کے واسطے	
	کر میری شامِ نغزاں کو وصل سے روزِ بہار	حد سے گذارنِجِ فرقت اب تو لے پروردگار
	شیخ ابواسحاق شامی خوش ادا کے واسطے	
	اپنے درد و غم سے یارب دل کو تھے شاہِ کر	شادی و غم سے دو عالم کے مجھے آزاد کر
	خواجہ مشاد علوی بوالعلا کے واسطے	
	بخش وہ نورِ بعیرت جس سے تو لے نظر	بے مرے تو پاس ہر دم لیک میں اندھا ہوں پر
	بو بہیرہ شاہِ بصری پیشوا کے واسطے	
	چشمِ گریاں سینہ بریاں کر عطا یارب مجھے	عیش و عشرت سے دو عالم کی نہیں مطلب

	شیخ حذیفہ مرعشی شاہ صفا کے واسطے	
	نے طلب شاہی کی نے خواہش گدائی کی مجھے	بخش اپنے دزنک طاقت رسائی کی مجھے
	شیخ ابراہیم ادیم بادشاہ کے واسطے	
	راہزن میرے ہیں دو فراق باگز گراں	تو پہنچ فریاد کو میری کہیں اے مستعال
	شہ فیضیل ابن عیاض اہل دعا کے واسطے	
	کمرے دل سے تو اے ظہر دینی کا حرف دور	دل میں اور آنکھوں میں مجھ سے نہ سہر و جھرت کا نور
	خواجہ عبدالواحد بن زید شاہ کے واسطے	
	کر عنایت مجھ کو توفیق حسن اے ذوالمنن	تاکہ میں سب کام میرے تیری رحمت سے حسن
	شیخ حسن بصری امام اولیا کے واسطے	
	درد کردل سے حجاب جہنم حلق میرے رب	کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب
	ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے	
	کچھ نہیں مطلب دو عالم کے گل و گلزار سے	کرمشرف مجھ کو تو دیدار پر انوار سے
	سرور عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے	
	آپڑا در پر ترے میں ہر طرف سے ہو طول	کر تو ان ناموں کی برکت سے دعا میری قبول
	یا الہی اپنی ذات کبریا کے واسطے	
	ان بزرگوں کے نہیں یار عزیز ہر کار میں	کر شفاعت کا وسیلہ اپنے تو دربار میں
	مجھ ذلیل و خوار و مسکین و گدا کے واسطے	
	اس دینی نے کر دیا ہے دور وحدت سے مجھے	کر دینی کو دور کر پڑ نور وحدت سے مجھے
	تاہوں سب میرے عمل خالص رضا کے واسطے	
	کر دیا اس عقل نے بے عقل و دیوانہ مجھے	کر ذرا اس ہوش سے بیہوش مستانہ مجھے
	یا حق اپنے عاشقان با وفا کے واسطے	
	اکٹمنش ناامیدی کی ہوا ہوں میں تباہ	دیکھ مت میرے عمل کر لطف پر اپنے نگاہ

	یارب اپنے رحم و احسان و عطا کے واسطے	
	چرخِ عصیان سر پہ ہے زینِ قدمِ بحیرالم	چار سو ہے فوجِ غمِ کرجلدا ببحیر کرم
	کچھ رہائی کا سبب اس مبتلا کے واسطے	
	گرچہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہِ جہاں	پر ترے در کو تباہ چھوڑ کر جاؤں کہاں
	کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے	
	ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے	اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
	ہے عصائے آہِ مجھ بے دست و پا کے واسطے	
	نے فقیری چاہتا ہوں نے امیری کی طلب	نے عبادت نے زہد نے خواہش علم و ادب
	درِ ددل پر چاہئے مجھ کو خدا کے واسطے	
	عقل و ہوش و فکر اور نعماءِ دنیا بے شمار	کی عطا تو نے مجھے، پر اب تو اے پروردگار
	بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کے واسطے	
	گرچہ عالم میں الہی میں سعی بسیار کی	پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی
	جان و دل لایا و لے تجھ پر فدا کے واسطے	
	گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابلِ منظور ہے	پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دُور ہے
	کشتگانِ تنہی تسلیم و رضا کے واسطے	
	حد سے اتر ہو گیا ہے حال مجھ ناشاد کا	کرمی امداد اللہ وقت ہے امداد کا
	اپنے لطف و رحمت بے انتہا کے واسطے	

# نصائح متفرقہ

منقول است از امیرالمؤمنین یعقوب الدین امام المشارق والمغارب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کہ من دوازده کلمہ از تورات اختیار کرده ام و ہر روز سہ نوبت در آن تامل میکنم و آن این است  
کلمہ اول: - حق جل و علا می فرماید اے پسر آدم کہ البتہ نہ تری از بیخ شیطان حاکمی ما و ام کہ سلطانی  
من باقی است -

کلمہ دوم: - اے پسر آدم نہ تری از قوت و رزق مادام کہ خزانه من پر یابی و خزانه من ہرگز باقی است  
کلمہ سوم: - اے پسر آدم باید کہ در ہر چہ درمانی مرا بخوانی کہ البتہ بیانی کہ اجابت کنندہ ہمہ باد نیکو کار آنم  
کلمہ چہارم: - اے پسر آدم بدستی کہ من ترا دوست می دارم پس تو مرا باش و مرا دوست دار -  
کلمہ پنجم: - اے پسر آدم از کمرن امین مباش مادام کہ صراط نہ گذشتہ باشی -

کلمہ ششم: - اے پسر آدم ترا آفریدم از خاک و لطفہ علقہ و مضغہ و عاجز نہ شدم در آفریدن تو کمال  
قدرت پس چگونه عاجز شوم کہ دو گردہ نان بتورسانم چرا از غیر من می طلبی -

کلمہ ہفتم: - اے پسر آدم آفریدم ہمہ اشیا را برائے تو و ترا آفریدم از جهت عبادت خود و تو خود را خدا لے  
چیزے کردی کہ برائے تو آفریدہ ام و خود را از من دور می کنی جهت غیبر من -

کلمہ ہشتم: - اے پسر آدم ہمہ چیز و ہمہ کس مرا می خواہد از برائے نفس خود و من ترا می خواہم از جهت  
نفس تو و تو از من می گریزی -

کلمہ نهم: - اے پسر آدم تو خشم میگیری بر من جهت نفس خود و خشم نمی گیری بر نفس خود از جهت من -

کلمہ دهم: - اے فرزند آدم مراست بر تو فریضہ و تراست بر من روزی اکثر تو مخالفت کنی در فریضہ من  
و من مخالفت نہ کنم در دادن روزی تو تو -

کلمہ یازدهم: - اے پسر آدم تو طلب روزی فردا از من می کنی و من فریضہ فردا از تو می طلبم -

کلمہ دوازدهم: - اے پسر آدم اگر راضی بشوی بچینرے کہ من ترا قسمت کرده ام و راحت اقامتی

آسودہ شوی در ہمہ حال و دوست دارندہ شدی و اگر راضی نہ شوی بانچہ ترا  
کرده ام مسأط گردانم بر تو دنیا را تا ترا در بدر گرداند و چون سگ بر در ہا

خوار گردی و تو نیانی مگر انچہ مقدر کرده ترام

## جہاد اکبر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابھی تو ہے وحدہ لا شریک  
یہاں آب و گل میں چھنسیا یا ہمیں  
کری ہم پہ نازل یہ روشن کتاب  
رہے اپنی غفلت سے ہم بے تمیز  
ہے روشن اگرچہ ہدایت کا نور

ابھی ابھی آئی آگہ  
گناہوں سے ہے حال بد تر مرا  
ابھی مجھے ہے یہ شرمندگی  
کہ غافل رہا جو رہ وصل سے  
خرد وہ کہ خوش تھے کور کھے ملام  
بھلا اس سے زیادہ ہو کیا ظلم صاف  
ابھی مری عمر دشمن نے لی  
نہ افسوس کوئی کیا۔ نیک کام  
الہی میں جھٹکا بہت در بدر  
کروں جس سے جا التجا کون ہے  
ابھی نہ جانی تیری قدر آہ  
جوانی تو کیا زندگانی چلی  
ابھی ہے کیا تری رحمت کا جوش  
ابھی بہت اس سے خجالت میں ہوں  
بیال کیا کروں اپنی شرمندگی  
ابھی بہت ہی بُرا بندہ ہوں

بنایا ہے تو نے ہر اک شے کو ٹھیک  
ضعیفی سے ہم کو تو انا کیسا  
کیا اس میں امر و نہی کا خطاب  
رہی وہ ہی ہم پر کرم کی نظر  
ولے کیا ہو حاصل کہ ہیں ہم تو کور

مناجات بجناب قاضی الحاجات

عدم سے نوستی میں لایا ہمیں  
تھے نادان ہم تو نے دانا کیسا  
نہ کی نیک اور بد ہیں ہم نے تمیز  
وہ نور ہدایت رہا جلوہ گر  
عطا کر وہ بیانی ہم کو آلہ

ابھی میں عاجز ہوں بندہ ترا  
ہوئی مجھ سے گم آہ نیکی کی راہ  
میں شرمندہ ہوں اپنی اس عقل سے  
بجز یار آنکھوں میں سب خار ہو  
کیا عمر بھر میں ترے برخلاف  
نہ سمجھا کبھی نیک اور بد میں فرق  
ہوئی حرص زیادہ ہوا میں تمام  
ولے ساری تدبیر اٹھی پڑی  
کہاں جاؤں تیرے سوا کون ہے  
نہ ڈھونڈے تجھے پھر وہ ڈھونڈے کسے  
ہے افسوس عمر جوانی چلی  
ابھی میں لائق ہوں اس کے مفر  
ابھی میں پر حن غفلت میں ہوں  
میں کرتا ہوں جو فعل ناظر ہے تو  
ابھی گنہگار و شرمندہ ہوں  
ہو واحد سے زیادہ میں اب تو خراب

میں ہوں اپنے اعمال بد سے تباہ  
ابھی سراپا ہوا میں گناہ  
کہ بن آئی مجھ سے نہ کچھ بندگی  
خرد وہ کہ جو بندہ یار ہو  
رہے حکم میں تیرے وہ صبح و شام  
رہا میں سدا بجز غفلت میں غرق  
رہی شہوت اور حرص باقی وہی  
آہی نے کی گرچہ کوشش پڑی  
ترے در پہ آخر پڑا آن کر  
ابھی نہ تیرے سوا کون ہے  
کری عمر لہو و لعب میں تباہ  
کرے میرے تو ٹکڑے ٹکڑے اگر  
کہ دیکھئے گناہ اور ہو پردہ پوش  
ابھی ہر اک آن حاضر ہے تو  
کہ دیکھے ہے تو یہ مری زندگی  
ابھی خیر لے مری تو شتاب

ابھی ہوا ہوں سرا پانخطا  
ترے در پہ آتر سرا گلندہ ہوں  
نہ چھ ساکنہ گار شرمندہ ہو  
وہیں رزق دیتا ہے شام و لپگاہ  
ابھی عجب تیری رحمت ہے آہ  
کروں میں گنہ شاد کرتا ہے تو  
ابھی ہے نیرے کرم سے امید  
ابھی تری ہے نظر عفو پر  
ترے عفو کے آگے میرے گناہ  
تو ہوں سنگ بڑے بھی رشک فخر  
گناہ میرے اور تیری بخشش بھلا  
کہاں تیرہ خاک اور کہاں آسمان  
مرا عند سہوا ابھی قبول  
ابھی ترے در پہ رکھا ہے سر  
کرے میں گنہ جہل اور سہو سے  
بدی کے عوض چھ کو نیکی ملے  
نہ رسوا کیا ہے جو تو نے یہاں  
ہے کیا چیز آگے ترے میرے رب  
کہاں جاوے اب بندہ تیرا بتا  
ابھی کروں عرض پھر کسی سے جا  
تیرے بندے ہیں مجھ سے بے انتہا  
تو بس ہو چکا میں ابھی تباہ  
کیا میں جو لائق مرے کار تھے  
کرم عفو بخشش ترا کام ہے  
ابھی بحق محمد رسول

نہ بخشے تو گر ہو میرا حال کیا  
ہوں اس بندہ کہنے سے شرمندہ سخت  
خدا پاک کا پاک ہی بندہ ہو  
کرے میں گناہ آہ بے خوف و ڈر  
عجب علم ہے تیرا اے بادشاہ  
کرم تیرا گرد شنیگری کرے  
سیاہی کو میری کرے تو سفید  
خس و خار سے تیرہ ہو بجر کب  
شب تار جوں پیش خورشید و ماہ  
کیا میں گناہ گر بڑے سے بڑا  
برابر کہاں ہو سکے اے خدا  
کہاں ظلمت شب کہاں آفتاب  
مجھے خوار در سوانہ کرا اور ملول  
نہ سر کو جھکاؤں کہاں جا کے میں  
اور اس حرص نفسانی و لہو سے  
گنہ میرے جانے ہے تو علم سے  
ابھی تو رکھو مری شرم داں  
بڈارے مجھے یا بلاوے مجھے  
کسے ڈھونڈے جو بندہ تیرا بتا  
ابھی بڑا یا بھلا ہوں تیرا  
مرا ہے تبا کون تیرے سوا  
بڈارے مجھے اپنے در سے تو گر  
تو وہ کر جو تجھ کو سزاوار ہے  
بدی جہل و غفلت مرا کار ہے  
دعا ہووے امداد کی اب قبول

ہوں گرنیک یا بد تیرا بندہ ہوں  
شہ نیک کا بندہ ہو نیک بخت  
ابھی تو دیکھے ہے میرے گناہ  
رہی وہ ہی رحمت کی تجھ پر نظر  
میں غافل مجھے یاد کرنا ہے تو  
تو پھر کیوں نہ بندہ امیری کرے  
گناہوں پہ بندوں کے کب ہے نظر  
ہو چشم فلک گرد سے خیرہ کب  
تو وہ خور ہے تیری پڑے گر نظر  
وے تیری بخشش کے آگے ہے کیا  
ابھی کہاں جرم بخشش کہاں  
کہاں ہے سیاہی کہاں ماہتاب  
بہت پھر پھر کے میں اب آن کر  
سوا تیری درگاہ والا کے میں  
وے تیری رحمت سے امید ہے  
کرے پردہ پوشی سدا حلم سے  
ابھی ہمارا بد و نیک اب  
ابھی نہ چھوڑوں گا در کو تیرے  
نہ تو نے سنی گرمی التجا  
سوا تیرے ہے کون تبلا مرا  
نہ کی تو نے گرا ب کرم کی نگاہ  
ابھی تبا پھر میں جاؤں کدھر  
گنہ جرم و عصیاں مرا کام ہے  
تجھے عفو بخشش سزاوار ہے  
ابھی یہ عاجز ہے تیرا غلام

ابھی تو کر رحم اس پر مدام  
تو فتاح و غفار و رزاق ہے  
ابھی یہ بندہ ہے تیرا ذلیل  
ابھی تو ہے شاہ اور یہ گدا  
تو ہے داگر اور یہ مظلوم ہے  
ابھی یہ طالب تو مطلوب ہے  
بجی محمدؐ شہ دوسرا

ابھی غنی تو ہے اور یہ فقیر  
یہ بدکار و فجار و فساق ہے  
ابھی تو رازق یہ مرزوق ہے  
ابھی تو مولیٰ یہ بندہ ترا  
ابھی یہ عبد اور تو معبود ہے  
ابھی محب یہ تو محبوب ہے  
ابھی دعا ہوا یہ اس کی قبول

### نعت شریف

محمدؐ کا ہو وصف کس سے ادا  
نہ پیدا اگر ہوتا احمدؐ کا نور  
محمدؐ وسیلہ ہے دارین کا  
پڑے کفر اور شرک میں ہم بھی سب  
محمدؐ نے دی ہم کو ان سے نجات  
بتاتے ہمیں ایسے وہ داؤ گھات  
کہ تا وصل سے حق کے ہو بہرہ ور  
محمدؐ کی الفت سے اور چاہ سے  
ابو بکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ علیؓ رضی  
ہر اک ہے ہدایت کا بدر کمال

محمدؐ ہے ممدوح ذات خدا  
اسی کا طفیل ہے یہاں جون ہے  
محمدؐ خلاصہ ہے کونین کا  
محمدؐ کی طاعت سے جا دلکا مرض  
گرفتار تھے نفس و شیطان کی ساتھ  
کہ تا ہم بچیں نفس و شیطان سے  
محمدؐ کی طاعت کر آٹھوں پہر  
محمدؐ محمدؐ کہہ ہر آن میں  
محمدؐ کے ہیں خاص حق کے ولی

ابھی قوی تو ہے اور یہ حقیر  
ابھی تری ذات رہے بس جلیل  
ابھی یہ عاشق تو معشوق ہے  
ابھی تو راحم یہ مرحوم ہے  
ابھی تو ہی اس کا مقصود ہے  
ابھی تو کر اس کی حاجت روا  
بجی صحاب اور آل رسولؐ

محمدؐ سا مخلوق میں کون ہے  
نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور  
محمدؐ کی طاعت جہاں پر ہے فرض  
محمدؐ سے ہم کو ملی راہ رب  
خردی رہ دین و ایمان سے  
کیا ہم نے جس سے عدوؤں کو مات  
محبت محمدؐ کی رکھ جان میں  
لے گا تو امداد اللہ سے  
محمدؐ کے اصحاب ازواج و آل

افسوس اور ندامت کرنا اس پر کہ عمر غفلت میں چلی جاتی ہے اور تائبیہ کرنا نفس سرکش اپنے کو  
سرکش حکم اللہ تعالیٰ کی سے اور رجوع کرنا اس کو فرمان برداری معبود حقیقی اپنے  
کی اور جواب در جواب اس کے

سند و ستون گوش دل سے ذرا  
رہے جنگ ہے نفس اور روح کا  
کہ اندر وجود آدمی کے سدا  
رہو تم خبر دار دونوں کے اب  
نہیں تو پڑے تم پر آخر غضب



علاج اُس کا خوب ہی بتاتا ہوں میں  
 رہو گے بچے نفس و شیطان سے  
 مجھے آگیا جو خیال ایک رات  
 سدا کو س رحلت بجاتی ہے عمر  
 نہ سو یا شب اس فکر میں ایک دم  
 شش و پنج کرتا رہتا مسد  
 کہا نفس کو آخرش میں نے رات  
 کہ آیا تھا یاں کس لئے اے یسین  
 بتا تجھ سے کیا حق کو منظور تھا  
 بتا اس میں یاں آکے کیا کیا کیا  
 تجھے آہ اپنی خبر کچھ نہیں  
 کہا اُس نے وہ تھا خزانہ چھپا  
 محبت کا جامہ پہنایا مجھے  
 کہا میں کہ اے نفس بد زشت خو  
 تری بات ہرگز نہ رکھے فروغ  
 جو ایمان و اُلفت میں صادق ہے تو  
 نہیں تجھ کو اُس کی محبت نصیب  
 کروں میں گناہ پھیر تو بہ کروں  
 دعا کی ہو تو بہ سے کیا فائدہ  
 تو اس جہل اور مکر ہی سے نکل  
 میں ناچار ہوں حق کی تقدیر سے  
 کہا میں وہ ہے حجت بے فروغ  
 کہ ہے عیب اور نقص تجھ میں چھپا  
 مت اس پر تو اتنا اب اصرار کر  
 تو وہ جہل سے بھاگے بے گفتگو

تمہیں راہ سیدھی دکھاتا ہوں میں  
 بیاں حال اب اپنا کرتا ہوں میں  
 لگا سوچنے اپنے دل میں یہ بات  
 مجھے فکر کل کا ہوا آج یوں  
 رہا رات بھر اس میں چشمِ نم  
**تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفسِ مردود کو**  
 کہ کیا ہو گیا تجھ کو اے بد صفات  
 کیوں آیا ہے یاں کیوں تو پیدا ہوا  
 یہاں آکے کیا کام تو نے کیا  
 کیا حق نے پیدا تجھے جس لئے  
 مرے کہنے کا بھی اثر کچھ نہیں  
 یہی آدم آئینہ اُس کا ہوا  
 میں ایمان اُس پر رکھوں ہوں ملہ  
 ہے دشمنِ حقیقی مرے دل کا تو  
 محبت کہہ جو جس سے دل خادماں  
 تو پھر کیوں گناہوں پہ عاشق ہے نو  
 کہا اس نے ہے وہ رحیم و غفور  
 وہیں پہ میں مقبول ہو گا ہوں  
 گناہوں کی ہے دل میں اُلفت بھری  
 طریقِ شریعت پہ چل اے دغل  
 کہا حق نے مجھ کو ظوماً جہول  
 مرے سامنے لاتا ہے اے دروغ  
 کیا تجھ کو آگاہ اس واسطے  
 نہ مغرور ہو کام کا کار کر  
 نہ تجھ سا کہے یہ کہ جاہل ہوں میں

کرو گے کراس پر عمل جان سے  
 کہ جس فکر میں روزِ رہتا ہوں میں  
 کہ افسوسِ غفلت میں جاتی ہے عمر  
 کہ کی دولتِ عمر برباد کیوں  
 اسی میں گئی رات ساری گذر  
**تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا نفسِ مردود کو**  
 خبر حال کی تجھ کو اپنے نہیں  
 کہ صحرائے بے کس پہ شدید ہوا  
 تجھے جس لئے حق نے پیدا کیا  
 نہیں کرتا وہ کام تو کس لئے  
**جواب دینا نفس کا**  
 یہاں مظہر اپنا بنایا مجھے  
 ہے توحید سے اس کی دل شکام  
 بناتا ہے کیوں تو یہ باتیں دروغ  
 کہاں ہے وہ تجھ میں مجھ دے نشان  
 کرے ہے کب عاشقِ خلافِ حبیب  
 گنہ میرے سب بخش دے گا ضرور  
 کہا میں فریب اب تجھے دے ہے کیا  
 فریبِ حق کو دیتا ہے تو اے شقی  
 کہا تنگ مت کر تو اتنا مجھے  
 نصیحت سے تیری ہوا ب کیا حصول  
 ظلوماً جہول حق نے تجھ کو کہا  
 کہ تا تو گناہوں سے بچتا رہے  
 کسی کو اگر کہیے جاہل ہے تو  
 پڑھوں کس طرح علم کاہل ہوں میں

گدھے کے جو چابک لگے خوب چست اشارہ سے چلتا ہے وہ مثل باد جو اس باب سے اُس کو دیکھا خوش کہ شاید یہ آدے کہیں راہ پر وہ بولا جو ہے حکم تقدیر کا نصیبوں میں ہر اک کے دوزخ بہشت نہیں مٹتا جو کچھ قلم لکھ چکا جو تقدیر بد ہو تو کیا ہوئے سود نہ سمجھا تو کچھ بھی اب اے حلیہ گر مقدر کا ہووے عمل ہی نشان دیا جس کو شہوت کے اندر پھنسا عمل بد میں جو ہو گیا مبتلا کہا حق نے کب تجھ سے اے بے شعور رضا کی نشانی ہے اچھے عمل ہے تق تیری عقل اور فہمید پر جو تقدیر بد تھے سو کافر مرے اگر عمر ساری عبادت کرے اسی کفر سے عقل ہے میری ضبط ہو ا عمر میں اُن سے جو اک تصور کیا اک گنہ سے انھیں یوں تباہ ہزاروں نبی اور ولی بے حساب ہوئے حق کے مقبول اور کالمیں نہ ان سب کے کی فائدوں پر نظر لگا کرنے بے خوف اعمال بد ہزاروں کرے جرم شام و سحر

نو وہ اور چلنے میں ہوتا ہے سست یہ سن کر وہ شرمندہ ایسا ہوا میں جانا کہ کچھ اس کو آیا ہے خوش کہا میں ہوئی تجھ پہ حجت درست ہے کب اُس میں دخل عقل و تدبیر کا لکھا جو گیا حق کی تقدیر سے تو چاہے سو کر اب برا یا جیلا کہا میں کہ اے نفس بد بے حیا اٹھایا ہے پھر تو نے عقلت سے سر عمل نیک پر جس کو قائم رکھا خدا کا غضب اُس پہ نازل ہوا نہ جانے تو گر حق کی تقدیر کو کہ دوزخ میں رکھوں گا تجھ کو ضرور کہا تھا خدا نے جو کچھ تجھ کو یار خیال عبث پر جو باندھے کمر کرا بلیس و بلعم کے اوپر قباس جو آوے قضا بد شقاوت کرے کہا میں اسی سے تو رکھتا ہے ڈر کیا حق نے درگاہ سے اُن کو دور سمجھ لے یہ ہے بے نیازی کی نشان عبادت سے حق کی ہوئے کامیاب بہت عابد و زاہد و متقی گیا تو دو عابد کے نقصان پر کرے تو گناہ اور چاہے نجات سمجھتا ہے پھر آپ کو راہ پر

اور ہووے اگر اسپ نیک نہ ہا د گویا اُس کے تن سے ہوئی جاں ہوا اب ایک اور چابک لگا جلد تر تو طاعت میں اب کیوں نہیں ہوتا چست کری حق نے تجھ کچھ سے پہلے نوشت مٹا کب سکے کوئی تدبیر سے کرے گر چہ شیطان کی جو تو سجد یہ مکرو فریب اور لایا نیا عمل بھی تو تقدیر سے سب ہیں جاں سمجھ لے کہ حق اُس سے راضی ہوا ہوا اور رحمت سے وہ بر ملا رضا کا نشان ڈھونڈ کر نہ ہو کہا ہے ولے حق نے یہ بے دخل ہوا اُس سے گمراہ تو زینہا ر کہا سیکڑوں نے عمل خوش کرے اسی سے مرے دل میں ہیں سو ہر اس مرے کفر میں اور عمل ہووے ضبط کہ کی تو نے دو عابدوں پر نظر نہ کی کچھ عبادت پہ اُن کی نگاہ کرے ایسے بندوں کو جو بے نشان کر ڈن مسلمان طاعت کریں ہوئے نیک اعمال سے جنتی پکڑ کے دو ملعون کی تو سند عجب ہے حق تیرا اے بد صفات اگر اس کی ہے بے نیازی کی نشان

نہیں تجھ کو کس لئے خوفِ جان  
خفا ہو کہ بولا وہ غفار ہے  
وہ بیشک ہے ربّ الرؤف الرحیم  
گناہوں سے اپنے نہیں مجھ کو ڈر  
کہ حیلہ یہاں کام آتا نہیں  
کرے بخشش اور قہر بھی بے گماں  
اور ہو جائے تجھ سے خطا گاہ گاہ  
ہے تو اک طرف اپنے آرام کو  
گناہوں پہ کرتا ہے اصرار تو  
جو ایسا ہو گمراہ و سرکش کہیں  
خدا کے لئے مت پڑا ندر خلل  
یقین جان اُس وقت وہ ہے کریم  
تو کب اور کبیتی کا چھوڑیں گے رنج  
کہا اُس نے مجھ پر نہ کر تو جفا  
ہوں غفور کرم اس کا پہچان تا  
گنہ میرے بخشش سے زیادہ نہیں  
وہ مجھ سے بھی بدتر کے بختے گناہ  
بلاشک وہ ایسا ہی غفار ہے  
برابر نہ ہو سکتی ہے بے گماں  
جو ہو ایسا سن رحم الراحمین  
نکو دست عافی ہے اور نیک ذات  
جو ہو ذات ایسی غفور اور حلیم

ترے آگے درندہ ہو شیر گر  
غفور اور حلیم اور نکو کار ہے  
گنہ میرے ہوں گرچہ بے انتہا  
وہ غفار ہے بخش دے گا مگر  
ہے اللہ بیشک غفور اور حلیم  
جمال اور جلال اس کی ہیں دونوں شان  
تو بخشے تجھے وہ کہ غفار ہے  
انہ سمجھاو لے اس کے انجام کو  
کرے ہے گناہ آہ بن خوف و ڈر  
خدا کی وہ بخشش کے قابل نہیں  
کراچھے عمل یار شام و پگاہ  
کہ یہ اُس کی عادت ہے جاری قدیم  
بھلا جہل ہو اس سے زیادہ کسے  
تری خود ہے اس میں سر اسر خطا  
گنہ میرے گرچہ ہیں کوہ گراں  
وہ اللہ ہے اکرم الاکرم میں  
کہا میں کہ یہ تو کہا تو نے سچ  
کریم اور رحیم اور ستار ہے  
ولے حیف ہے ایسے غفار کو  
وہ آرزو کرنے کے قابل نہیں  
وفادار سمجھے کرے پھر گناہ  
وہ لائق عبادت کے ہے اے لیئیم  
وہ گردن زنی کے ہے لائق سنو

نہ بھاگے تو دے جان اسکو منقر  
ہے قرآن میں ہر جا غفور اور حلیم  
پراس سے ہے سو در جبر رحمت سوا  
کہا میں تو نازاں نہوا لے لعین  
ولیکن ہے قہار بھی اے لیئیم  
کرے سہو غفلت سے گرتو گناہ  
نہ بخشے اگر چاہے قہار ہے  
کرے جہل و طغیاں سے یہ کار تو  
نہیں غمزو زاری کا تجھ میں اثر  
ذرا کر کے تو بہ کراچھے عمل  
اگر ہو گیا تجھ سے کوئی گناہ  
ملا ایک کو گر خزانہ میں گنج  
بس اب چھوڑ حیلہ رہ راست لے  
میں نیک عادت اس کی گوہوں جانتا  
ولے اُس کی بخشش ہے جوں آسماں  
مجھے کس لئے تنگ کرتا ہے آہ  
ولے ایسے باطل ارادہ سے بچ  
گنہ تیرے اور اُس کی بخشش میاں  
کیا تو نے آرزو اے زشت خو  
جو جانے ہے توحق ہے نیکو صنات  
خطا پر خطا یہ تو کرتا ہے آہ  
کرے ذات ایسی کو آرزو جو

نفس سے عاجز اور تنگ ہو کر جانا اپنا طرف سلطان روح کے اور مدد چاہنی اس سے

<p>کری عرض جا کر کہ لے نیک بخت پہنچ بہر حق میری فریاد کو کہا یہ کیمنہ کہاں میں کہاں کہ لیوے یہ باغی ترے ملک کو کرے ہفت اقلیم تن میں مرے رعیت کو کرے گادم میں تباہ ترے سب امیروں کو بہکا کے وہ دکھا دے بہت سی وہ ذلت تجھے تو ملک بدن کا ہے حاکم اگر کرو ایسی تدبیر اے شاہ دیں میری عجز وزاری کو سُن کر بہوش کہا میں مٹانا ہوں میں اُسکا راگ یہ سنتے ہی آیا وزیر عقل کا وزیر خرد بھی ہوا چشم تر کہ ہوتا کے اقبال سے دم میں گم کہ ہوں مستعد جنگ کو مثل موج جو ہو جائے عاجز تو پھریوں کریں</p>	<p>گیا آخرش میں طرف روح کی خلیفہ ہے اس ملک میں حق کا تو پکڑ جلد اور مار گردن اسے کہا میں کہ کیا چاہتا ہے یہ تو زمین بدن میں پڑے شرو شور اگر تخت دل پر گیا بیٹھ آہ کرے قتل یا رکھے اُن کو اسیر رہے کب یہ پھر شان و شوکت تجھے یہ کیوں بادشاہی کا رتبہ دیا وزیر خرد کو بلا کر کہیں رہے ملک تن پھر ہمیشہ کو شاد بن میں لگی اُس کے غیرت کی آگ کہ تدبیر اس کی بتا دے وزیر مرا حال سن اور افسوس مگر کہ یہ فتنہ اتنا نہیں کچھ بڑا یہ ہو حکم آویں امیران فوج غور اس لعین کا وہیں جانے ٹوٹ رکھیں شرع کی بند زنجیریں</p>	<p>جو دیکھا کہ ہے اُس کی حجت قوی تجھے ملک تن کا ملاتاج و تخت کیا تنگ ہے اس شقی نے مجھے مقابل ہوں اُس کے مری کیا ہے شان رعیت سے محصول لیوے بزور تصرف تسلط بہت ظلم سے یکایک وہ لے توڑ تیرے امیر کرے ملک تن میں عمل آ کے وہ تجھے حق نے کیوں ہے خلیفہ کیا ذرا مجھ سے مظلوم پر کر نظر کہ ہو دوحس سے یہ فتنہ فساد شہ روح کو آگیا ودن ہی جوش کیا حکم تا جلد آوے وزیر سب آداب شایانہ لایا بجا یہ سلطان روح سے کہا اُس نے جفا رکھو اپنی خاطر کو اب جمع تم کریں قتل لیں اس کا اسباب لوٹ</p>
--	---	---

خبر کرنی جاسوس و سواس کی کہ طرف سے ملک تن میں رہنا ہے نفس کو

<p>اسی چھپ کے جو یہ حکایت تمام شہ ملک دل و منہ پر فتوح کوئی دم میں لیوے گا تجھ کو پکڑ اسی فکر میں جان کو کھو دیا</p>	<p>کہ تھا نفس سے ملک تن میں دم کہا کیا تو سووے کہ سلطان روح تمام اپنے لشکر کو آراستے یہ سُن کر خبر نفس نے رو دیا</p>	<p>تھے اس میں کہ جاسوس و سواس نام کری نفس سے جا شکایت تمام کرے تری ہے قتل کے واسطے شریعت کی زنجیر میں لے جا پکڑ</p>
--	--	---

<p>ولیکن بمقدور کوشش کروں عدووں سے اپنے جھکڑنے کا فکر جو اپنی شجاعت دکھاؤں اُسے میں روزِ ازل سے ہوں قابض یہاں غنیمت نہیں جانتا ہے وہ کیوں تماشا اسے دم ہیں دکھلاؤں میں کیا ہے اگر اس نے سامانِ جنگ پڑا میرے اوپر یہ اب سحتِ کام جو شیطان سنگھ ہے قدیمیِ ذریعہ کہ جس بات میں ہو ہماری فلاح کہا لطف سے تیرے اے نامدار کہ جس سے تو الیگارل ازگار ہے ترے پاس لا کر کے اے ارجمند کرے کام سلطانِ روح کا نام میں بھجوں اُسے تا تباہی کرے روانہ کیا ملک کو روح کے رہ چشم سے آگیا ناگہاں</p>	<p>کہ تا ہاتھ سے اس کے جینا رہوں کروں میں بھی اب اس سے ٹٹھکا فکر جسے دیکھ فوج اس کی ہو جائے ٹٹھا بھلا ملک تن چھوڑ جاؤں کہاں فساد اور فتنہ مرا کار و بار جو اس وقت اپنے پر آجاؤں میں کروں ملک کو اس کے زیرِ وزیر یہ کہہ کر لگا سوچنے پھر رہ خام ہتھیں لٹا نا اس سے کچھ آسان ہے بلا کر کے اُس سے کرو وہ صلاح بجلا یا آدابِ شایانہ سب یہ اتنانہ کچھ کارِ دشوار ہے پکڑ اس کو لاؤں میں ہر حال سے امیر ہے تری فوج میں حرصِ نام خزانی کو اُس کے وہ وانی ہے بس شہِ نفس نے دیکھے خلعت اسے کیا ہر طرف راہ کو اُس کے بند لے ساتھ غصّہ کی فوج گراں</p>	<p>کہا باٹے تدبیر اب کیا کروں کہ تا اُس کے صدمہ سے بچنا رہوں کروں اس طرح میں بھی سامانِ جنگ عدم کا میں رسنہ بناؤں اُسے سنو رہزنی کا ہے میرا شعار کہ میں چھوڑ رکھتا ہے اس کو جو یوں چاؤں فسادِ ایسا اور شر و شر تو یاں بھی نہیں جنگ سے کچھ رنگ کہ سلطانِ روح کی بڑی شان ہے کہ ہر کام میں ہے ہمارا مشیر یہ سفتے ہی ابلیس آیا ادب ہماری ہو مشکل سب آسان کا ہو آسان سب تیرے اقبال سے کروں حرص کی قید میں اس کو بند وہی سختی ملک کافی ہے بس سپیدی کو اُس کی سیاہی کرے جو تھے ملک تن کے نگہبان چند</p>
---	--	--

خیر ہونی وزیرِ عقل کو اس معرکہ سے اور بھیجنا امیرِ قناعت کو مقابلہِ حرصِ سنگھ کے

اور حلم کو غصّہ کے اور فتح ہونی اُن کی

<p>امیروں کے لشکر کو لے کر تمام کہ آئے ہیں لڑنے کو یہ ہم سے اب کہا عقل نے اے شہِ نامدار</p>	<p>ہو افکار اُس کے اُس کو خیال کہاں حالِ حرص اور غصّہ کا سب کہ جو قتل اُن مفسدوں کو کریں</p>	<p>وزیرِ خرد نے سنا یہ جو حال گیارہ روح کے پاس با احترام کہا شہ نے لشکر سے وہ چھانٹ لیں</p>
---	--	---

مقابلہ میں ان کے پے ہار ترار اگر فوج غصہ کی ہے اس کے سنگ کہ ہوں جس سے یہ دونوں مفسر تباہ	امیر فزاعت کو تو بھیج دو کرے لشکر حالم جا اس کو تنگ جو سونے لگی دونوں بانہ سے جنگ	کرے حرص کو دم میں ناپسیدہ جو کر و مستعد ایسی جنگی سپاہ ہو احرص و غصہ پہ میدان تنگ
امیر فزاعت سے اور حالم سے + غضب حرص مغلوب دونوں ہونے		

### آنا شہوت سنگھ کا مقابلہ وزیر عقل کے مع فوج فسق و فجور کے

وہ شیطان جو نفس کا تھا وزیر کہ ان دو سے ہو گانہ یہ فتنہ رد پے تجویز شہوت کی جاوے سپاہ	تب دیکھ لشکر کو ہو کر حقیر وہ اب چاہئے بھئی فوج سخت کرے عقل کے ملک کو جاتباہ	کہا نفس سے ان کی ہووے درد کہ جو ہے شہ روح سے تلخ و تخت جمع کر کے سب فوج فسق و فجور
کر اس کے ہمراہ تم بے قصور کوئے عقل کو جا کے زیر زبر تو ہو روح کا ملک سارا تباہ	لگا بے حیائی ہتھیار سب ہمارا وہ ہے دشمن سخت تر کہا لاڈ دیکر کے خلعت اسے	چلے شہوت سنگھ مہر حرب جو ہو عقل شہوت سے مغلوب آہ روانہ کریں جنگ کو روح کے

### بھیننا وزیر عقل کا امیر تقویٰ کو مع افواج شرم و حیا و صلاحیت کے مقابلہ شہوت

### سنگھ کے اور فتح ہونا امیر تقویٰ کی

وزیر ہند در شہ روح کو کہ تقویٰ ہے جس کا لقب بھیج دو سپر تیغ شرم و ثقاہت کی لے	خبر پہونچی اس حال کی یا جو ہو فوج صلاحیت اس کی درد خبر جا کے ال شقاوت کی لے	کہا خاص اس بختی ملک کو کہ ہو فوج فسق و فجور اس سے رد حیا جنگ اس کا جو ہے اک و کیل
کو اس کے ہمراہ اسے بے دلیل عرض آ کے میدان میں قائم ہوئے نہ نہیں آسمان رہ گئے دیکھ دنگ	شہ روح کا حکم پھر ان کو ہو لڑائی کو آپس میں برہم ہونے کبھی یہ تھے غالب و غالب تھو گاہ	کریں لشکر نفس کو قتل جو لگی ہونے آپس میں جس وقت جنگ لگا ہونے یوں ملک تن کا تباہ

پھر آخر ہوئی غالب عقل بصیر کیلا کے شہوت کو اپنا اسیر

## غصہ کرتا نفس کا شیطان وزیر پر اور آپ سوار ہوتا نفس کا واسطے لڑائی شیطان روح کے سب لشکر لیکر

<p>بلایا وزیر تنبہ کار کو کیا تو نے لشکرِ اخوار و زار کراہ ایسی ندیر تو اسے وزیر پھران میں سے لے چھانٹ اہل حرب وزیرِ خرد اور شہ روح کو بٹھاؤں برابر اسے تخت پر اگر ہوشِ نفس بھی خود سوار کروں پانی میں اس دلِ سنگ کو بیسن کر شہِ نفس خوش ہو کے یار رعونت کا خود اور شرارت کی ڈھال وہ مستی کے گھوڑے پر ہو کر سوار</p>	<p>دیں جان پر اس کے آنت پڑی کہا تجھ پر لعنت ہو اے مسست کار ہوئی فوجِ شہوت کی ساری تباہ بلایا پہلو انوں کو لشکر کے اب شہ روح سے وہ کریں جا کے جنگ میں دے کر بہت خلعت و مال و زر کروں گانہ ہرگز تصور اب کے میں تو بچہ دیکھنا اس صفِ جنگ کو کروں قتل یا قید دیکھو تو میں لی گردن میں تو غفلت کی ڈال ہوئی فوجِ فسق و فجور اس کے ساتھ چلا مستعد ہو پٹے کا رزار</p>	<p>ستی نفس نے یہ خبر جس گھڑی سیہ کا شیطان مکار کو کری تو نے سستی جو اے روسیہ شہ روح کو جس سے کر لیں اسیر جو ان میں سے ہوں سخت تر بیدنگ پکڑ کر کے لاوے مرے پاس جو عزازیل بولا کہ اس جنگ میں میں ہوں اور ہوں شکر بے شمار ہے کیا روح کیا عقل دونوں کو میں ہو جنگ کے واسطے خود سوار لیا تیزہ گسری اپنے ہاتھ</p>
--	---	---

## آگاہ ہونا سلطان روح کا اس معاملہ سے اور بھیجنا وزیر عقل کو مع لشکر دین اور تقویٰ کے اور برابر رہنا دونوں لشکروں کا

<p>اور ہے لشکر بیکراں اس کے سنگ کہا کھول دے سب خزانوں کے در ہے تکلیف میں نفس سے ملک تن جہنم میں داخل کر دے سر بسر جمع کر کے سب فوج و لشکر تمام کہ تاملک تن سے ہو یہ فتنہ دور کہ یہ کام لائق نہیں شہاء کے</p>	<p>کہ آیا ہے لڑنے کو نفس دنی وزیرِ خرد کو بلا جلد تر زمینِ جسد سے اکھاڑے فساد کسی طرح ان دو کے کٹوا کے سر کو ترک جو کچھ تمہیں کار ہو مجھے بھی ہے اب کوچ کرنا خرد کیا عرض یہاں ہے شدہ والا قدر</p>	<p>جو سلطان روح نے خبر یہ سنی لے خنجر و تیغ و تیرو تفنگ نکل آوے سب لشکر دین و داد وزیر اس کا شیطان ہے راہزن کمر باندھ لڑنے کو تیار ہو لڑائی کا تم بھی کروا ہتمام وزیرِ خرد نے زمین چوم کر</p>
--	---	---

<p>میں لیتا ہوں ان کی خبر اس زمان میں ہوں آپ کا ایک ارنی غلام ریا اس کو پیر خلعت آفریں سبز نیک بختی کی لاس کو دی دیا حکم اس کو پے ہار گزار وزیر خسرو جنگ کو جب چلا خلل آیا شیطان کے اوسا میں ہوئی سرد جانب صف آرا سنہ کئے آکے میدان میں قائم نشان زین بدن گرو لشکر سے آہ ہوا پانی پانی دل کوہ دستک لگی ہونے جس وقت آپس میں جنگ ادھر ظلمت نفس باشور دشنر کبھی کار نیک و کبھی کار بد نکالے تھی دل سے وہ رطافض گیس اسی جنگ میں سب جوانی گئی ہوا نفس کا مفسدہ جا بجا</p>	<p>رہو اک میں تن کے تم کامراں عدو کے مقابل ہوں کیوں باز شاہ پیش کر ہوا خوشی بہت شاہ دیں ریاضت کا خود اس کے سر پر چرا غرض زہر کے اسپ پر کرسوار چلا دصوم سے لشکر دیں پناہ نکل کر کے جب آیا میدان میں ہوئے ابر کے جوڑا لشکر بہم امیروں نے لشکر کے باعوب نشانہ پڑا شور اندر زین و زماں ہوئے جب مقابل دلیران جنگ ہوا خون کوہ وزین کا جگر تھی اس طرف خورشید روح جاوگر جون جستی درونی برابر ہوئے کبھی فوج زنگی نفس لعیں زین بدن ہوتا باغ و سار اس عرصہ میں یہ جنگ قائم رہا</p>	<p>جو ایسے کینوں سے جا کر لڑے جو ہوا یک بندہ سے دشمن پناہ کردن دم میں سب دشمنوں کو تمام کئے ہوشیاری کے خیر عطا دیا ہاتھ میں نیسزہ راستی کری ساتھ تقوی و دیں کی سپاہ پڑا نفس کی فوج میں زلزلہ جو خورشید خار نے کی تیغ الم کھڑی مستعد جنگ کے راستہ مقابل دو لشکر ہوئے جس زمان ہوئی ایسی تیرہ خدا کی پناہ لگی چلنے جو تیغ و تیر و تبر زین ہوگی خون سے سرخ رنگ سپید و یہ جمع آکر ہوئے کبھی زہر تقوی و گاہے حسد کبھی رومی روح سے باد قار بدادر نیک میں زندگانی گئی</p>
<p>طلب کرنا سلطان روح کا دیوان کل کو کہ وہ پیر روشن ضمیر ہے، اور مثال کرنا اس کا صلاح جنگ و خیر میں</p>		
<p>کہا اور تندریر اب کیجئے گیا پھیل فتنہ فساد ہر جگہ ولے فتنہ تن سے نہ بیرون ہوا سے جس کا لقب پیر روشن ضمیر</p>	<p>کہ صورت تباہی کی ہے پیش اب ہوا ہے ترقی پے نفس شہ کیا تو نے ہر چند جنگ و دغا شریک اب تو ہوا ہے دیر کبیر</p>	<p>شہ روح نے حال دیکھا یہ جب عدو کو کسی طرح زک دیکھے وزیر خسرو کو کہا پھر بلا ند دل نفس ملعون کا خون ہوا</p>



مرد سے مٹے اُس کی یہ شور و غل رکھو اس کو شمالِ طرائی میں تم کوڑی فدا اپنا اس کام پر مٹا کر کے کفر اور بدعات کو کہ ہونفس کا کارزیر و زبر مرے پاس لاؤ اُسے تم پکڑ میں درڑاؤ جن طرف چاہوں مدام	مرے ملک کا ہے وہ دیوانِ کل کہے وہ جو اُس پر عمل کیجئے رہو دل سے حضرتِ اسلام پر کہ روشن ہو جس سے بدن کی زین بہم ہو کے جا کر پڑو اس قدر پکڑ لاؤ زندہ مرے رو برو رکھوں اُس کو قابو میں اپنے مدام
---	---

آگاہ کرنا جاسوسِ نفس کا شیطانِ وزیر کو اس سے اور بھیجنا شیطان کا طولِ اہل  
سنگھ کو واسطے قتل کرنے عقل اور پیر کے زہر دے کر اور نا امید ہونا اُس کا

تو شیطان کے جا پاس سر کو دھنا شہِ روح نے یہ کیا استتمام کہ تادشمنوں کا کرے کار تنگ بہ شیطان نے سُن کو دلا سادیا میں بھیجوں اُسے جو کر اس کو رد نہ دیوانِ تن سے ہے مطلب مجھے تو وہ پیر بے کار ہو سر بسر میں بھیجوں ہے طولِ اہل جس کا نام کرے پیر کا کام زہر و زبر چھپا کر کے ایسا اُسے زہر دے ہوا رخصت اس سے جو طولِ اہل + پڑے پیر کے کام میں تا نخل	جو جاسوس نے نفس کے یہ سنا کوئی دم میں ہونفس اور تو اسیر وزیرِ خسرو کو کیا اس کے سنگ کہ اس فتنہ کا تو بھی کچھ فکر کر ہے لشکر میں اس کے وزیرِ خسرو کہ جو کاٹ سراسر اس کا لارے مجھے خرد اپنے قابو میں ہو رہے اگر کرں قید و نلوں کو میں بے محن وہ دیدیکے وعدہ بہت خوب تر کہ مرنے سے جس کے یہ فتنہ ہو دور ہوا رخصت اس سے جو طولِ اہل + پڑے پیر کے کام میں تا نخل
---	---

مطلع کرنا جاسوسِ دین کا کہ جو مفتیانِ یقین کے ہیں سلطانِ روح کو اس امر سے

## اور نگہبانی پیر اور عقل کی روح کو طول امل کے شر سے

میں جاسوس دیں مفتیان یقین  
اسے تیرے ہر کام میں دخل ہے  
وزیر اور دیوان تن کو مگر  
پھر اُس وقت لیں ملک کو تیرے چھین  
ہے کار اُس کا پوشیدہ دشمن کشتی  
نگہبان رہو تم اُن سے سدا  
کہ اب کوئی تکریر کرتی ضرور  
بلا کر کہا اُس کو اے خوش منہاد  
رہو عقل اور پیر کے ساتھ تم  
نگہبان رہیں عقل کے ہر زماں  
رہے تیرا یاد تنگنی گور  
یہی چار کافی ہیں در انتظام  
یہ چاروں رہیں جس کی ہمراہ یار  
رہے اس سے طول امل در دور  
بہت گدراہ حسد سے پھرا  
عدو کا نہ اس پر ہوا کچھ گزار  
دلیکن جوہ عقل کے پاس مخفا  
عدووں سے رکھتے تھے شام و پگاہ

تو جاسوس دیں نے سنا بر ملا  
کہ یہ آپ کا جو وزیر عقل ہے  
عدو کے نہ چھنس جا کہیں جال میں  
نہ دیکر کے زہر اُن کو مارے کہیں  
کہ طول امل نام ہے اُس سے ڈر  
ہے دشمن وزیر اور دیوان کا  
تو اس بات کی تکریریں وہ لگا  
تھا جس جس کا سلطان کو اعتماد  
وزیر خرد اور دیوان کی  
کیا حکم تا چار شخص پاسباں  
اور سو دوسرا یاد مرگ اے جو اں  
ہے جو تھی رہے یاد روز قیام  
رہیں یاد جس کی یہ شام و سحر  
رہیں جو کہ یہ پچار جس کے حضور  
کہ نا ڈالے اندر خرد کے خلل  
جو چاروں طرف تھے نگہبان چار  
کہ تالے حسد سے کچھ اس کی خبر  
وہی پاسباں چار اُس کو نگاہ

جو رخصت ہو طول امل سنگھ چلا  
خبر دی یہ جا کر کہ اے شاہ دین  
خبر رکھو اس کی تم ہر حال میں  
نہ پہنچی اے صدمہ کوئی حیلہ گر  
ہے لشکر میں اک نفس کے حیلہ گر  
کرے غم المہواں جہاں ہر خوشی  
شہہ روح نے جب یہ قصہ سنا  
کسی طرح بینہ فتنہ ہو یاں سے دور  
رکھو تم نگہبانی ہر آن کی  
کو اس سوا اور نہ کچھ بات تم  
رہے ایک یاد نزع جنگ خاں  
خرد پیر کے ہوں نگہبان بغور  
نزع موت اور قبر اور روز حشر  
نہ طول امل کا ہو اُس پر گزار  
غرض آیا چھپ کر کے طول امل  
کہ تا عقل کو زہر دے بر ملا  
طرف پیر کے پھر گیا عزم کر  
عدو کا نہ اُس پر بھی قابو چلا

نا امید ہو کے پھر ناطول امل سنگھ کا اور بھیجنا نفس کا حسد سنگھ اور سبیل سنگھ اور ریاست سنگھ

اور عجیب سنگھ کو واسطے لڑائی وزیر عقل اور دیوان پیر کے

غرض نا امید ہو کے طول امل  
کیا پاس شیطان کے بے خلل  
کہا اگرچہ میں خوب کوشش کری

پتھری میری لیکن نہ خون میں بھری  
 میں کہیں گر چھپ چھپ کے تدمیر میں  
 کہ تھے ہر گھڑی پاسباں اُن کے ساتھ  
 میں کرنا تھا جو کچھ کہ سب کر چلا  
 تو تدمیر سے اپنی چاہے جو کر  
 جو یہ بات شیطان سنگھ نے سنی  
 یہ دی نفس کو جا صلاح تباہ  
 جو اس جنگ میں کچھ ہوئی اب کے ڈھیل  
 جہد چاہے روڑے ہم کو زبلوں  
 یہ سن کر خیر نفس رونے لگا  
 بلائے مددگار اپنے تمام  
 اکٹھے ہوں میدان میں اہل حرب  
 رہا سنگھ اور عجیب خاں پہلوواں  
 ہوا حکم سب کو کہ اے جنگجو  
 بتوجہت و کامل نہ ہائے رہو  
 حسد بخل قائم کئے اک طرف  
 رہے اس سے باقی تو اُس کو کہو  
 یہی چار امیر اب کریں جا کے جنگ

کے سیکڑوں چیلے اور دلو میں  
 ولے میدان پر چلا کچھ نہ بس  
 نہیں مار سکتے انھیں چھپ کے پر  
 ولے میرا بس کچھ نہ اُن پر چلا  
 جمع کر کے سب فوج و لشکر سپاہ  
 گیا ہاتھ ملتا طرف نفس کی  
 کہ بے رنج اور جان بازی کے اب  
 تجھے اور تجھے شہ کرے یوں ذلیل  
 رہے ملک تن میں وہ نت کامران  
 غم دل کو اشکوں سے دھونے لگا  
 کہا ذلت ہم کو گوارا نہیں  
 لڑائی کا سامان ہو جمع سب  
 غرور اور طمع اور فضول کلام  
 لڑائی میں شیطان کے سانچے ہو  
 نکل کر کے شیطان وزیر عدل  
 رہا کو کہا کر عمل کو تلف  
 رہے روح کے جب نہ حسن عمل  
 خرد پر ہر اک شو سے برسواں سنگ

نہ آیا مرے کوئی پر دار میں  
 نہ اُن دو سے آیا مرے ایک ہاتھ  
 لو میدان میں چل کے اُن کی خبر  
 نہ رکھ مجھ سے امید کچھ اب مگر  
 کرو جا کے روح دخر کو تباہ  
 حسد سے تھا پردہ زریر سیاہ  
 ہماری بھلا جان بری ہو لے کپ  
 گلے میں رسن ڈال کتے کی جوں  
 مر اور تر کچھ نہ ہوئے نشان  
 کیا نفس باغی نے پھر انتظام  
 لڑائی بغیر اب تو چارہ نہیں  
 حسد سنگھ اور بخل سنگھ کبر خاں  
 ہوئے جمع میدان میں اگر تمام  
 لڑائی کو تیار سارے رہو  
 ہوا آ کے میدان میں جنگ جو  
 کہا عجب کو مستعدیاں رہو  
 تو پھر ایک میں اس کے ڈالو خلیل  
 یہی چار امیر اب کریں جا کے جنگ

آگاہی پانی وزیر عقل کی اس واقعہ سے اور بھینجا امیر سخاوت کو مقابلہ میں بخل کے  
 اور نصیحت اور لیا کو حسد کے اور صدق و اخلاص کو ریا کے اور خوف و رجا خدا  
 کو عجب کے اور فتح ہونی اُن کی

وزیر خسرو نے سنی یہ شعر کہ پھر ہر نفس روں نہ اٹھایا ہے جمع ہو کے سب دشمنان و غل

گئے ڈال نے ملک جاں میں خلی  
 امیروں سے اپنے کئے انتخاب  
 نخل سنگھ کی لے بوخرا اس زمان  
 نصیحت کہ ہے خصلت اولیا  
 اور بوخان و مال سب حسد سے خراب  
 ریا سے تو ہو خوار اور مستمند  
 کرے جا کے خوف ورجائے آلہ  
 اگر ہو دے خوفِ خدائی تجھے  
 جو طاعت کرے تو تو ہے لطف رب  
 تو کیوں عیب پر پھر مڑتا ہے تو  
 ہے لازم یہ شکر عبادت تجھے  
 غرض آکے چاروں ہوئے گرم جنگ  
 ندی نالے خون کے بہانے لگے  
 ہوئی گرمی جنگ یہ کیا کہوں  
 کہ ہر جا پہ کشتوں کے پشتہ ہوئے  
 جواک لشکر دیں نے حملہ کیا  
 لگی کفر کی فوج سب بھاگنے  
 لڑے ایسے میدان میں پاؤں گاڑ  
 نہ لے گا کبھی پھر لڑائی کا نام  
 غرض سوچ کر اس نے بالا ہتمام  
 یہی چار سردار والا جناب  
 سخاوت سے ہو تو جلیب خدا  
 حسد نگہ پر اس کو قائم کیا  
 ریا سنگھ مردد کے قتل کو  
 کرے صدق و اخلاص درجہ بلند  
 اگر تہر حق سے توڑتا رہے  
 تو پھر کیوں ہو اپنی بڑائی تجھے  
 خدا کی عنایت ہے تجھ پر میاں  
 عبادت پہ کیا ناز کرتا ہے تو  
 نہ کر کا حق کو قیاس آپ پر  
 چلے درنوں جانب سے تیر تنگ  
 شجاعان دین جب ہوئے جنگجو  
 لگا بہنے ہر طرف دریائے خون  
 غرض غالب آیا دیر خسرد  
 گئے بھاگ یک نخت بغض دریا  
 کیا جب کہ مردان دیں نے هجوم  
 دیا کفر و بدعت کو جڑ سے اکھاڑ  
 جو دکھا بی شیطان ملعون نے حال  
 کیا جمع لشکر کو اپنے تمام  
 امیر سخا کو کہا اے جواں  
 اور ہو نخل سے رنج میں مبتلا  
 نصیحت سے مردوں کی ہو فقیاب  
 جواں صدق اخلاص تیار ہو  
 کیا حکم تا عجب سنگھ کو تباہ  
 تو پھر عجز کا کار کرتا رہے  
 سمجھ لے کہ حق سے ہیں یہ کام سب  
 جو دی نیک تو نیت تجھ کو یہاں  
 خدا نے دی توفیق طاعت تجھے  
 خدا کی طرف سے ہے سب خیر و شر  
 شجاعت کو اپنی دکھانے لگے  
 پڑی نفس کی فوج میں ہائے ہو  
 یہاں تک تو لڑو گے کشتہ ہوئے  
 ہوئے دونوں مغلوب بغض و حسد  
 کیا زور جب لشکر پاک نے  
 گیا بھاگ سب لشکر نفس شوم  
 شکست ایسی دشمن نے پائی تمام  
 لگا اس کی چھاتی پہ تیر ملال

چھپائی گواؤں نے بہت یہ خبر + ولے شہرہ اس کا ہوا در بدر

خبر ہوئی نفس کو اس شکست کی اور بھینجا ہر اول طمع کو اور جب جاہ اور حب دنیا

اور فضول کلام کو واسطے لڑائی وزیر عقل کے

پھر آخر کو جب نفس نے یہ سنا تو سوس کر کے حسرت سے سر کو دھننا کہا اور دستوں بے نور کو

<p>کیا تو نے کیا جو ہوئی یہ شکست                  نہ تجھ سے ہو اکام کوئی درست                  میں جا کر پڑوں روح کے زیر پاٹے                  شہِ روح سے شاہِ والا جناب                  میں لڑنے اے شاہِ عاجز نہیں                  شجاع اور سپہدار خونخوار ہیں                  کروں لا کے اس کو ہی تیرا مطیع                  کروں شکر عقلِ دروغ کو تمام                  عدد پر تجھے حکم ہو اس گھڑی                  غرض پھیر آیا بمیدان جنگ                  سواروں کو اپنے تو جا جلد لا                  طمع کرتی ہے عقل مندوں کو کور                  کہ دشمن ادھر سے نہ آجا کہیں                  فضول کلام اب مدد کور ہے                  ادھر جلد جا دے وہیں کرے جست                  غرض اس طرح سے کیا بندوبست : شہِ روح کو تاکہ دیوے شکست</p>	<p>غضب سے کہ شہ نے اسے خود پرست                  کیا فوج ساروں کو تو نے نبیا                  اگر ہے سستی اے صست رائے                  میں اب تک میں اس کے بردم زوں                  یہ سن بولا شیطان وزیرِ لعین                  بہت ان کو آتے ہیں لڑنے کے طور                  نہ کھا غم نہ ہو جا کے اس کا مطیع                  اب اس رنج و غم سے چھڑاؤں تجھے                  زمین چوم کر الغرض عرض کی                  میں روں عقل اور روح کو جا رب                  ہر اول طمع کو بلا کر کہسا                  طمع کا غبار ان کی آنکھوں میں ڈال                  کیا بچھے قائم غم و رعبین                  اور سو حُب دنیا کی بائیں سپاہ                  جو ضرور دیکھے لشکر کی ہوتی شکست                  غرض اس طرح سے کیا بندوبست : شہِ روح کو تاکہ دیوے شکست</p>	<p>کہ تا دوں سزا خوب اس زر کو                  کیا کار کیا تو نے اے روسیاد                  ہمیشہ تہی تیری تدبیر سست                  تجھے چھوڑ اس کی اطاعت کروں                  کہ جس کی اطاعت سے ہے فتحیاب                  مرے پاس حاضر میں سردار اور                  مرے تیرے وہ سب مرد گازی                  شجاعت کو اپنی دکھاؤں تجھے                  ترے آگے لاؤں پکڑ ان کو عام                  کہ لڑ کر کے اے نفس والا حسب                  کرے تاخر دروغ پر عرصہ تنگ                  کہ کمر سارے لشکر کے آگے جلال                  طمع سے پڑیں جال میں مرغِ دمور                  طرف داپنے ہو لشکرِ حُب جاہ                  جلد چاہئے جا ادھر درڑ کے                  غرض اس طرح سے کیا بندوبست : شہِ روح کو تاکہ دیوے شکست</p>
--	--	---

بھیجنا وزیرِ عقل کا امیر تو کل کو مقابلہ طمع کے اور خضوع کو واسطے غرور کے اور زبرد

تقویٰ کو حُب دنیا کے اور علم فنا کو واسطے جاہ کے اور خموشی کو واسطے فضول کلام کے

<p>کہ جنگِ عظیم آیا ہے پیش اب                  لڑائی کو بھیجے میں سب نامور                  کیا شاہ نے اس کی تدبیر کیا                  یہ ہے عرض اے شاہِ روشن ضمیر                  عداوت کرو ان میں جو مردوں</p>	<p>کیا مصلحت کو شہِ روح کے پاس                  شہِ نفس نے فوج سے چھانٹ کر                  وہ آئے ہیں لیکر کے فوج گراں                  بجالا کے آداب بولا وزیر                  شجاع اور دلیر اور اہلِ حرب</p>	<p>وزیرِ خرد سن کے یہ بے ہراس                  عدو نے سپہدار بھیجے میں سب                  کہ جو جو تھے اس کے چھٹے پہلوں                  کہو جلد تر اب سے تاخیر کیا                  کہ لو لشکرِ خاص سے چھانٹا اب</p>
--	--	--

<p>مقابل کر دیک کے اک جوان کہا شاہ نے ہے پیرائے صواب ہراول کو جو سخت مضبوط ہو امیر خضوع کو ہو حکم حضور کہ تاوے مطاحت دنیا کی کھوج کہ ہے یعنی علم فنا جس کا نام ہے تدبیر اس کی یہ اس وقت پر ملے جس جگہ پر فضول کلام جو انان شجاعت دکھانے لگے سمجھے تھے زخموں کو باغ و بہار نہ مرنے سے کچھ اپنے ڈرتے تھے وہ گیا پاؤں اٹھ فوج پر کہین کا</p>	<p>نکال اپنے لشکر سے تم پہلوں نہ ہو دفع کرنے میں دشمن کی ڈھیل کہا عقل نے اپنے لشکر سے لو طرح کے مقابل میں آگے کرو طرح بائیں جازہ و تقویٰ کی فوج کرے جا کے جو حسب جاہ کو اسپر فضول کلام اس طرف ہے اگر سخن پیہودہ کو کرے قتل جو لڑائی کی ہونے لگی دھوم دھام لگے کرنے میدان میں جان کو تثار گل و غنچہ ہوتے تھے زخم بدن ہوا حملہ جب لشکر دین کا</p>	<p>شجاعت کے احکام میں فردہوں کو مستعد جنگ کو بے دلیل امیروں سے اپنے تو کو انتخاب امیر تو کل سپہدار کو کرے دفع پیچھے سے فوج غرور طرف دینے جاوے امیر کبیر کو رہ جاہ و عزت کو دم میں تمام امیر خموشی کو قائم کرو سوا آگے میدان میں پھراڑ دھام امنک اپنے دل کی مٹانے لگے لڑائی تھی مردوں کو سیر چن قدم پر قدم آگے دھرتے تھے وہ</p>
<p>گئی بھاگ فوج عدو اس زمان + بوں پر ہونے اُس کے دشمن کی جان</p>		

بھیجنافس کا آخر کار بخشی تکبر کو واسطے جنگ کے اور مقابل ہونا تواضع کا تکبر سے اور  
فتح پانی اسلام کی اور بھاگنا شیطان کا اور پکڑا جانا نفس کا نہ

<p>بلا بخشی کبیر کو سچہ دیا تو خود جا کہ لشکر میں آیا فتور تکبر اٹھا جیسے غرانا شیر امیر تواضع ہو جنگ خواہ گند ایک گردن میں ڈال اور حکو ہے مغلوب غالب ہے فوج نکو کہ تا ہووے آوارہ دشمن تمام مٹانے لگے نفس و شیطان کا نام</p>	<p>وہ مرنے سے پہلے گویا مر گیا کہا اب تو امداد کرنی ضرور مرے حکم کی اب اطاعت تو کرو ادھر لشکر روح سے با سپاہ تکبر پہ آخر ہو اعرصہ تنگ خرد نے جو دیکھا کہ کار عدو کرے حملہ جس سے ہو آوارگی غرض کر کے ہر طرف سے اڑ دھام</p>	<p>شہ نفس یہ دیکھ کر ڈر گیا سپر تیغ و زر مال بے انتہا ہے لازم کہ جا کر اعانت تو کرو کہ فوج خرد کو کرے تاکہ زیر ہوا واقع جس وقت دنوں میں جنگ تکبر کو لایا تواضع پکڑ کہا لشکر اسلام یکبارگی کریں جیسا جاہیں پھر ہم انتظام</p>
--	---	---

<p>چھری گرز و شمشیر تیر و کماں  عدو کا لگا ہونے لشکر تلف  پکڑ لائے نفس تنبہ آ کر کو  بنا کر کے اس کا بہت نشت حال  یہ حاضر ہے جو چاہئے کیجئے  نہ کر ظاہر اور باطن اک تو شمار  نہ کر تو خیال اُن پہ اے نیک خو  ہو تو حشر میں آخرش خوار و زار</p>	<p>برسنے لگے اُن پہ تیر و تیسر  برسنے لگا مینچ سا چاروں طرف  عز ازیل بھی جھاگا ہو بے قرار  گلے پاؤں میں طوق و زنجیر ڈال  کری عرض حاضر ہے یہ بے حیا  بُرانی کا بدلہ بُرائی ہے یار  دکھا دے اگرچہ یہ نفس دنی  یہ مکر شیاطین نہ آوے بیکار</p>	<p>کیا حملہ بہ طرف سے آن کر  تبر و خنجر و نیزہ و سیم سناں  ہوئے قتل سردار لشکر فرار  سیہ بخت و مکار و غدار کو  شہِ روح کے لاکے آگے کیا  کری قتل یا قید میں دیجئے  بدی کی بنا کر کے صورت بھلی  چلا جا طریق شریعت پہ تو</p>
--	--	---

## حکم کرنا سلطان روح کا واسطے قتل نفس کے اور چھپانا وزیر عقل کا نفس کو قتل سے اور زنداں میں رکھنا اس کو

<p>شہِ روح جا کر کے پیش خدا  کہ یہ دشمن بد پیشماں ہوا  وزیرِ خسر و نفس کو زیر کر  گیا کفر اور فسق کا شر و شور  عرض نفس کو جب کہ آگے کیا  کرے قتل اس بد کو با صد عذاب  رہا زندہ گریہ تو پھر وقت پا  ہے بہتر کہ دو مار کریاں سے طال  ہے قرآن میں فرما دیا جا بجا  نہ قتل اس کا البتہ اسلوب ہے  ہو زنجیر شرعی میں یہ پائے بند  سفر کے لئے اپنا خادم بنا  مگر گھاس اور دانہ کم اس کو دے</p>	<p>شہِ روح کے پاس جکڑا ہوا  خدا کی طرف سے یہ ساماں ہوا  ہے شکر خدایٰ فتح ہم کو عام  ہوا شرع نے حکم با خوب زور  شہِ روح کے یاں ہوا نیک نام  کہ حاضر ہو جلا و تقویٰ شتاب  فساد اور فتنہ کا ہے گان نشاں  تو پھر دین کرنا ہوا اس کا جمال  کیا عرض اے شاہِ رالاحساب  نہیں مارنا اس کا اب خوب ہے  مگر حکم ہو طوق و زنجیر کو  رکھو اپنی خدمت میں اس کو سدا  نہیں مارنا اس کو بہتر کبھی</p>	<p>عرض آیا جب نفس پکڑا ہوا  لگا سب دہ شکر کرنے ادا  ہوا قید نفس اور لشکر تمام  ہوا ملک میں تن کے فرخندہ فر  وزیرِ خسر و کر کے مردوں کا کام  تو یہ شاہ نے حکم اس کو دیا  و جو را ایسے مقصد کا از رہاں  کرے گان فساد اور فتنہ پسا  وزیرِ خسر و نے بجا کر ادب  خدا عفو کے حکم کو بر ملا  کو اب معاف اس کی تقصیر کو  رہے حکم کے طوق میں روز چند  جو سرکش ہو گھوڑا بڑا قیمتی</p>
---	---	---

کہ تہا جا میں تیرے اردم رہے  
 کرے پہلے اس پر عطا شہریار  
 دیا حکم رہنے کا زنداں میں صاف  
 زید جنگ اور بندگی بیگ کی  
 ہو اس میں یہ اتفاق ایک روز  
 تو سے حق میں جو دورہ وصل تھا  
 کہ تیری ہے اس میں سراسر نجات  
 رہ حق میں ہو پست تو اے غبی  
 نہو چھوٹنے کی کبھی پھر امید  
 یہ جب نفس نے جانا اب تو اسیر  
 وزیر خرد سے کہ اے خوش ادا  
 عز ایل نے تجھ کو پر کسو دیا  
 وہیں اُس نے اسجھ کو گمراہ کیا  
 ہوا اب تو سلطان کا میں مطیع  
 کہ اس صوبہ میں میں رہوں باطرب  
 جو صوبہ عنایت تو پھر میں مرام  
 تو ملک جگر میں کروں میں نزول  
 جو درج طبعی ہو تابع مرے  
 کروں جا کے واں اپنا میں انتظام  
 کہا عقل نے تابکار دروغ  
 رکھے بادشاہی کی بوائے کلاغ  
 بھلا شاہ سے عرض تو کیجیے  
 یہ سنتے ہی شہ ہو گیا بس خفا  
 کیا سو مصیبت سے قید اس کو لا  
 پاکر قلعہ پھر بغاوت کرے

جو مارے اسے تیرا نقصان ہے  
 تو پھر پشت پر اس کے ہونے سوار  
 ریاضتیں کیا زنجیر اڑاں میں کر  
 ہمیشہ رہے قید میں یہ شقی  
 کہا عقل نے نفس سے اے عمو  
 گنہ کر کے کیوں در عقل سے ہوا  
 تو کر ساتھ سو کر کے اب شاہ کی  
 چھڑاؤں تجھے قید سے میں ابھی  
 شہ روح دے تجھ کو تکلیف سخت  
 ہو ا قید میں روح کے ناگزیر  
 ہوں روز ازل سے میں شہ کا غلام  
 مرے کام سیدھے کو اٹھا کیا  
 اے چھڑ کر اب تو حاضر ہوں میں  
 دیکھ کر توں تجھ کو اپنا شفیع  
 مجھے ملک سے شاہ کے با تراغ  
 رہوں شہ کی خدمت میں نال غلام  
 کہ روح طبعی کا ہے وہ مکان  
 تو کچھ کام میرا نکلتا رہے  
 اطاعت کروں اور رہوں اس جگہ  
 سخن کو نہیں تیرے ہرگز فرغ  
 کہا نفس نے اے وزیر خرد  
 جو ہو حکم تجھ کو خبر دیکھیے  
 لگا کہنے یوں شاہ روشن ضمیر  
 امیری اُسے دی ہے پھر اب بھلا  
 ہے ہرگز کہ رکھیں سدا قید ہم

وہ کر حکم میں تیرے جس سے رہے  
 غرض اس کی تقصیر کو کے مہاف  
 گلے عجز کا طوق ڈالو مگر  
 لگا رہنے زنداں میں با در روز  
 پھر آیا ہے کیوں تو نے جنت سے ر  
 بس اب تو بہ کر اور ہوشہ کے ساتھ  
 عبادت و طاعات اللہ کی  
 و گرتہ ہمیشہ رہے گا تو قید  
 ہمیشہ رہے تیرا برگشتہ جنت  
 تو ناچار ہو کر کے کہنے لگا  
 رہا شاہ کا لطف مجھ پر مرام  
 جو نیکی کا میں نے اراد کیا  
 مخالف ہوں گشتہ کا کافر ہوا میں  
 کہ سلطان دے مجھ کو کچھ اک اب  
 اے قلعہ ہے ام جس کا ر مانع  
 اگر یہ شہنشاہ نہ رکھے قبول  
 مجھے حکم رہنے کا ہو دے وہاں  
 مجھے شاہ ان دو سے دے ان مقام  
 یہ پیغام جا کر مر ا شہ سے کہہ  
 مقید ہے سپر بھی اندر دماغ  
 تجھے اس سے کیا جو کرے رد و کر  
 وزیر خرد نے کیا عرض جا  
 کہ صر ہے تری عقل اب اے وزیر  
 کہ تاملک میں جا شہرت کرے  
 اسے پانی اور دانہ دیں پیش دم



ضرورت کیوقت اس سے اپنی خوب کام  
 جو ہر جاہلوں ڈرڈراؤں میں اسکو سخت  
 نہ یہ مگر بھی نفس کا جب چلا  
 قبولاً براہ حج ذکوۃ  
 ولے وقت بے وقت پا کر کے راہ  
 تو کرتا شہادت کچھ اس وقت پر  
 کہ نفس کے ساتھ اپنے جہاد  
 کہیں اس کو شرح میں اس جہاد  
 میں تفصیلی اور شرح اس کی تمام  
 نبی نے کہا اس کو اک حرف میں  
 یہ جو میں نے تجھ سے بیان کر دیا  
 چلا جا رہے جنت میں تالے خالی  
 رہے تیرا دشمن تری گھات میں  
 تو رکھ اپنے لشکر کو آراستے  
 کہ جو شاہ لڑنے میں کال ہے ہو یاد  
 کہ ہے مستعد و ترے قتل پر  
 لیا نفس سے کہ حساب ہر گھڑی  
 خبردار دنوں کے رہ حال سے  
 جو غفلت میں تیرگی عمر سب  
 ڈراں خواب غفلت سے ایجاں شتاب  
 کہ ہر گھڑی حق تعالیٰ کو یاد  
 مثادل سے تو خواب غفلت کا حرف  
 رہے موت ہر دم تری گھات میں  
 اس عالم سے آخر گذرنا تجھے  
 اس حدیث شریف میں ہے وجعنا من الجہاد الا معنی الجہاد الا کبر

سفر اور خیر میں رہے پھر غلام  
 وہ ملکوت و بہرہ اور لذت میں  
 تو ناچار یا وقت کی کرنے لگا  
 غرض قیدیوں کی طرح سے سدا  
 طرف دوسرے اپنی کرتا لگا  
 اسی واسطے ہے نبی نے کہا  
 کہ ہے گا جہاد اکبر اس سے مراد  
 یہاں سے نبی نے رجعتا کہا  
 یہاں کی ہے کہ غورائے نیک نام  
 کہا میں جو کچھ کر عمل اس پر تو  
 مہاں راز کو اب عیاں کر دیا  
 سدا اپنے دشمن سے ہنسیار رہا  
 تو رہ تو بھی اس کی خرابات میں  
 رئیسان لشکر کی نو رکھ خیر  
 وہ کب اپنے لشکر سے غافل ہو جائے  
 تو ہنسیار ہر لحظہ رہنا ضرور  
 نہیں تو سمجھ تجھ پہ آنت پڑی  
 جو ان در سے تجھ کو نہیں کچھ خبر  
 ہو دشمن کے اور تجھے فتح کب  
 حساب اس سے ہر آن لیتے رہو  
 رہو نفس پر کرتے ہر دم جہاد  
 کسی کو جو پیش دشمن سے جنگ  
 تو مشغول اس کی ہے مہربان میں  
 تو غافل ہے پھر کس لئے اسے خبر

لڑ کر ہو میرا طاقت کے وقت  
 رہے میری خدمت میں بالراس عین  
 لگا کرنے طاعت صوم و صلوٰۃ  
 وہ کرتا تھا ناچار ذکر خدا  
 کبھی راز آگتا تھا اس کا اگر  
 کہ ہے نفس دشمن تمہارا بڑا  
 جو مومن کریں کانفرنس پر جہاد  
 یہاں کریا اس کا میں مدعا  
 کری عمر تفصیل میں صرف میں  
 کہ تاروز محشر میں ہو سرخ رو  
 کیا کرتا اس پر ہمیشہ عمل  
 نہ سو خواب غفلت میں بیدار رہ  
 کھڑا ہے عدو جنگ کے واسطے  
 کہ تاپا دے دشمن کے اور ظفر  
 نہیں اپنے دشمن کی تجھ کو خبر  
 محاسب ہو اس نفس کا بے تصور  
 امیروں سے تو نفس اور روح کے  
 تو اس جنگ میں تو ہے عاجز مقرر  
 یہ بس نفس ہو روح پر فتحیاب  
 بڑی پر سزا اس کی دیتے رہو  
 تو کو یار میں حق کی ہر سانس حرف  
 رکھے مستعد فوج کو بید رنگ  
 جو ٹھہرا ہے اے یار مرنا تجھے  
 نہیں تجھ کو اس بات کی کچھ تمیز

یہ سب ہو گا ہم مرنیکے کے وقت  
 نہ آدے گا کچھ کام اُس وقت دل  
 اسی واسطے ہے نبیؐ نے کہا  
 تو غافل ہے کیوں اس سے ذرات ہیں  
 تو کر قتل نفس تباہ کار کو  
 نہ غافل ہو اک دم نہ اک آنہ سُست  
 کہ اک لحظہ مرنے سے غافل نہ ہو  
 کہ اس خار سے ملک کو تن کے صفا  
 الہی الہی آہی آلہ  
 لعین نفس و شیطان مکار نے  
 مرا ملک جاں خالی ہو غیر سے  
 ملاقات کا تیری جو بندہ ہوں  
 ترا حسن اک شہرہ آفاق ہے  
 شرابِ محبت کا پیتا ہے جام  
 سوا تیرے تباہ یہاں کون ہے  
 طرف اپنے کوچہ کے دے مجھ کو راہ  
 خصوصاً گنہہ مجھ گنہگار کے  
 رہا خوابِ غفلت میں میں بے خیال  
 کرم سے مرے کام آسان کر  
 تو راضی ہو جس میں وہ لے مجھ سے کام  
 مرا دل غمِ عشق سے ریش کر  
 کہ دل سے قرار اور جاس سے ہوش  
 مرے دل کو رکھ اپنی جانبِ رحمت

مجھے اس جہاں سے آرزو تیکہ وقت  
 تجھے چارونا چار مرنا ضرور  
 جہاد اپنے تو نفس سے کر سدا  
 مخالف جو ہو یار کی راہ میں  
 اور اُس کے تمامی مددگار کو  
 بس اک نکتہ پر ختم کی میں کلام  
 کبھی کر دنیا پہ مائل نہ ہو  
 الہی سچ نبیؐ پاک ذات  
 اٹھا کر اب امداد و ستِ دعا  
 دعا مانگ حق سے بصدالتجا  
 مری نفس و شیطان نے ماری ہے راہ  
 ذرا لشکرِ عشق کو حکم ہو  
 ہو آباد جاناں کی نت سیر سے  
 ترے در سے ہے سب کو عجز و نیاز  
 ہر اک تیری صورت کا مشتاق ہے  
 نہ کیوں کروں ہم تیری جانبِ جوج  
 عیاں اول آخر یہاں کون ہے  
 الہی گنہ سب کے اب بخش دے  
 فقیر ادھر حقیر اور تباہ کار کے  
 نہیں نیک عمل کچھ مرے پاس آہ  
 نظر مجھ پہ رحمت کی ہر آن کر  
 میرے عشق سے اپنے اک جام مرے  
 یہ دردِ المِ بیش سے بیش کر  
 رہے دل میں یوں آتشِ عشقِ یار  
 کرے ہر رو تیرا اُس میں طلوع

سوا حسرتِ افسوس کے اے میرا  
 سفر کے لئے توشہ کرنا ضرور  
 رہے ہے یہ دشمن تری گھات میں  
 اُسے ڈال دے قہر کے چاہ میں  
 لڑائی میں نہ اسکی دن رات چست  
 بقول محمدؐ علیہ السلام  
 ہمیشہ تو کر نفس کے برخلاف  
 مجھے بھی ہو اس نفس بد سے نجات  
 لیا گھیر اب فوجِ اغیار نے  
 کرے قتل گر فوجِ اغیار کو  
 الہی میں عاجز ترا بندہ ہوں  
 کرم تیرا ہر اک کام ہے چارہ ساز  
 ترا ذکر ہر اک کرے صبح و شام  
 تیرا ہر وحدت سے سب پر طلوع  
 الہی آہی براے آلہ  
 چھپے یا کھلے سب کے سب بخش دے  
 کہ مجھ سے ہو کچھ نہ اچھا عمل  
 سوا تیرے فضل و کرم کے آلہ  
 شرابِ محبت کا دے مجھ کو جام  
 اسی درد سے مجھ کو آرام دے  
 کرے عشقِ آجھ میں جوش و خروش  
 کہ گرنی سے اس کی نہ پاؤں قرار  
 ہو روشن ترے نور سے شمع جاں

رہے مجھ کو اپنی نہ اصلاً خبر  
الہی دعا میری ہو دے قبول  
بحق عمر شاہ والا یقین  
پڑھ ان سب یہ امداد تو صبح و شام

مجھے اپنی صورت میں یوں محو کر  
سو اتیرے آدے نہ کوئی نظر  
بحق ابو بکر صدیق رضی  
رہے تجھ میں مری جان پاک  
ہزاروں درود اور ہزاروں سلام

کہ دیکھو تو ان اجمال ہرزاں  
میں دیکھو نظر کو اٹھا کر جبر  
بحق نبی اور آل رسول  
بحق علی اور عثمان نہ پاک

## خاتمۃ الرسالۃ

پڑھے اور کرے جو کہ اس پر عمل  
کہ ہوں نفس شیطاں کے شر میں پھینسا  
یہ مضمون مخافا رسی میں اکھا  
کہ تا خاص اور عام سمجھیں بغور  
مؤلف و کاتب و خواہ زندہ پر

پڑھو اس کو اے دوست صبح و شام  
مرے بھی لئے کیجیو اب دعا  
جہاد اکبر اس کا رکھا میں نے نام  
کیا میں نے ہندی ملا کر کچھ اور  
تھے بارہ سواڑ سٹھ ہو واجب تمام  
۱۲۶۸  
الہی تو کر رحم شام و سحر

بس اب ہو چاہیہ رسالہ تمام  
سچے نفس شیطاں سے وہ بے نال  
غرض حیب ہو ایہ رسالہ تمام  
کسی مردیق نے بعد پڑھیا  
سن و سال پھر ہی خیر الاتام

## تَمَّتْ

مستند علماء کی مستند کتابیں شائع کرنے والا ادارہ دارالاشاعت  
مولوی مسافر خانہ کراچی ع

# مشنوی تحفہ العشاق

حمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

<p>در سو اس کے ہوئے نابود ہے سب میں ہے لڑے بے چون چنگوں ہر زمان ہر شان میں ہے جلوہ گر علت و معلول ہیں اسمیں فنا حامد و مجود ہے آپ آشکار در حقیقت ہم ہے نقاش کی نور خود نور شد میں بس عرق ہے ایک ہمیں رکھے نہیں کسی میں فضل عقل اور اور اک کے جلتے ہیں پر یاد تو اسکی کرے سب و نہار روبر و اسکے ہو تو میں توار و زار حکم پر اسکے کرے جان کو فدا کر سکے پھر اور کون اس کی ثنا ظاہر و باطن کریں میں حمد رب ہے بڑی بدست و مدد ہوش و خراب عشق میں اسکے ہر اک مدد ہوش ہے میں شراب عشق سے مجبور و غلام</p>	<p>حمد ہے اسکو جو خود موجود ہے حمد ہے اسکو کہ باندیوں و چوں حمد ہے اسکو کہ با صد زبیاں فر ہے وہ ہے حلت سزاوار ثنا کیونکہ علم میں نہیں ہے غیر یار نقش کی حمد تو نے فاش کی ہے صفات ذات اک کب فرق ہے یعنی موج اور بحر سایا دراصل حمد کیا اسکی کرے کوئی بستر ہے حقیقت میں یہی بس حمد یار ہے یہی تعظیم و حمد کرد گار ہے یہی تشریف و تکریم خدا قول پیغمبر ہے لا حصے ثنا دیکھتا ہے جسکو توبہ گوش و لب عشق کی اسکے زمین پیکر شراب ہے زمین و آسمان میں جو کہ شے دیکھ لے ذرات عالم کو تمام</p>	<p>میں احد میں نحو سب مجر و جبر وحدت اپنی کی ہے کثرت عجیبیاں ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود اول و آخر نہاں و آشکار سب اسی کو پہنچتی ہے مو بمو ذره ذرہ سے ہے حسن اسکا عیاں ہیں حقیقت میں وہ سب تصاف ذات اصل کو سایہ سے مجوری ہے کب کیونکہ ہے مخلوق کی اس سے بنا ماورج حمد و ج وہ خود آپ سے اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا وصف اوصاف خودی کرانہ زور محو کر تو دوسرے کا دل سے نام سب اسی کی حمد میں ذرات ہے عشق میں اس کے ہیں سرگرداں غلام کرتی ہے رو کر کے بس دیاروں مست و لاعقل ہر جاندار عشق رب</p>	<p>حمد مجید ہے سزاوار احد حمد اسکو ہے کہ بے شان و نشان حمد ہے اسکو کہ در باغ وجود حمد ہے اسکو جو ہے موجود یار ۲ حمد عالم میں کرے ہے جس کی تو دو جہاں سے آئینہ و مضار جاں گر کرے اوصاف و تعریف و ثنا موج و کف کو بحر سے دوری ہے کب حمد خلقت کی ہے خالق کی ثنا حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے ہے یہی توحید و تجید و ثنا ہے یہی تزیین و توصیف و غفور ہے یہی تسبیح و تحلیل تمام جنتی موجودات و مخلوقات ہے آسمان شمس و قمر انجم تمام بیخود و مہوش و بے آہ و فغان فرش سے تلمش موجودات سب</p>
---	--	--	---

اصل ہے سوزِ دلِ عشق ہے اسکی تمام کیا مک کیا اس فرج کیا وحش و طیر مست انسان ہے شراب خاص سے مست جام عشق سے ہیں عشقاں مومنان محمود از جامِ ظہور صومع و مچک کفشت و دریر میں گر نظر ہے ہر اک کا یار اور ہے جمالِ حق سے ہر دل آشنا سارے عالم کا وہی معبود ہے رابطہ اسکو ہے سب کی جان سے ایک جرم سے ہوا بیہوش ایک غرق ہیں دریا میں سب جو بے تاب ہیں عجب بیخود تماشا ہے عجیب مظہر بادی شدہ آگاہ ہے ہیں اسی خوش شیر کے سائے تمام چھوڑ سادیاں خور کی ہوجاں رداں جب تلک رکھے نہ دریا میں قدم رکھو تو فرق مراتب پر نظر ہوش لڑکاک ہوش سے بیہوش ہو عرض کر اس سے کراے جان جہان اے مرے معبود اے میرے الہ	سب درخان جہاں تھاں ملام عشق نیکی ہے ہر اک کی جبین سیر عشق میں دیتا ہے جلِ اخلاص فانی و باقی ہیں اس سے عارفاں کافراں ہیں مست میکہ آبِ شور شہرِ جنگل جاہِ شر و خیر میں پرے باطن میں دیہی کیجیے جو غور ہر لقب میں کرتا ہے اسکی ثنا سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے بانو ہر اک ہے اس کے خوان سے گر گنبد ریائے کونوش ایک مست ہیں مستی میں اور انگلیں شراب در بدر چھرتی ہیں در گھر میں حبیب مظہر اسم مفضل گمراہ ہے بر حجر بر شجر بود بر در دیوار و بام تا کہ ہو سر بقیں تجھ پر عیاں ماراں مسئلہ میں تو ہرگز نہ دم تا نہ ہو ایمان میں نیرے ضرر اپنی ہستی سے ذرا خاموشی ہو	گوہ دشت و درج و بر پلاؤ پست جملہ عالم کی عقل و کیا وحوش انبیاء و مسرور جام و وصل سے اہل باطن جامِ وحدت سے ہیں مست زائد اسکے جام سے گم کروہ ہوش مومن و ترساور و نغز و خوار اس کا جو یا ہے ہر اپنے طور پر ہے ہر اک کا ذکر اور تبلیغات اور ہے ہر اک کو مستی دل شوق اور ایک سے اک گھونٹ سے گم کروہ ہوش الغرض ہر اک باندا ز خماری غرق ہیں پانی میں اور پیاسے میں آہ ہر کوئی ہر اسم سے ہے فیضیاب کر چاک کر دیا کی اپنی گونج میں ضرر عارضی ہیں چند مدت کو میاں کر نظر دیا میں موجوں کو گنڈار یعنی مست بجمال اس میں قال کر بس نہ کر امداد تو زیادہ کلام ہرٹ ادھر سے اور اٹھا کر ناگھ تو	سب شرابِ ثنونی سے اسکے ہیں مست میں شرابِ عشق سے سب در نوش اولیاء محمود بارہ اصل سے اہل ظاہر دروغ کثرت سے ہیں مست زندہ اور او باش اسکے در نوش عاشق کنگے میں نہان و آشکار ایک سے ہے دوسرا بس بیخبر ڈھونڈتا ہے اسکو ہر اک اپنے طور رکھتی ہے ہوں جان اسکا ذوق اور کر گیا ہے دوسرا دریا کونوش بیخود دوسر مست ہے جو بے تاب بیخود دوسر مست ہیں اور بارہ خواہ کوئی آسودہ ہے اور کوئی خراب ایک رنگارنگ ہے ان کا ظہور ہونگے آخر اصل میں اپنے نہاں تا کہ ہو معلوم تجھ کو ستر یار حال ہو کر تو کشادہ بال کر تا خرابی میں نہ پڑجا نہم عام کر طلب اس سے اب اسکی ذات تو بے ترے ہرگز نہیں ہے جانیں جان ہے تو ہی مقصد دل ہے اشتباہ ہوں غمِ دردی سے مرے کیے قریب جان لے تجھ بن ہے جانِ چھپر و بال جلوہ گر ہو مجھ کو کر مجھ سے جدا تجھ سے کرتا ہوں دلے تجھ کو طلب
--	--	---	--

## مناجات بجناب الہی تعالیٰ شانہ

اپنے ملنے کا بنا کوئی نشان اس سے پہلے کہ مر جاؤں کہیں جان ہے جان ایک جانیں جان نہیں تا کہ رہیں تجھ سے تجھ کو اک نظر	اے مرے محبوب اے میرے حبیب جو مددے تو جان کو راہ وصال کہ تلک بار بار رہوں تجھ سے جدا دو جہاں سے کچھ نہیں تجھ کو طلب	اے مرے مطلوب دل مطلوب جان بچرے زیادہ مصیبت کچھ نہیں کیونکہ جو جان واصل جاناں نہیں یا الہی مجھ کو مجھ سے دور کر
--	---	---

مناجات دیگر

درد و عالم سے نہ بچے کو کار ہے  
یا الہی تو ہے رحمان و رحیم  
یا الہی تو ہے خلاق جہاں  
گرچہ دو عالم سے ہے تو بے نیاز  
مونس غمخوار گاں ہے تیری ذات  
ہے مریض لا دوا کی تو دوا  
ہے مرے ہر درد کی تو ہی دوا  
مرا مونس بیکسی میں ہے تو ہی  
تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب  
بیک صد حسرت باں لطف و عطا  
ہے یقین گر عمر بھ عصیاں ہواب  
ہو طلوع تیرا اگر ماہ نجات  
لطف و احسان کیا کروں تیرا رقم  
گھر میں مومن کے مجھے پیدا کیا  
یعنی دارالکفر سے مجھ کو نکال  
تھا گناہوں کی نجاست میں بھرا  
اپنی رحمت کے پیارے بیچے کر  
لایا گر گلشن میں خارستان سے  
ہوں پڑا گرچہ برا ہوں یا بھلا  
گر کاٹا تو نے اے شاہ جہاں  
یوں ہوں ہے اب تو اے پروردگار  
ہے مجھے شاہی گدائی میں تری  
عزت و ذلت تمہاری شکر و صحو  
الغرض بچہ بچہ کے آخر در بدر  
یونہی آنکھوں کو بھی میری سرسبز

ماک و اربین شاہ انس جہاں  
بیک بچا روں کا تو ہے چارہ ساز  
چارہ بچا رگاں ہے تیری ذات  
ہے ہر اک حاجت کا تو حاجت روا  
ہے تو ہی مرہم مرے ہر زخم کا  
میرا حانی بے بسی میں ہے تو ہی  
دوسرا نچھ بن ہے میر کوئی کب  
میں کروں ہر دم تری جرم و خطا  
پیش خورشید کرم ہوں نحو سب  
ظلمت عصیاں ہوں وصال مات  
کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم  
عقل و علم و نور میں مجھ کو دیا  
لایا بیت اللہ میں بے قبل و قال  
ظاہر و باطن میں سر سے تا پیا  
کچھ نہ بولایا مجھے یاں سرسبز  
درد منت کیجو اب اس بستان سے  
چھوڑا اس در کو کہاں جاؤں بھلا  
بھر بنا میرا ٹھکانا ہے کہاں  
یہ تیرا کوچہ ہوا اور میرا اعتبار  
ہے نوا سب مینوائی میں تری  
ہے ضا و ناضا میں تیری جو  
اب تو آکھتا ہے تیرے در پہ سر  
جلوہ دینار سے روشن تو کو

تو ہے سلطان دو عالم سب نغیر  
دستگیر بیکساں ہے تیری ذات  
ہے پناہ بے پناہاں تیری ذات  
آسرایے آسروں کا ہے تو ہی  
ہے امیں دشتت فرقت تو ہی  
رج و غم میں ہے مرا غمخوار تو  
الغرض ہر کام کا میرے کفیل  
پر کروں کیا آہ تیرے علم و خیر  
گر تری بخشش کا نکلے آفتاب  
گر ترادریار رحمت جوش کہا  
قطرہ ناپاک سے مجھ کو بفضل  
بچہ کرم پر یہ کرم مجھ پر کیا  
گرچہ میں لائق نہ تھا دربار کی  
کی نہ میرے جرم و عصیاں پر نظر  
کر دیا اپنے مشرف درت  
گرچہ میں نالایق دربار ہوں  
منہ مرا اس در کے گرقابل نہیں  
اس سے زیادہ اب تمنا ہے نہیں  
کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھے  
خواری و صوائی و ذلت مری  
تو ہے گراہی تو ہے عزت مری  
موت کو نہ کو مرے اے فرار  
کمرے کاوں کو سراؤں گا گھر

پر تو ہی تجھے مجھے درکار ہے  
صاحب جو دروس فضل عمیم  
تو ہے زور و قوی اور سب حقیر  
مستغنیت علیہاں ہے تیری ذات  
ہے غمخوار گناہاں تیری ذات  
بے سببوں کا سہارا ہے تو ہی  
ہے رفیق شدت غربت تو ہی  
تنگی و سختی میں حامی کار تو  
ظاہر و باطن تو ہی ہے دلیل  
کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دبیر  
ہو نوب جرم و خطا روز ثواب  
مثل شخص دے سب گناہوں کو بیا  
کر دیا پاک و لطیف و خوب شکل  
اپنے گھر سے بھی مشرف کر دیا  
پر تری رحمت نے کی غمخوارگی  
کرتے اپنے لطف احسان پر نظر  
رکھتے موت محروم اب دینار سے  
پراسی گلشن سے ہوں گرفتار ہوں  
پر کروں کیا دوسرا بھی در نہیں  
آستان تیرا ہوا در میری نہیں  
موت تری خواہش ہے خواہش ہے تجھے  
تیرے کوچہ کی ہے بس عزت مری  
تیری ناراضی ہے بس ذلت مری  
گر کیا بجدے سے اپنے سر فرار  
سرسبز میں ہوائے شوق ہے

پاک ہرے سے مرا گردے دماغ	بوتے دلہ سے معطر کرد مایع	بمیز تاپو گلشن زوق وصال	چشم کو گوجیمہ آب زلال
گڑھی دست سے لہ کر بباب	نحوں میں جس سے خیال غریب	جس سے پہنچوں تاباغ رونے یار	محو کر بینی کو اندر بوٹے یار
غفلت و سستی و ظلمت کر کے زور	کر عطا چستی و چالاکی ز نور	دردن دیار سے اپنے نواز	دو جہاں سے کر کے چھ کو بے نیاز
بخش گنج فقر و در زیشی مجھے	سکر دستی نحو بے ہوشی مجھے	بخش عجز و سکنت اغلاص نور	دور کر کر وریا عجب غرور
دھومے دے روئی کا حرف نام	تا تیز ماؤ تو اٹھ جا تمام	لوح دل سے محو کستی کا نام	دے شراب نستی کا چھ کو جام
کر وسیلہ اسکو الے امداد تو	وصل سے حق کے ہونا دلشاد تو	ہو تجوع اب جانب خیر الورا	اے دعا گو ختم کر کے یہ دعا
جو کہ الے امداد اللہ کا وصال	بے وسیلہ اسکے چاہے بے مجال	چل پکڑ وامن رسول اللہ کا	گر تو طالب ہے وصول اللہ کا

**توخت شریف پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم**

ہے وہ آئینہ جمال و جمالہ	خرم خلوت سرانے لایزال	رواق تخت نبوت ہے وہ ذات	زینت تاج رسالت ہے وہ ذات
مہراں مثل پدر سب پر مہراں	روز محشر شافع شور و دکلاں	بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی	پے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی
بہتری کے ملک کا بہتر ہے تو	بہتری کے بحر کا گوہر ہے تو	شان بخشش مسند پیغمبری	عزت شاہی و فخر سردری
روشنی بشرش نور لامکان	شمع بزم عالم کون و مکاں	تا جہاں کشور لولاک وہ	ہے امین فخر انارک وہ
شہ سوار عرصہ جرج و سما	باز خوش پرداز معراج و سما	عشق کے بازار کی خوبی ہے وہ	رونق گلزار محبوبی ہے وہ
باعث ایجاد عالم ہے تو ہی	موجب بنیاد آدم ہے تو ہی	زندگانی پر وہ جاں حیات	راحت و روح روان کائنات
ہے وہ سرمایہ وجود کائنات	دونوں عالم سے ہے مقصود کائنات	یہ نہ ہونا وہ نہ ہونا میں نہ تو	گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ ملک
ہے یہ سب اگے نے ایک تخت	واسطے چہا کے ہی ہوتے ہیں درخت	اول و آخر وہی اصل وجود	ہے وہ بیشک باقیین نخل جود
کر ہے چھپے نبیاد کے ظاہر	پر حقیقت میں ہے سبکا پیشوا	پر ہے ظاہر اس کے سبقت کی سیل	گر ہو آخر میں وہ شاہ جلیل
جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا	پس ثمری اول و آخر ہوا	کپ شجر ہوتا نہ ہوتا اگر ثمر	گر چہ آخیرے ثمر اول شجر
ایسے کو سبقت ہوئی جب باغ پر	ہے وہ اول و وہی آخر سر پر	جو وہ اول سابق بستان ہے	کیا کمال میوہ میں نقصان ہے
ہے وہی شاہچہا سب اسکے خیال	ہے وہی مقصود کل باقی طفیل	رمز سخن الاخرین السابقوں	پس سمجھ لے اس سے تو اے جنوں

**در مدح چار یار کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین**

چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر	چاروں پیغمبر کے ہیں برحق وزیر	دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی	دوست پیغمبر کے اور حق کے ولی
میں یہ ملک معرفت کے شہر یار	میں یہ ملک معرفت کے شہر یار	رونق باغ طریقت میں یہ چار	رونق باغ طریقت میں یہ چار

پر عہد تو امداد اسپہ صلوة و سلام  
چار یار اس کے ہیں چاروں صلح حق  
پس ابو بکر و عمر عثمان علی رض  
زیب الیوان شریعت میں یہ چار

مثنوی دینی کی ہیں یہ دیوار چار	ملت سس کی ہیں یہ بہار چار	ہیں طریق حق کے چاروں رسموں	ہیں ریلوایان مصلحت کے ستوں
ہے یہ ملک اسلام کی سرحد چار	جو ہو باہر اسے ہے مردود چار	بحر وحدت میں ہیں چاروں غوطنان	ہے حقیقت ایک ظاہر چار تن
جو کہ دو بچے انہیں احوال ہے وہ	دو جہان میں ہے شبہ بیکل ہے وہ	جو کوئی ان سے ہو باء اعتقاد	ہے وہ دو عالم میں بیشک نامراد

در مدح اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین

جو ہیں اہل بیت اور آل رسول	ہے ہر اک ان سب کا بیشک یقین	اس قدر ہے دین ملت میں کمی	ایک کا بھی ان سے جو بدخواہ ہو
جستہ سوا اسے الفت میں کمی	جتنے ہیں اصحاب پیغمبر تمام	ہے ہر اک انجم ہدایت والسلام	اک صحابی سے بھی گریہ سوظن

در بیان باعث نظم و تصنیف این مثنوی مسمی بہ تحفۃ العشاق و مدح عشق و قدح عقل جزوے

بھیج تو ان سب چلوات و سلام	سہو گیا اسے دستوں یوں اتفاق	رہتا تھا مسجد میں اپنے متصل	اب کیوں پڑھتا تھا میں نغفات انس
جوش پر تھا بحر علم عارفان	حاضر کے دلیں وہاں نے شائق	رفتہ رفتہ حصیۃ تحفہ کا ذکر	بول اٹھا ہر اک بصد زدن سرور
کامل اکمل ولی بے بدل	برگزیدہ دو جہاں مقبول رب	نظم کر اس قصہ پرورد کو	قصہ تحفہ اگر منظوم ہو
جان نے تاہر کوئی بے قبل دقاں	تا نبش گفقا عشق حق سے گرم	جان لین عشق کی سب ہم ورہ	عشق ہے جہاں اک بلائے جا نگداز
عقل چاہے ہے کہ ہو عیش و فراغ	عقل چاہے عیش و ملک و سلطنت	کھل رہا تھا گلشن عرفان حق	آگیا اس عاشق شمشہ کا ذکر
ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور	عاشق ذات خدائے لم یزل	مشرب چستی و فاروقی نسب	گرم کر اک بار ہر دل سرور کو
رتبہ عشاق حق معلوم ہو	عاشقان حق کا یہ ہوا ہے حال	سہو کے بس دل سنگ ہو چون دم نرم	چاہتے کو اپنے کرتا ہے تباہ
ہے ازل سے دورت کش دشمن نواز	عشق ہے چارنج و غم سینہ پہ دارخ	عشق عجز و فقر و فاقہ تکنت	عشق چاہے عیش و عشرت خرمی

مغز ملت جان ایمان روح دین  
 راہ حق سے بے شبہ گمراہ ہو  
 ہے وہ بیشک لائق گردن زدن  
 ہر گز ہی ہر لحظہ ہر دم صبح و شام  
 باعث تحریر نظم پر مذاق  
 جمع علماء و صلحا اہل دل  
 لے رہے تھے حق سے سب نغفات انس  
 ہو رہے تھے گوہر معنی عیان  
 ماسوائے محو غرق نور تھے  
 بہت مردانہ اندر راہ عشق  
 آفتاب معرفت بحر صفا  
 عاشق صادق شہید راہ حق  
 بچھ کو فرمانے لگے کرے خطاب  
 پر بہت کم ہیں حقیقی عشق میں  
 تا کہ سمجھیں اسکو سارے خاص عام  
 ہر شے میں ہوں سنگے زنبہ عشق کا  
 چاق اور چونند ہوا اندر راہ عشق  
 ہے یہ راہ عشق نے نانی کا گھر  
 ہے ازل سے عقل میں اور میں جنگ  
 عشق ذلت خواری دور و دلال  
 عشق درد کلفت و رنج و غمی

اولیا کا حال سن مسرور تھے  
 سن کے ان کی شان و شوکت جاہ عشق  
 خاص کر قطب زماں شاہ و فنا  
 صاحب ارشاد و تلقین سبق  
 یعنی شیخ حافظ محمد صامن آپ  
 مثنویاں میں مجازی عشق میں  
 ریختہ میں نظم کر اسکو تمام  
 دعویٰ ہو کرتے ہیں جو عاشق کا  
 عاشقان صادق بھی سکر جاہ عشق  
 عاشقان رہتے ہیں سبھی پیر و پیر  
 عشق کا سب آگ ہے رنگ و رنگ  
 عقل چاہے غربت جاہ جلال  
 عقل چاہے عیش و عشرت خرمی

کھل رہا تھا گلشن عرفان حق  
 آگیا اس عاشق شمشہ کا ذکر  
 ہے یہ قصہ نظم کے لائق ضرور  
 عاشق ذات خدائے لم یزل  
 مشرب چستی و فاروقی نسب  
 گرم کر اک بار ہر دل سرور کو  
 رتبہ عشاق حق معلوم ہو  
 عاشقان حق کا یہ ہوا ہے حال  
 سہو کے بس دل سنگ ہو چون دم نرم  
 چاہتے کو اپنے کرتا ہے تباہ  
 ہے ازل سے دورت کش دشمن نواز  
 عشق ہے چارنج و غم سینہ پہ دارخ  
 عشق عجز و فقر و فاقہ تکنت  
 عشق چاہے عیش و عشرت خرمی

جوش پر تھا بحر علم عارفان  
 حاضر کے دلیں وہاں نے شائق  
 رفتہ رفتہ حصیۃ تحفہ کا ذکر  
 بول اٹھا ہر اک بصد زدن سرور  
 کامل اکمل ولی بے بدل  
 برگزیدہ دو جہاں مقبول رب  
 نظم کر اس قصہ پرورد کو  
 قصہ تحفہ اگر منظوم ہو  
 جان نے تاہر کوئی بے قبل دقاں  
 تا نبش گفقا عشق حق سے گرم  
 جان لین عشق کی سب ہم ورہ  
 عشق ہے جہاں اک بلائے جا نگداز  
 عقل چاہے ہے کہ ہو عیش و فراغ  
 عقل چاہے عیش و ملک و سلطنت



عقل چاہے ہے کہ ہوشیر و فکر	عشق کہتا ہے کھا خون جگر	عقل کہتی ہے کہ چل گلزار میں	عقل کہتی ہے کہ کمر عیش و طرب	عشق لیجا ما ہے کوئے یار میں	عشق کہتا ہے کہ سدرخ و نعب
عقل چاہے ہے کہ چل باز میں	عشق لیجا جنگل و کہسار میں	عقل چاہے دولت مسروریاں	عقل چاہے ہے حیا و نام و ننگ	عشق چاہے سو بلا ذخوریان	عشق کو اسے ہمیشہ سے ہے جنگ
عقل لیجا گلشن و گلزار میں	عشق جیبا آیتو جائے عقل جھاگ	ہو بچھڑت عشق کا جسم ظہور	کیا کہوں میں عشق کی نیرنگیاں	عقل سر سے جائے اور دل سے فرہ	رخ میں راحت کو کرتا ہے عیاں
عشق میں اور عشق میں رہتی ہے لاگ	غیر دلبر کا عدد دے جان ہے	تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے عشق	خاک میں جسکو ملا دیتا ہے عشق	نار کو گلزار کرتا ہے عشق	نار کو گلزار کرتا ہے عشق
عشق کیا ہے درد غم کی کان ہے	دار کو دلدار کرتا ہے عشق	توڑنا اس کا ملا دیتا ہے جاں	عشق کے برعکس میں سب کل و بار	درد میں اس کے دوا ہے سر بسر	رخ میں اس کے گنج بیکراں
نار کو گلزار کرتا ہے عشق	مرض میں اسکے شفا ہے سر بسر	عشق کی کلفت و تکلیف کو راحت تو جان	عشق کی تعریف ہو کس سے بیاں	مرگ ہے اس کی حیات جا دواں	اس کی دیرانی کو آبادی سمجھ
درد میں اس کے دوا ہے سر بسر	خاک کو گانم کو تو شادی سمجھ	اول اثر ظاہر و پنہاں ہے عشق	اول اثر ظاہر و پنہاں ہے عشق	خواری و زاری کو حرمت سمجھ	عشق کی ذلت کو تو عزت سمجھ
رخ میں اس کے گنج بیکراں	خواری و زاری کو حرمت سمجھ	اد و طبیب درد سید ماں ہے عشق	اد و طبیب درد سید ماں ہے عشق	قہر صورت رحمت پنہاں ہے عشق	قہر صورت رحمت پنہاں ہے عشق

## اجوع بقصہ

ہے بیان عشق تو بس بے بدل	انکے فرماں بیکو میں نے بے عذر	اب کرو ارشاد حافظ پر عمل	رکھ لیا سر پر سعادت جان کر	توڑنا موتی کا ہے آسان تر	وقت فرصت دیکھنا تنگاہی کہ جو
گرچہ جگوشعر کوئی میں نہ تھا	لیکے ان کے گوہر ارشاد کو	نہ کہ حکم بادشاہ بحر و بر	حکم پر اس شاہ کے تعمیل ہو	لایا اتنے میں زمانہ اور رنگ	فرقت جاننا سے بس ہو کہ تنگ
پر نہ دیتا تھا مجھے فرصت زماں	ہو گئے پس حضرت حافظ شہید	جان جانا پند کی مید رنگ	سوئے سخن راہی ہوئے منہ مڑ کر	ہم سچا رونکو تڑپتا چھوڑ کر	وصل سے حق کے ہوئے وہ بہرہ ور
خوش نہ آئی اس جہاں کی رنگ و بو	وہ تو ہاں جام شہادت پی رہے	چاہتے ہیں بیاس سے ہم اپنے لب	مانیر خ و الم یاں دے گئے	آپ تو راحت کے سامان لے گئے	لے لیا عیش و طرب اور ناز و نعم
ہو گئے پس حضرت حافظ شہید	خوش نہ آئی اس جہاں کی رنگ و بو	مانیر خ و الم یاں دے گئے	رکھ دیا سر پر ہمارے کو وہ غم	عیش میں ہم کو دیا بالکل جھلا	مخالفت اور قربت سب گیا
خوش نہ آئی اس جہاں کی رنگ و بو	وہ تو ہاں جام شہادت پی رہے	رکھ دیا سر پر ہمارے کو وہ غم	مخالفت اور قربت سب گیا	بجز ہم سے اگر رہنا تھا بوں	ساتھ اپنے لئے ہم کو نہ کیوں
وہ تو ہاں جام شہادت پی رہے	ناز نعمت میں ہیں وہ مشغول ماں	مخالفت اور قربت سب گیا	ساتھ اپنے لئے ہم کو نہ کیوں	خواجہ تاشانی کا بھی کیا حق نہ تھا	خواجہ تاشانی کا بھی کیا حق نہ تھا

مگر چہم لائق تھے درگاہ کے کفش برداری میں رہتے نہایت شاہ کوڑی سب سے کب تمہاری گوہت خادم نہیں تھوڑے سہی

# در بیان محرومی و ندامت بر حال خود حسرت مفارقت بزرگان و یاران طریقت و اظہار غم جدائی ایشال

آہ و اولاد و ریغا حسرتنا  
 ساختہ کا اپنے برآگ واصل ہوا  
 صاف تھے جو چلنے صاف اور پاک  
 بلبلوں نے گھر کیا گلشن میں جا  
 گھر کیا طوطی نے شکرستان میں  
 شیرخیز کا آہوئے عرفان شکار  
 زنگس وریجاں کو جا آہو چرے  
 مرغ آبی نے کیا دریا میں گھر  
 مرد یا ہمت ہوئے شہ پر نثار  
 گوہر مطلوب ہر اک نے لیا  
 غم کا اپنے کون بے غمخوار آہ  
 ہو گئے وہ محو نعمت اسقدر  
 آہ و اولاد کوئی مہدم نہیں

مرد عادل کا سے حاصل ہوا  
 مثل تلچٹ رنگیا میں زیر خاک  
 بوم ویرانہ میں ٹھکراتا رہا  
 ناز و نوحہ کرے خارستان میں  
 سگ بے بہر استخوان کو چو نہیں خار  
 ادشتریاں خار بن چرے رہے  
 مرغ خاکی ٹوٹتا ہے خاک پر  
 ہم سے دوں میں نفس کے ہاتھوں  
 غوطہ خور میں بحر حیاں میں رہا  
 حال دل جس سے کروں اظہار آہ  
 خواب میں بھی تو کم آتے ہیں نظر  
 جو سے میری مصیبت کے تینیں

سینچا ہر اک منزل مقصود پر  
 جو کہ نوری تھے کئے افلاک پر  
 گھر کیا قمری نے شاخ سرد پر  
 ماہی حق نے تولی دریا کی راہ  
 جاملا دریا سے آب سیل بار  
 دست نہ پر جاملا شہباز پر  
 پر تھے جن کے ہوئے بستان اٹکے  
 حیف ہے صد حیف یاران طریق  
 آہ صد افسوس حسرت آہ آہ  
 جو کہ تھے غم خوار اپنے چل گئے  
 دور سفر واصل کے چلتے ہیں داں  
 نے مرا مہدم نہ کوئی غمگار

ساختہ دے چلنے میں رنگیا  
 رنگیا میں ہی پڑا بس دھرتی  
 رنگیا سادہ کے جو میں خاک پر  
 جھاڑ میں لٹکی ہے چکا ڈر ادھر  
 موشی سوراخ زمیں میں ہے تباہ  
 رنگے مشتکی کے اندر سنگ و خار  
 کھوں پر گرس پڑا مردار پر  
 مرغ بے پر لہنے گھر بہ ہوئے  
 جاہوئے دینے مطلب میں غرق  
 جاہووں کس سے مصیب آہ آہ  
 زیر پائے رنج ہم کو مل گئے  
 آتش فرقت میں جلتے ہیں یاں  
 غم مرا غمخوار ہے میں غم کا یار  
 قصہ مرا تحفہ کو اب کہتا ہوں میں  
 حضرت حافظ کی صحبت ٹھہ کو یاد  
 قصہ تحفہ کروں یاد رقم

## مقدمہ شروع داستان حضرت بی بی تحفہ

### مغینہ قدس سرہا

دلکی دلیں رکھ کے چپ رہتا نہیں  
 بعد مدت کے اب آئی المراد  
 حسب ارشاد ان کے ہیں لیکر قلم  
 عشق کی باتیں سناتا ہوں تمہیں  
 گردنہ عاشق ہے تو عاشق کا ذکر  
 عشق کی باتوں میں ہے وہ نہ دین  
 ہوش سے ہوش ہو کر ہوش کر  
 نامزادیوں مری باتیں تھے  
 دے وہ پینچا شہر الفت میں تھے

گر ہی سے راہ پر لاتا ہوں تمہیں  
 دور کر کے ماسوا کا اس سے فکر  
 مردہ دل زندہ ہوا اند کو رتن  
 گوش سے بیگوش ہو کر گوش کر  
 عشق کی معلوم ہوں گھاتیں تھے  
 غرق کر دے بحر وحدت میں تھے

راہ اس رہے کوئی بہتر نہ ہو  
 عاشقوں کا ذکر کرتا ہے اثر  
 ہے وہ سیراب عشق کی باتوں کا باغ  
 سب طرف سے بند کر کے کھول کاں  
 تھکے تھکے آجا کر تار بونے عشق  
 دیکھنے ہی سے نہیں ہونڈے عشق

حق سے ملنے کا پچھلے راہ جو  
 گر چہ پتھر سے بھی ہوں دل محنت تر  
 خشک مغزوں کا ہونو جس سماغ  
 جمع کر کے کلمہ مری باتوں پہ دھبان  
 پینچ لجا تجکو بوتاکوئے عشق  
 ستے سے تھی غم خود ہوتا ہے عشق

ہیں بہت عاشق کہ بے دیکھے جمال  
بلکہ کمال عشق ہے عشق شنید  
کیونکہ یہ عشق خبر دل سے حصول

## در بیان تمیز عشق حقیقی و عشق مجازی و ذم عشق مجازی

سکے پانی عشق سے بس گوشمان  
ناقص و بے اعتبار ہے عشق دیر  
عشق صورت کا ہے دیدہ سے نزل

دیر تا یح دل کے بے نہ دل توج  
حسن محبوبانہ عالم سر بسر  
دیدتھا اسکو تہ دل ہونا جو دل  
اس سے زیادہ چاہئے تفصیل گر  
کس نے دیکھا ہے خدا کو آشکار  
تا گل اوصاف حق عاشق سے  
راحم و رحمان رحیم و برد بار  
عاشق و مشوق محبوب جہاں  
ہے وہ اول بے ہدایت اسکی ذات  
ہے ازل سے تا بد وہ ایک سا  
ہے منور بالکمال و باجمال  
لاوہود و نونقی اشبات میں  
تا کہ بخشد لاہو قوت ترا  
کیوں تباہ ہوتا ہے اندراب و گل  
بعد پیغمبر کے آل اصحاب سب  
سب ہیں تیری عشق بازی کے مزے  
ایک صد افسوسِ حسرت بے حساب  
چھینس گیا دلدل میں تو غفلت کے ہاتھ  
گر تو پر یاد دل میں اپنے درد عشق

سوچھ اس نکتہ کو کر کے دل جمع  
عکس حسن حق ہے بیشک جلوہ گر  
چھوڑ سا یہ اصل سے جاتا ہے مل  
آئینہ دل صاف کر اور کر نظر  
سن کہ وصف اسکا کرے بین جان ثنا  
دل میں بھول اسکی تمنا کے چنے  
راہیگاں بخشندہ نعت بشیمار  
طالب و مطلوب مرغوب جہاں  
ہے وہ آخر بے نہایت اسکی ذات  
ہے ہر اک صورت میں وہ جلوہ نما  
جلوہ گر دم بہ رنگ و مثال  
نانی غیر اور مثبت ذات میں  
مے برد تا پردہ عزت تیرا  
ماسو او تو کر اور حق سے مل  
اور امام اور اولیا اقطاب سب  
صل حق کی چارہ سازی کیلئے  
ہیں پڑے چاروں طرف تجھ پر حجاب  
مل نہیں سکتا کہ پاوے حق کی راہ  
تا تپ غفلت کو کر دے سرد عشق

یونہی بالبعین ہے مغرور حق  
عاشق ناقص نے ہی جان عکس پر  
عکس پر جو اصل سے ماہل ہے وہ  
کھول دگنی آنکھ سر کی بند کر  
تا کریں اوصاف حق تم پر عیان  
خالق و رزاق و رب العالمین  
غالب و قہار غفار الذنوب  
ظاہر و باطن وہی معبود کل  
ہے وہ باطنِ سموت و ظاہر آشکار  
جلوہ گر لاکھوں طرح ہر آن میں  
بیچکوں بیکیف روشن چار سو  
لاوہود کو تو درد دل سدا  
ترک جب لاوہود کرتے تب تو ملے  
وصف حق کرتے چلے آئے سبھی  
جن میں تصنیف ہو گئیں صدائے  
عشق کی راہ میں کرے حاصل کمال  
اور نہ سن سکتا ہے کانوں سے خبر  
چھ نکل دلدل سے اپنی راہ لے  
بعد ازل سن یہ حکایت دردناک  
جسکے سننے سے تجھ آوے کچھ عقل  
ایک شب کی جو کہ تھی غم سے بھری  
نے باہر و وظائف اور نہ خواب

## شروع داستان و بیان حال حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ

گوش دل میں سری سقطی سے نقل  
نقل اپنی کرتے ہیں حضرت سری  
کہتے ہیں اک شب ہو ایضا ضرب

مضطرب ایسے رہے وہ رات بھر نے رہا وہ شوق نے راز و نیاز نے رہا درد و ظائف نے درود گو عبادت سے رہے سب بے نصیب بچر کی لذت کو عشاقان رب اضطرابی اور بیتابی کا لطف ذوق بیخوابی کا تو چاہے اگر چاہے گرفت سوز و گداز اضطرابی بیقراری کا مزا لوٹنے کی خاک پر آرام کو درد سے نامر کی نکلے بے جاں جو پڑے آتش میں ہو جھکے فنا خون ہو فرعونوں کو آب میل زخم گزرتیغ و تیرا ابدار کیونکہ ہے درد بلا مطلوب یار خار میں گل گل میں گزرتیں ہے گلہ میں صبر بے صبری میں تاب نیستی میں سستی بستی میں علو بیخودی و نیستی غم کی سہار بے گھری و بے زری و بے پری نیستی و سستی و مرگ و فنا پوچھو رونے کا مزا یعقوب سے سر کے رکھوینے کا نیچے تیغ کے جنگلوں میں ٹھوکریں کھانیکا لطف زخم کھا کر خاک و خون میں لوٹکر	سب عبادت کا ہوا دیران گھر لذت سجدہ نہ کیفیت نماز نے تہجد کی تلاوت کی نمود لیکے کیفیت تھی اک دل میں عجیب وصل کی لذت سے کم جانے ہیں کب کیا کہوں اس شب کی بیخوابی کا لطف کوئی بیخوابوں میں کو اک شب گزر خدمت عشاق میں رکھ تو نیاز جانتا ہے جس نے دل میں ہے رکھا عاشق بیتاب جانے میں نہ تو مر کے حق میں حیات جا دواں ہے سمندر کی وہی عیش و بقا قوم موسیٰ پر ہو آب سلسبیل ہے شہیدوں کے لئے باغ و بہار اس لئے عاشق کر میں غم اختیار غم میں شادی اور شفا ہے دردیں گزیمہ میں خذہ ثواب اندر عذاب زندگی مرنے میں گھٹنے میں نمو دیکھتے ہیں عاشقان جاں نثار بیخودی و بیخودی و بے بری ذلت و رسوائی و رنج و عناء کلفت و زحمت کا حظ ایوب سے پوچھو اسماعیل سے کیا لطف ہے اور سپاہوں بیچ ٹکرانیکا لطف جان دینا بے خطر باذوق تر	قبض ایسی ان کے دل پر آگئی فوج بیتابی نے کر کے اژدہام تھی نہ بیہوشی نہ غفلت نہ بہار ظاہر اچھوٹا اگر درد نماز عاشقانِ حق وصال اور بچر ہیں لطف بیخوابی کا بیخوار سے پوچھو لطف بیخوابی کا ہے مطلوب گھر کرتا ہے روشن در چشم طالبان لذت درد قلاق رنج و بلا جانے کیا بیدار لذت درد کی زہر مارا وروں کو ہے گرچہ ممت سورش خورشخ ترکو دے شہر نار ہو گلزار ابراہیم پر درد و غم ہے زندگی عاشقان جانے ہیں عاشقان بیقرار رنج میں راحت فقیری میں عناء رحمت ہے زحمت میں اور ظلمت میں نور موت میں جینا بقا اندر فنا خاکساری رنج و عبادت ناسزا آہ سرد و رنگ زرد چشم تر لذت اور کیفیت ان سبکی ذرا سر کے گھٹنے کا مزا اچھی سے پوچھو آہ و زاری کا مزا آدم سے پوچھو فرش سے تاعرش بچرنے کا مزا پوچھو سبکا شہیدوں سے ذر	صبر نفاں پر گھٹا سی چھا گئی لوٹ لی پونجی عبادت کی تمام لیک تھا بے صبر بیتاب و قرار تھا مگر بول میں عجب سوز و گداز ایک سالزت مزا دونوں میں لیں حظ بیتابی کا بیتابوں سے پوچھو عاشق بیتاب کے رکھ پاس سر سر نہ گرد قدم عاشقان وہ ہی جانے جو ہے اس میں مبتلا درد رنج و غم غذا ہے مرد کی سانپ کے حق میں ہے پر آب حیات خٹک کو دے آگ میں کوشک تر لیک ہو نمرد پر قہر و شہر مترے میں اس زندگی سے ناسقا رنج میں گنج اور خزاں میں نو بہار مسکت میں سلطنت و بے عناء ذلت و خواری میں عزت ہے ضرور عاشق جاننا کو ہے بے عناء عاشقوں سے پوچھو ان سبکا مزا بے قراری انتظاری درد سر عاشقان با وفا سے پوچھو جا لطف تن چرنیکا ذکر یا سے پوچھو درد زہ کے لطف کو مریم سے پوچھو پوچھو عیسیٰ اور موسیٰ اور احمد سے جا لذت و کیفیت و ذوق مزا
---	---	---	---

ہو کے سبیاں جاں فدا کر نیک لطف روشنی سے شمع کے جلنے کو پوچھ اے سے رونے کو نور کے سوز کو گرمی دل چشم تر ہر دے نہ گر عشق کی باتوں نے جکولے عزیز عشق نے اٹکے کیا چھ پر اثر عشق کی باتوں کا سن کر شوخیل ہندوے شب کلونڈا اور سے جو اٹھو وٹو کر کے بصد عز و نیاز چل کہیں موقوف ہوتا یہ ملال آخر ش گھر سے نکل پھر نے دگا گدڑا تا بازار میں ہو غم بسر جو گیا صحرا میں تسکین کے لئے گر تسلی کو گیا اندر پہاڑ جس جگہ جانا تھا مثل آفتاب غنچہ دل کب کھلے عاشق کا یار ہوئے بے گل کے بلبل کو قرار دیدہ حیران نہ ہو کیوں اکتبار ہو فغاں بیدل کے دل سے دور کب جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار مرض جبک نے جو گھیرا جان کو دیکھ کر ہمدرد وہم مہضوں کا حال جنس اپنی جنس سے ہر فیضیاب آرزو ہم جنس میں صورت میں ایک ہو گئے اوصاف جو سب رنگ بزرگ	پوچھ جانباڑوئے وہ مر نیک لطف شمع سے جاموم کے جلنے کو پوچھ باغ و اثمار جہاں سے پوچھ تو باغ جاں کس طرح ہو سیراب تر کر دیا اب ایسا بے عقل و تمیز نقل سے ان کی ہوا میں پیچھے خواب غفلت سے گئی بس سکا کھل ترک خود اس کا ہوا قافل بزور کی ادا جوں تھوں فجر کی میں نماز گھر سے نکلا کر کے یہ دل میں خیال در بدر صحرا بے صحرا جا بہ جا اور دل مضطر تھا چوں کوزہ میں زہر اور اٹھے دل سے بگولے آگ کے اور غم کا آڑا سر پر پہاڑ تھا ترقی پر چین اور اضطراب بے ہوائے چل کب یار گاعذار باغ میں ہووے اگر چہ سو بہار بے نظارہ نہ کس بیمار بار تا نہ ہو دلبر سے اپنے لب بلب کب علاج اسکا ہو جز دیدار یار دلیں آیا چل بیمارستان کو ہو دل عکس مرا شاید بحال غیر جنسیت سے ہوا ندر عذاب مختلف اوصاف رکھتے ہیں ولیک اسلئے ہے رائنڈن آپس میں جنگ	پوچھ لے ہر تخم سے بستان میں جا سیم وزر کے خاک میں رلنے کو پوچھ گریہ ابرار و سوز آفتاب عشق سے دل گرم کر اور دیدہ تر سر بسر ہو اسکی حالت میں چھوڑ ذکر ان کا بھولا ان کو دیکھ کر یاد آئی ہے مجھے جب انکی بات الغرض کی رات اس طرح بسر صبح کا جسم ہوا روشن چراغ چل کہیں ایسی جگہ تا ہووے کم ماہ کی جوں کو بکولا گھر بہ گھر گر گیا گلشن میں جو گل کی کلی سیر دریا کی کہ کم ہوا اضطراب اور مزار اہل دل پر بھی گیا آتش درد فراق بیدلاں کب ہو کھلمت زدہ کا اضطراب ہووے کب قمری کا کوئے غم دراز جائے کب عاشق کے دلکا پیچہ تاب لوٹنا موقوف عاشق کا نہ ہو الغرض تدبیر کہیں میں سو ہزار کیونکہ ہوں میں بھی جو بس بیمار دل نقل سے کھلتا ہے جب آپس میں دل ہے مراد ہم جنس سے ہم جنس یار جنس ظاہر کا جو ہوتا اعتبار گر کریں اوصاف کو سلیج حاف	خاک میں ملنے سے کیا تم کو ملا کیسا سے اس کے جاہلنے کو پوچھ باغ عالم اس سے ہے آب مہتاب گلشن جاناں ترا ہوتا زہ تر عشق جھکولیکیا کس طرف موڑ جس طرح ہوا ہو پیش شیر نر یعنی فرماتے ہیں وہ یوں نیکذات ہو گئی جب صبح ظاہر بسر بسر نکلا جل بل گھر سے لے سینہ پداغ اضطرابی اور بیتابی و غم شہر و جنگل میں کیا میں نے گذر سختی زیادہ اور دل کو بیکی جوش پر تھا اور بحر سوز و تاب پر ہوا ہرگز نہ عقدہ دل کا وا کب بچھے بے آب وصل دلبران جب تک دیکھے نہ روئے آفتاب گلشن و گلزار سے بے سرو ناز ہوئے گرزلف صمغ کا سایہ یاب تا نہ وہ ہم بستر جانا نہ ہو پر نہ آیا دلکو میرے کچھ قرار دیکھ ہمدردوں کو نکلے کار دل جبکہ دو دیوانے بیٹھیں ساتھ مل جنس ظاہر کا نہیں کچھ اعتبار فرقے کیوں ہوتے بہتر آشکار پھر سے کا ہیکو ایسا اختلاف
---	---	--	--

<p>در پہ جانگلا بیمارستان کے کھول در بیمارخانہ کا ذرا ہو تسلی دیکھ بیماروں کو ٹمک کھل گیا گو یا در دل بے غلول کوئی نالاں ہے کوئی ہے اشکبار کوئی کہتا ہے کہ ہوں باحق تباہ مثل قمری ہے کسی کے سر پر خاک از تم دل پر مرجم تصویر یار کوئی بیتابی سے مارے دل پہل کرتا ہے پھرتا ہے بیصبری کا کھپ گویاں کھا آئے بیتابی کی آہ کوئی مسہل موت کا کرتا ہے نوش گلشن بیمارخانہ کی بہار</p>	<p>بہا در اٹھ کر مجھے تسلیم کی غنجہ دل میرا کچھ بارے کھلا صبر کو اپنے بنانا ہے کوئی کوئی حیران کوئی بیچ و تاب میں مثل بسمل خاک میں غلطاں کوئی زندگی سے کرتا ہے کڑوا مذاق تاش دل سے رکھ آہوں کی روی پی رہا ہے شربت زار و نزار جان بلب کوئی ہے کوئی نیم جان ہو گیا موقوف میرا اضطراب</p>	<p>ان ترش دلمیں یہ اپنے ٹھان کے جا کے داروغہ سے میں اس کے کہا تا کہ دیکھوں اپنے بیماروں کو ٹمک دیکھ کر پہلے تو بس تعظیم کی دیکھ کر احوال اہل ابتلا کوئی کوٹھے اور کراہتا ہے کوئی کوئی تڑپے ہے کوئی ہے خواب میں سہو رہا ببل نمط نالاں کوئی کوئی پیکر دارونے تلخ فراق سینکتا ہے درد پہلو کو کوئی ہو تپ و لرزہ سے کوئی بیقرار ہو گئے مرض لا داسے بے اماں دیکھ حال نیک ظاہر میں خراب</p>	<p>رجوع بقصہ و کیفیت بیمارخانہ مقولہ سری سقطی رحمہ اللہ</p>
---	--	--	---

ملاقات شدن سری سقطی از حضرت بی بی تحفہ و بیان حالت غلبہ عشق و اقدس سر ہا

<p>تازہ و پاکیزہ رو صاحب تمیز زلف اسکی دلم راہ سالکان بیٹھنا اسکا وہ باصن و وقار دیکھ کر کہ جن کی جس کے بہار تھی دو آنکھیں لسی چون شہ جریغ ہوئے خوشی اس سے مرے اندر داغ اور دو مضبوط لوہے کے ٹرے فلک جو دیکھا تو اتنے اس گھڑی روئی اور در کر کے بھر کر آہ سرد</p>	<p>تھا اسی میں جو گئی اک سو نظر چہرہ اس کا ہے گو یا شمع حرم چشم اسکی چشمہ ہے فتنہ کا باز بیٹھی ہے ایک طرف کوچوں ٹیڑھتے قید میں بھی تھی یہ اس پر آب تاب دیکھ اسکے شعلہ رخ کی آب تاب دیکھ یہ الفت بھری صورت ہیبت اور نہ بڑھے ہیں ہاتھ زنجیروں سے یوں دست بردل نغمہ خوش بر زبان</p>	<p>دیکھتا کیا ہوں کہ اک ٹنک قمر قامت اسکا گلبن باغ حرم خال اسکا تخم شوق پاک باز دیکھ اسکو ہو گئے غم میرے پیست کوہ کے اندر ہو جیسے لعل و تاب کھاتا تھا نار نظر سو بیچ و تاب ڈٹے ڈرتے میں ہوا اس کے قریب شاخ ٹوٹی سے ہی لپٹا سانپوں عاشقانہ نخی غزل منہ سے عیاں</p>	<p>ہاں باس خوب ذریا اک کینر لعل لب اسکا ہے جان تشنگان چرخ کو دیتا ہے پھر تیسے قرار نرگس و آئینہ تھے حیران و زار ذوق مستی سے کہ تھے اندر داغ سپنجی اور دل ہو گیا میں باغ باغ مثل حلقہ ماہ پاؤں میں پڑے دی لگا آنکھوں نے تنک کو کھڑی چند شعر اسنے پڑھے باسوز و درد</p>
---	--	---	--

<p>جانا یہ اتنی جو ہے جسے رحیم کیوں کیا ہے قید میں یہ دلربا اب میں کیسے چھپا یا مان کو تھی یہ ایک مولیٰ کی شائستہ کنیز تاکہ شاید عقل و ہوش آجا اے عالم و دانا ہوتا اور ہوشمند شکل انسان تب خوب بود پسند پاویں جب قیمت گراں رونق عظیم ابو عرفان کو جب کزنا ہے قید تایب اللہ کا پادے خطاب مہکلام حق سے ہونوتا اے پسر ظاہر و باطن ترا تا ایک ہو تا ہر حق کے بندگان خاص ہیں ۱۳</p>	<p>تائش زنی دل سے اس کے میں پوچھا داروغہ سے اس گھر کی جا کیوں کیا زنجیر طوق اس شایہ کو بولاداروغہ یہ سکر اے عزیز اسکے مالک نے کیا بند اسلئے طفل ناداں کو کریں مکتب میں بند نطقہ زنداں رحم میں جب ہو بند کان میں جب قید ہو دیں زرو سیم نفس سگ زنجیر تقویٰ میں ہو قید طبع کو نحو توکل کر شتاب بولنے کو بند چپ رہنے میں کر حکم میں حق کے چھپا تو عیب کو کوریاکو نحو تو اخلاص میں</p>	<p>پڑتا تھا دل پر سے جون تابخو بے شہد ہے عاشق جانانہ یہ قید میں ڈالا ہے اس یوسف کو جو ہے بھائی جگی کہو کیوں بند ہے اسلئے یہ بند ہے زنجیر سے منفی و زاہد حق خواں شونہ جو ہر اسان حب ظاہر ہوا تب وہ موتی ہوئے باخوبی جاہ تاکہ اس سے پھول چھل حاصل کریں سوغنا قلی وہی اے ارجمند تا حبیب اللہ ہو تو بر ملا تار ہے اکدم نہ تو بے نیک عمل تاکرے حق مرتبہ تیرا بلند تا سو باغ وصل حق میں تجکو میر تاکہ معلوم ہو نہیں جز ذات ایک گوہر مقصد ز مقصد حصول تا صحت پر ہوئے تک اسکا مزاج رو پڑی ابار اور سر کو دھنا اپنے دلبر کی ہوں پر مفتون میں ہو گئے غصہ نہ دیکھا دلکا حال</p>	<p>اسکے عشق اور ذوق مستی کا اثر ہے کسی فرزانہ کی دیوانہ یہ کیا خطا اس بیخاطانے کی کہو کوئی بیماری نہیں ظاہر اسے ہو گیا اسکو جنوں تقدیر سے چھلہ زنداں چونکہ در زنداں شونہ قید آ ب و گل میں آدم کو کیا بند ہو قطرہ صدف میں چند گاہ تخم کو ڈالیں زمیں کی قید میں مروض جو قید قناعت میں ہو بند سجلی کو اندر سخاوت کے چھپا بند یاد مرگ میں کڑوں امل کر نواضع میں تکبر کو تو بند عشق حق میں بند کر توجہ غیر کو خودی کو تو خدا میں جو نیک تاکہ ہوان کو بایں قید نکول بند کر کے تاکریں اسکا علاج جو یہ داروغہ سے لوٹری نے سنا اے مسلمانوں نہیں مجنون میں سکے اس سے ظاہری سپہو قتال نقل ہے جاتے تھے موئی طور پر کر رہا تھا یوں بصد زاری وآہ ہے کہاں تو جلوہ کرتلا مجھے رات دن میں تیری خدمت میں رہوں تیل ڈالوں سر میں اور نگھی کروں</p>
--	---	--	--

**تمثیل بیان چرواہہ موسیٰ علیہ السلام**

<p>تاکروں قرباں تری خدمت میں جاں اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں</p>	<p>ہے بنا کس جاتا اے جان جہاں خوبسالیں کے پہلاؤں تجھے ڈھونڈ کر دیکھی تری ماروں جو ہیں</p>	<p>تیری دوری نے دیا تڑپا مجھے ایک دم غمگین تجھے ہونے نہ دوں چلیں میں تیرے اچھے سیلوں</p>	<p>ہے کہاں تو جلوہ کرتلا مجھے رات دن میں تیری خدمت میں رہوں تیل ڈالوں سر میں اور نگھی کروں</p>
--	---	--	--

<p>کر کے خدمت خوب دوں راحت تھے اور سب اولاد گھر بار مرا دودھ گھی روڑے ترے شام و سحر روز ہو کھانا ترا گھر سے مرے تیری راحت کے لئے محنت بھوں اور سب بکریاں اور خانماں بولادہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے اسی سے عرض یہ میری بجاں بند کر رکھو کوسمجھ اسکو نہ سہل کفر نے تیرے کیا دیں کو تباہ آگ آ کر بھونکے گی خلق کو ہو گیا کیوں دل سیاہ مردوریاں ہے خدا پاک ایسی خدمت سے غنی دیتا ہے اندر صفات کردگار چلیں رہیں جو کے ہو محتاج پا صفت اسکی صفت حق میں بات ہو بے بدل بے مثل بچوں و چرا گرچہ ہیں ایک جنس مردوزن ہمہ مرد کو بولے نوہ ہو رنج و قدح ہے وہ خالق والد و مولود کا خلق ہے اور خالق اسکو چاہئے جان و دل میرا دیا تھے جلا نالہ و نزاری ہو اگر تاراں میرے بندے کو کیا مجھ سے جلا یا جدائی ڈالنے آیا تھا تو</p>	<p>ہو چو کچھ تکلیف اور رحمت تھے اے مرے رب جاں مری تھیں پند دیکھ پاؤں میں ترے گھر کو اگر لاؤں میں تیار کر آگے ترے رنج و غم ہرگز نہ تھے ہونے نہ دوں اے خدا تھیں ہر سوز و قرباں میر بجاں اسکو کہتا ہے بیہ تو مجھ کو بتا اور کئے جن و بشر اور دو جہاں ہے یہ کیا بیہودہ زبان کفر و جہل کفر سے تیرے ہوا عالم سیاہ گر نہ رو کا اس سخن سے خلق کو گر نہ آئی آگ کیسا ہے دھواں دوستی بے عقل کی ہے دشمنی جسم تن حاجات بشری تو قرار وہ پئے شیر ہو جسے نشو و نما بلکہ جو بندہ فنا فی الذات ہو نے کہ در حق جناب کبریا گر کہے اک مرد کو تو فاطمہ فاطمہ ہے عورتوں کے حق میں مدح لم یلد لم یولد اسکی ہے سزا کیونکہ جو اس عالم فانی سے ہے اور پشیمانی کی آتش سے بھلا بچو دوسرے مسیت باآہ و فغان</p>	<p>جان و دل سے ہوں تو امیں نمکساز اور کروں سو نیکیوں بسترات کو سیلوں کپڑے تیرے اور بچہ کروں اور بہت لہسی دہی مسکہ پنیر اپنے ہی گھر سے کھلاؤ نہیں حرام میر بخدمت سے ہونے راحت تھے پوچھا چروالہ سے موٹی نے کہ ہاں عرش و کرسی روزِ و جنت عیاں ہو گیا کافر مسلمان کبریا ہو گئی عالم میں ظلمت چار سو اور یہ کب خوشید کو زیا ہے کام آگ آتی ہے نہ جاتا ہے کوئی پھر یہ گستاخی ہے کب تجھ کو روا یا کہ باپ اپنے سے یا جو سے تو کپڑا وہ پہنے کے ہو جس کے جسم پاک ہے ہر چیز سے اور بے نیاز اس طرح کی گفتگوئے نامسرا دل کو کرتی ہے سیاہ اور جان کو مٹا گرچہ ہوش و شوخِ حلیم و پارسا اور خدا کے حق میں آلائش تمام جو ہوا پیدا ہے اس عالم سے د سی دیا منہ میرا لب پر نہر کی پھلا کر کپڑے یا جنگل کی راہ</p>	<p>ہو اگر بیمار تو اے کردگار پاؤں دالوں اور چوموں ہاتھ کو ہے کہاں تو ناتاری خدمت کروں روغنی روٹی پکا کر اور کھیسر اور کاہرگز نہ کھاتے دوں طعام تیری خدمت سے نہ ہو فہمت تھے اس طرح بیہودہ کہتا تھا شہنشاہ اوسکے جس نے زمین و آسمان بولے موٹی ہائے تو نے کیا کیا اس ترے کہنے سے اے بیہودہ گو کھانا پینا پھیرنا تیرا ہے کام گر کہتے تو جرم کرتے ہیں سمجھی جو تو جانے ہے کہ حکم ہے خدا کس سے یہ کہتا ہے کیا خالوسے تو کھانا وہ کھاتے جو رکھتا ہونشکم وہ منہ ذاتِ حق داننا ہے راز اسکے حق میں بھی نہیں کہنی روا اولیا کو کہتا ہے ادبی کی بات وہ کریگا قصد تیرے قتل کا یا تھو پا میں ہمو آسائش تمام ہے وہ پیدا کر کے آیا جسم جو بولاجروالہ کہ تم نے یا نبی کہہ کہ یہ اور بھر کے دل سے ایک آئی موٹی کی طرف وحی خدا میرے ملنے کے لئے آیا تھا تو</p>
--	--	--	---

عقاب الہی بر مومنی علیہ السلام در مقدمہ چروالہ



ہر کسی میں میرت اکر رکھی ہے میں	رکھتا ہوں کردہ میں لفظ طلاق	ہر کسی کو اصطلاح بخشتی ہے میں	ہو سکے جنتک نہ لے نام فراق
معنی دو ہول و زہولے بات ایک	سند یونکی اصطلاح سند مرخ	ہو ترے حق میں بری اور اسکو نیک	ہندیوں کی اصطلاح ہندی مرخ
حق میں اسکے نور ترے حق میں نار	حق میں اسکے مدح تیری حق میں سم	حق میں اسکے پھول تیرے حق میں خار	حق میں اسکے مدح تیری حق میں ذم
پس بری ہے پاک ناپاکی سے ہم	حق میں اسکے خوب ترے حق میں رد	اور اگر انجانی و چالاک سے ہم	حق میں اسکے نیک ترے حق میں بد
انکے کتبہ تسبیح سے کچھ سوں میں پاک	بلکہ سو بخشش کروں بندوں پتا	بلکہ وہ خود آپ ہو جائیں پاک	نے کیا میں حکم تالوں فانکہ
دیکھتا ہوں دلکا میں سوز و گداز	دیکھتا ہوں اسکے دل اور حال کو	لفظ بیجا سے زبان ہو گرجیہ باز	میں نہ کیوں کھولوں زبان کے قال کو
دل میں اپنے عشق کی آتش لگا	چاہتا ہوں سب میں سوز و گداز	سر بسر فکر عیادت کو جلا	ہو زبان یاد دل حقیقت یا مجاز
سوز و غم میں کرتے ہیں عشاق راج	اور سوز و تاب والے اور ہیں	کان ویران پر نہیں عشر و خراج	موسیا آداب والے اور ہیں
ہے وہ خوں پانی سے افضل بے شبہ	جو ہوا پر خوں شہدا اسکو نہ دو	سو نواہوں سے ہے بہتر یہ گہنہ	گر گناہ ان سے ہوت عاصی کہو
رہبری مت ڈھونڈ رہے مستوں سے تو	پا رہے نہ غم ہے کیا خواص کو	جامہ چاکوں کو نہ کرو اتور فو	گم ہو رسم قبلہ جب کعبہ میں ہو

عذر نمودن موسیٰ علیہ السلام بخدمت

شبان یعنی چروالہ

عاشقان را مذہب و ملت جدا  
پہچھے چروالہ کے دوڑے بر ملا  
تا وہ سرگشتہ کہیں شاید ملے  
کھول تو اپنی زبان کو بر ملا  
تیری برکت سے ہے عالم میں اماں  
ہو گیا کچھ اور حال عالی مرا  
آفرین تجھ کو ہو تیری بات کو  
اس سے چپ رہنا ہے بہتر و السلام

ہو گیا ہے تجھ کو اب حکم خدا  
کہ تو تیرا دین ہے اور دین نور جان  
بوللا اے موسیٰ نہیں میں وہ رہا  
پا گیا میں گوگو کی بات کو  
حال کو میرے کہاں پہنچے کلام

ملت عشق از ہمہ دین ہا جدا  
یہ عتاب حق جو موسیٰ نے سنا  
اس کے پاؤں کے نشان پر چلے  
رفتہ رفتہ آخرش وہ مل گیا  
اب تو ترتیب و ادب پر کچھ نہ رہ  
اے معاف لیقل اللہ مالیشاہ  
مارا کوڑا تو نے گھوڑے کے سر سے  
کیا کہوں کچھ کہہ نہیں سکتا ہوں اب

رجوع بقصہ مقولہ حضرت بی بی تحفہ مغنیہ و بیان زور شور و غلبہ عشق حضرت تحفہ

قدس سرہا

لیک یکب غلاموش رہنے دے ہے عشق  
کس طرح ہوں عام پھر ہمز عشق  
لیک ہوں نہیں اپنے متناہ کی مست  
مست ہے مستی سے جسکی یہ شراب  
شمع روئے یار کی پروانی آہ

جبکہ تمھیں انبیا کم راز عشق  
ہوں نہ دیوانی نہ میری عقل پست  
عشق سے اسکے ہوں نہیں مست و خراب  
ہوں کسی دانگی میں دیوانی آہ

گرچہ بھیدا اس کا نجائیں مردماں  
کر دیا جنوں سمجھ کر مجھ کو قید  
سب سے غافل اسی سے آگاہ ہوں  
وہ ہی برلاتا ہے اب مجھ سے خرویش

گرچہ بھیدا پتا نہ کہنے دے ہے عشق  
ہو سکے کب بند عاشق کی زبان  
بے کئے معلوم میرے دل کا بھید  
رہزنی سے عشق کی گمراہ ہوں  
لیگیا ہے وہ ہی میرا عقل و ہوش

جان کی خاطر کیا تن کو تباہ اپنے اس مجھو کی رکھتی ہوں چاہ اندر اندر جلتی ہوں پروانہ ساں بھڑکتی ہوں سر کو دیوار سے مار کرتی ہوں قربان اسپہ اپنا سر جھٹ مری آنکھیں وہیں پتھر کیس نوں چھوڑوں ہوں جگر کے زخم پر تنگی سے چاٹتی ہوں اپنے لب خاک میں ہوتی ہوں کیا کیا پائمال کرتی ہوں داماں گریباں دھجیاں لوٹتی ہوں جیسے سہل خاک پر عقل سے میلکت بیگانگی مجھے سنتم اندر آتش غم جوں جسے ناک والا ہو کوئی کلموں میں ایک خلق کے نزدیک پر جاہل ہونمیں کوئی دیوانی کہے بے حس کوئی کب میرے واقف اسرار میں بے وہی حق میں مرے انصاف و داد و حسنیوں کا ہونفقط صحرا علاج جائے مریم زخم پر چھڑکیں نمک جائے شربت زہر دے پیاسے کو آہ ادوستی کی جا کر ہے جو دشمنی	ہو گیا البتہ یہ مجھ سے گناہ گر گناہ ہے تو یہ ہو مجھ پر گناہ شمع رو کا اسکا جب آتا ہے دھیاں جیکہ یاد آتی ہے پیشانی پار خجیر ابرو کو اس کے یاد کر چشم میگوں اسکی جب یاد آگئیں یار کے شیریں دہن کو یاد کر ہو لب شیریں کا اسکے دھیاں جب یاد کر کے دلبری کی چال ڈھصال کر لباس و پیریں کا اسکے دھیاں یار کی ہم بستری کو یاد کر جانتی ہے خلق دیوانی مجھے حال زار میں ہی دانہ کسے ہے مری ایسی مثال اے مرد نیک گر چاہے کام میں عاقل ہونمیں نے مرغوار نے مونس کوئی اپنی اپنی بوجھ کے سب یار میں اور جسے جانیں کہ ہے اسمیں فساد بند کرنا کب ہے وحشت کا علاج ہے کہیں ایسا کہیں زیر فلک نشنگی بھینکا کا کیا بھی ہے راہ ہے مروت یہ کہیں تم نے سنی	جان آسودہ مگر تن خوار ہے غیر خوبی کہا ہے یوسف کا گناہ تن بدن سے ہو گئی ہوں بیخبر تو چتی ہوں اس لئے میں سر کے بال میں طماچوں سکاروں ہوں منہ کو لال داغ دل سے ہوتی ہوں باغ و بہار سینہ چھین کر مرا چلی ہو سب گو برا شکل سپہ کرتی ہوں نشانہ کرتی ہوں شور قیامت کو بیا زہر کیسے گھونٹ بھر لیتی ہوں آہ جلی ہوں حسرت سے سر سے تا قدم گاہ روتی ہوں کبھی ہنستی ہوں نشار کوئی کہتا ہے جنوں لاریب ہے ہوں میں اندر آگ کے جیسے رسی عقل و ہوش اسکا ارادیں سر بسر سنگے منہ سیتا ہے جگہ بیک قلم وزدروں من نجست اسرار من ہے حقیقت میں وہی بس مفسدہ کرتے ہیں وہ جس سے اور کھڑے فرار کب علاج اسکا ہو جزو دیدار یار دیں ٹھنڈائی کی جگہ زوئے حار ڈالے پانی کی جگہ جلتے یہ تیل	مست ہوں پر دل مرا ہتھیار ہے ہے گناہ بس یہ کہیں رکھتی ہوں چاہ عشق نے اسکے کیا جو جاں میں گھر آہا ہے جب زلف دل سر کا خیال چہرہ گلگون کا اسکے کر خیال یاد کردہ خال روئے گل عذار نوک مرنگاں کا خیال ہو اسکے جب یار آدیں جب در در خان یار یاد کر کے قدر و قامت یار کا دور ساغر یاد کرنے یار کا یاد آوے جب سر پائے صفم اکو در در خان لب خنداں کو یاد کوئی کہتا ہے اسے آسیب ہے حال سے میرے کوئی واقف نہیں اسکو سب نکو بنا دیں سر بسر جس سے میں کہتی ہوں اپنا درد و غم ہر کے از ظن خود شدت یار من جیوں سمجھے ہیں یہ میرا فائدہ درد کا میرے نہیں کرتے علاج جو کوئی ہو عشق کا بیمار یار ہے یہ کس حکمت میں در مان بخار ہے کوئی آتش بجا نیکا یہ کھیل
--	--	--	---

۱۶

سہ ماہ صفت معبودیت حق است و مراد تجلیات سوری کہ سالک از کیفیت آن اطلاع فی شہودہ مراد تجلیات کہ در میخوردی و خواب میثونہ ۱۲ کہ مراد صفت بصیری لک عالی نظر و عنایت رلا لبان خود کہ مرکان مراد اشارت الہی باقی صفیہ ائمہ پر

چاہتے ہیں در عشق اس سے ہو دور میرا نہ راحت ہے مجھ کو اس کا غم عشق جان محرم ہے میرے جان کا پوچھے در عشق سے جو جام دل میں نہیں مجنون ہوں بس ہوشیار ہیں مسخر میری عقل و فہم عام شیخ نے جو نکتہ تحفہ سنے دل جلاسن گفت دل آویز کو یوں کہا ہے شیخ جان کھونا ترا اس ٹھہری کیا حال ہو تیرا بتا اس کے وصفیو تیرو جو یہ عالم فنا	اور ہے میری زندگی امیں ضرور موتیں و شہت ہے مجھ کو اس کا غم زخم غم مرہم ہے میری جان کا ہے تو بیا لوتنا آرام دل آتا ہے طوعہ جب لیسے مجھ کو عار اور جنوں میرا ہے اک ادنی غلام عشق کے دل میں در تحفہ چنے دی اجازت اشک گوہ زبر کو اُسکے وطنہ نیر ہے یہ رونا ترا تو رہے یا عقل نش تیرا بجا عاشق حق کیوں نہ ہو ہر دم فنا	درد جانان کس طرح چھوڑوں بھلا درد کی میرے دوا ہے اسکا درد عشق کی آتش ہے ٹھنڈک جاکنی گر یہ آنکھوں میں ہے زخم انتظار پیش اہل عقل فرزانہ ہوں میں ماندم در قید زنجیر جنون درد کی سن گفتگو عشق کر گئے تحفہ نے سوز نہانی شیخ کی اسکو سچا ہے اگر تو نیک بخت گر یہ مینی یک نفس حس و دود اجان و دل ہیں جب مجازی عشق تیں	زندگی سے کیسے منہ موڑوں بھلا اور تپ بھراں کی دارو آہ سرد دائمی سوزش ہے ٹھنڈک جان کی دھوتی ہوں انکو سے اسکو بار بار جاہلوں کے آگے دیوانہ ہوں نہیں بہ کہ باشم اہل عقل و دونوں جان و دل اندوہ غم سے بھر گئے دیکھ کر وہ اشک لانی شیخ کی یعنی ہے جیسا کہ حق معرفت اندر آتش افگنی جان و وجود کیوں نہ ہوں قربان حقیقی عشق میں تاکہ ہو معلوم جاننا زماں کا حال جو بصورت پاک طینت نیک ہے
--	---	---	---

### حکایت بطریق تمثیل

خوبی عالم تھا جبم اور دل تھا وہ تھا بڑھا ذہن و ذکا میں سب میں وہ آشیانہ طائر انظار کا ایک دم رہتا نہ ہے ابن امیر آخر اس بڑے کو مفلس جان کر صحبت اسکی میرا زادے کو مضطر اٹھ گیا مکتب سے وہ خستہ جگر کھا گیا تھا میرا زادے کا فراق خون دل پیتا تھا اور رونا تھا وہ	صحن کا اس کے کرو میں کیا بیان میر کا بڑ کا جو پڑھتا تھا ویاں ہو گئی ناگاہ الفت در میاں ناگہاں اک روز میر بیوفاق حکم اٹھا دینے کا اس کے دیدیا الغرض اسناد نے مجبور ہو پھر سنا تھا طرے دنوں کے بعد یوں آتش فرقت میں اسکے روز و شب کھانے پینے نے دیا اسکو جواب	تھا گویا اک حق کی رحمت کا نشان شکل صورت میں تھا کتنا نے زان میر کے بڑے کی اور اسکی بجاں اٹ گیا مکتب میں حسب اتفاق اور معلم سے یہ مضمون کہہ دیا جا کہا درویش کے فرزند کو ہے وہ بڑا سخت بیمار و زبوں جلتا جلتا تھا بصدرا سچ و تعب خواب و راحت نے کیا آرام خواب	اسکے اوپر کہتی ہوں میں ایک مثال نقل ہے بڑا کھا تھا اک درویش کے صورت و سیرت میں بس کمال تھا وہ پڑھتا تھا کتا کہ میرے مکتب میں وہ گلاب نوحس کے گلزار کا شبیقتہ ایسا ہوا پسر فقیر حال سب بڑوں کا پوچھا آن کر یعنی ہوگی آخرش اے اہل بر کہنے سے اسناد کے ہو چہنم تر تھی نہ اسکو کوئی بیماری شاق عیش دیکو تھا نہ شب سوتا تھا وہ
--	---	--	---

۱۳  
 دھوتی سے آگے ابواسطوحی یا ابواسطو الہام باشند ۱۲ھ دس مراد صفت منطقی و اشارت الہی است ۱۲ھ مراد صفت مبدویہ و سزا دہن  
 سے مراد جذبہ او معشوق عاشق ۱۲ھ ہر چیز کو دران چیز مشابہہ انوار غیبی دارک معانی کی کشند ۱۲ھ مراد جامع جمیع اعمار و عیاشات ۱۲

جھوک زیادہ ہو تو کھال کے کباب	پس غالب ہو تو دلے اکھڑے نہ آ	بے کجی ہنستا نہ کرنا بول چال	عم کے کوئیں پڑا رہتا نہ حال
حاکم اس کے کوئی اگر پوچھتا	ہنس کے رویتا نہ تھا کچھ بولتا	اندر اندر کھا کے رنج یا سخت	رفتہ رفتہ ہو گیا بیمار سخت
میر کے لڑکے کو جب پہنچی خبر	اسکی بیماری کی پھر تو جلد تر	جھٹھ بلا کر ایک خدمتگار کو	یوں کہا جا پوچھ اس بیمار کو
جامری جانب سے یوں اکبار کہہ	کیا ہے بیماری تجھے اے بار کہہ	آ کے خدمتگار نے بعد از سلام	میر کے لڑکے کا پہنچایا پیام
یوں جواب اس سوختہ جان نے دیا	تیری الفت میں مراد لچھنس گیا	تیری فرقت میں ہوا بیمار میں	اب کوئی دم کا ہوں جہاں یا میں
جان لے القصہ میرا بیگماں	جسم تڑپے ہے یہاں اور جان وہاں	لوٹ کر کے میر زادے کا غلام	آیا اور بیمار کا لایا پیام
میر کا لڑکا یمن کرنا ز سے	بول اٹھا کیا جانے کس انداز سے	یعنی نوکر کو کہا جا جلد تر	کہدے اس دلدادہ سے اس طور پر
گر تراد لچھ پہ یوں ماٹل ہے اب	بھینھے میں کون چیز حاٹل ہے اب	دل تر رہتا ہے گر تجھ بن اداس	بھیجتا کیوں نہیں دل میرے پاس
جا کے نوکر نے پیام جاں فزا	میر کے لڑکے کا عاشق سے کہا	سن کے عاشق نے پیام دریا	مٹھہ دروازہ پہ نوکر کو کہا
بعد لچ بے طلب تو گھر میں آ	اور طبق پر شیدہ لیجانا اٹھا	وہ طبق سر بستہ لیجا کر ضرور	جلد رکھنا میر زادے کے حضور
بعد اک ساعت کے نوکر میر کا	حسب فرمودہ پسر اندر گیا	جا کے دیکھا ہے طبق رکھا ٹھکا	اور زمین پر اک طرف لڑکا پڑا
ہے طبق رکھا ڈھکا اوپر درمال	اور زمین پر ہے پڑا وہ نونہال	وہ طباق اسجا سے جلدی سے اٹھا	میر کے لڑکے کجا آگے دھرا
اور کہا سب اس سے جا کر ماجرا	میر کے لڑکے نے پھر سنکر ذرا	اس طبق کو دیکھا جو درمال اٹھا	دل تڑپتا یا اس میں بر ملا
دیکھتے ہی اک لگی سینہ پہ چوٹ	ہو گیا اسکا بھی دل بس لوٹ پوٹ	وہ تو دل کو دیکھے راحت پا گیا	دلکو اس کے بھی گرت پڑا گیا
دیکے دل آرام اس کو ہو گیا	جب گیا پہلو سے دشمن ہو گیا	پھر کہا خادم کو جلدی دوڑ کر	جا کے اس جاننازکی لا تو خبر
سننے ہی خادم گیا داں جلد تر	اور اس جاننازہ کی لایا خبر	یعنی وہ دلدادہ لڑکا مر گیا	جانکو جانناں پہ قرباں کر گیا
رکھ کے سر نانو پہ بیدم ہو گیا	سانپ کے کائیکے جوں چپ سو گیا	عشق اپنا کام کر کے چل گیا	گلبن نونہائے گل میں مل گیا
ہو گیا وہ جان بحق تسلیم آہ	سکے اسکی بھی ہوئی حالت تباہ	اپنے کہنے سے پشیمان ہو کے وہ	ہو گیا بیہوش بس رور کے وہ
فائدہ کیا اس پشیمانی سے اب	چل گیا جب تیر سٹ سکتا ہے کب	عاشق صادق تھا اور اہل کمال	دیدیا دلبر کو جو دل بے ملال
لیکے مسکین نے اشارہ دلر با	دیدیا دل کر کے پہلو سے جدا	اک اشارے میں ریا دل بخیل	کر گیا اس شعر پر گو یا عمل
دلر بلا کھوں خریدے پیٹنے دماغ	اک کلی دیکر لیا بھیلوں کا باغ	جبکہ ہو عاشق مجازی کا یہ حال	کیوں نہ مٹ جاں عاشقان ذوالجلال
خلق دے مخلوق پر جان بے عتا	عشق خالق میں نہ ہو کیونکر فنا	عشق موی کچھ نہیں لیلی سے کم	کیوں نہ ہوں جنوں میں سپر یکتلم
شع پر پروانہ ہو جل کر فنا	عاشقان حق نہ ہو کیونکر فنا	حسن یوسف پر زنان مصر مست	ہو کے کاٹیں جاے لیموں اپنے دست
حسن یوسف عکس حق ہے یار	حسن حق پر کیوں نہ ہو عاشق نثار	عاشقان صورت و ہم و خیال	کب ہوں مثل عاشقان ذوالجلال
گوی شو میگرد ویر پہلو سے صدق	غلط غلطان و زخم چو کان عشق	عشق حق میں تو جو دے اک جاگو	پاؤے بدلا دس سے لیکر سات سو

عشقتھا نے کز پے رنگے بود تھر تھر کر گر ہڑپی بے ہوش ہو شیخ نے اسکو پکاراے کنیز نام جو لیتی ہے میرا بر ملا غم میں اس کے عشق کے کھیلی ہے نور شیخ بولے مانا میں عاشق ہے تو کوئے محبوب کی عاشق ہے تو کون سے ہے شعلہ رو کی سوختہ کوئے ہے سرو قد کی پائمال زخم خوردہ ہے تو کس چوگان کی کون سے گل کی ہے تو بلبل بنا عرض کی تحفہ نے اے قطب زمان یعنی جس نے کر دیا ہے بے قصور عشقتی سے پر جان جسے جی مجھے مجھ کو اپنے سے شناسا کر دیا خالق کو نہیں پر عاشق ہون نہیں دل دہندہ ہی کی دلبر وہ ہون نہیں ہوں دہندہ آبرو کی اشک ریز اپنے امیر آبرو گل ہوں میں جسکی محبت کی ہے کثرت جلوہ گاہ ہے وہی معبود برحق میرا دوست ہے مرا محبوب مطلوب و حبیب جسکی پی کر کے منے حیرت زمیں جسکے جام عشق سے ذرات مست ہے جو محبوبان عالم پر یہ نور	عشق بنود عاقبت ننگے بود آہ بھر کرہ گئی خاموش ہو بولی لبیک اے مری با تمیز مجھ کو جانے ہے کہاں سے تو تینا آپکو کھو کر کے پایا اس کو فرد پر بنا ہے کون تیرا ماہر و کوئے مطلوب کی شائق ہے تو ہے تو کس تیرنگہ کی دوختہ عشق میں کس ماہ کے ہے تو بلال گیندہ کی جون ہے جو سلطان ہر گھڑی	حضرت تحفہ لغم پر سیدہ چاک بعد ساعت کے جو آیا اسکو ہوش یوں کہا پھر شیخ نے اے با ادب بولی جیسے دوست کو جانا ہے ہیں کھل گئے سب دل میں اسرا جہاں کر ذرا روشن ترا ہے کون ماہ کوئے دلدار پر ناں ہے تو ہے تو کس شیریں دہن کی تشنہ لب بیچ میں آئی ہے کس کاکل کے تو کوئے شمشاد کی قمری ہے تو	کہر چکی جب یہ حکایت درد ناک پھر وہی نعرہ تھا اور جوش و خروش کیا مرا جانے ہے تو نام و لقب اس سے اس کو نوب پہچانا ہے میں ہے تہ کوئی بھید اب مجھ سے نہاں کوئے بت نے تری ماری ہے راہ کسکی تیغ ابرو کی کمال گاہوں ہے تو ہے تو کس چاہ ذوق میں غرق اب ہے نشہ میں بیچ تناسل کے تو کوئے آزاد کی قیدی ہے تو کون ہے محبوب تیرا گل بنسا ہے مرا محبوب خلاق جہاں حرف دو سے دونوں عالم کا ظہور یاد میں اپنے بہر مومکی مجھے نور عرفاں سے مراد مل بھر دیا	بیان کردن بی بی تحفہ معشوق و محبوب خود را کہ محبوب من معبود برحق و قادر مطلق است	ملاک دارین کی شائق ہون نہیں اپنے اسماعیل بخش کی مردہ ہون نہیں اپنے عزت بخش کی ہوں شاگ بیز گاہ قمری اور گئے بلبل ہون نہیں جسکی یکتائی کا شہدائند گواہ ہے وہی معبود مطلق میرا دوست جو ہے مجھ سے بھی بہت میرے قریب ہے پڑی بدست ہیجان و خیریں فرش تلخ عرض موجودات مست ہے اسی کی پر توہ کا سب ظہور	بولدیا جسے دیاد اس کو میں اپنی ہستی بخش پر ہون نہیں فنا اپنے یوں افروختہ پر سوختہ ہے مرا محبوب دو عالم کا رب ذات برحق بارشاہ مبدل ہے مرا محبوب سر کن فکاں ہے مرا معشوق وہ بیشیہ شک ہے نشہ میں جسکی عہدیت کے چور ہے وہی دلبر مراد ہی حبیب حسن محبوبان عالم سر بسر	آپ کو چھوڑ گئی مل اس کو میں میکہستی میں ہے وہ جلوہ نما اپنی شادی پر ہوں غم اندوختہ جسکی پاک بونٹی ہے خلق سب فرد مطلق لایزال و لم یزل جان عالم جان روح جہاں عشق میں جسکے ہے سرگرداں فلک آدم و جن و ملک حور و قصور اور سوا اسکے نہیں کوئی حبیب عکس جن حق ہے یوں خود سنگ پر
---	--	--	--	--	--	---	---

اسکے عاشق پر جب آتی ہے ہمسای ساتھ اس سایہ کے ترا ہے نقل تجہ حقیقی عشق میں کر ترک و تاز ہو گیا عشق مجازی سرد سب جس پہ یہ عاشق ہوا اتھا مبتلا عشق ناقص میں عمر برباد کی عشق کیا اور کی نہ سورج پر نظر عشق حقیقی تب اسے حاصل ہوا میشود ہر دم زغجہ تازہ تر دل میں اور اکھوں میں با صبر و فر ہے وہی محبوب ہر جا جلوہ گر دو نظر آتے ہیں اجول کو ولیک گر چہ رنگارنگ ہے ان کا ظہور عقل اس کثرت سے حیرا ہے ولیک حق کے اسماء و صفات میں جلوہ گر وہ بھی ہے ناچیز اے اعداد جو جان اسمیں آپ کو محو نہیاں اڑے کب دام سخن میں اے پرد آگ بندہ میں سما سکتی ہے کب نور میں ظلمت کو ہو کس طرح راہ رہ گئے حیران و ششدر بے سخن	اگر کیا جب زہر ہوئی ظاہر مسی ہو وے گر عاشق مجازی کو عقل جب حقیقت رکھدی اندر مجاز ہو گئی باہر بدن سے روح جب پرتوہ سخن حقیقی کا وہ محفا لکھائی جب آنکھ تب فریاد کی دیکھ کر کے عکس خود دیوار پر جب خیال ماسوا باطل ہوا عشق زندہ در روان و در بصر عشق زندہ کا ہو ہر دم تازہ تر بند کر آنکھوں کو کر دل سے نظر ہے حقیقت میں نہیں جز ذات ایک ہیں اسی دریا کی سب موجیں ضرور ہے ہزاروں آئینوں میں شکل ایک پوچھیے آئینوں کی کثرت سے نوگر وہ نہیں جمیں نہیں وہ جمیں ہو زہ کہ دو نہ پڑھو اور دو نہجان ہے ہماے وحدت اب پرواز پر باد اندر رشک آسکتی ہے کب	عکس مجبوی ہے مجبوی خلق خاکیں عشق مجازی رل گیا عشق حقیقی اسکو حاصل ہو گیا بے وفائی اپنی ظاہر کر گیا عشق تھا جسپر کہو وہ کیا تھی شے رہ گیا عاشق بچارہ دیکھنا تھوڑا دریا کو ہوا قطرہ میں غرق اصل صورت سے رہا تھا بے نصیب عشق راہی و برقیوم دار زندہ اور قائم کا کہ عشق اختیار شکل ہستی ہے ولے نابود ہے اول و آخر نہان و آشکار ہے وہی نور شدید ہر جا جلوہ گر ایک ہی جب نور پر جاوے نظر عقل جزوی اس تکثر سے ہے دگ ہر اک ان کا ایک سے خالی نہو ہے وہی نور منترہ چار سو ہے یہی بہتر کچھ رہنما ہو نہیں زہ میں خوشید اڑے کس طرح	جس برانزودہ ہے یہ خوبی خلق سایہ اپنے اصل کو جب چل گیا سایہ تو جا اصل میں اپنے ملا یعنی جب معشوق اسکا مر گیا چشم و گوش و تپہ سب موجود ہے پرتوہ جب اصل کو اپنے گیا اصل اور سایہ میں سمجھا کچھ نہ فرق آئینہ میں دیکھ کر عکس حبیب عشق بر مردہ نباشد پائدار عشق مردہ پر نہیں ہے پائدار ماسوا حق کے جو کچھ موجود ہے غیری کب ہے وہ ہے موجود یار اجول کو دور کر کے کر نظر شع کر لاکھوں تجھے آویں نظر آئینوں کو دیکھ کر کے رنگ رنگ دس عدد ہوں یا ہزار ہوں یا کہ سو یہ نہیں ہے وہ نہیں ہے میں نہ نو اس سے زیادہ کہ نہیں سکتا ہو نہیں قطرہ میں دریا سماوے کس طرح کوہ کو کیونکر اٹھاوے برگ کا شیخ سری بی سخن تحفہ سے سن سکے اس سے بیدل میٹھے کلام یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا بعد از ان اک ادھر کو گر پڑی دیکھ اس کی حالت مضطر کو شیخ
---	---	--	---

رجوع بقصہ

شربت توحید کو بس کر کے نوش بند حجب آزاد کو بس کر دیا چند شعر اپنے مناسب حال کے بہر حق کر اس ولیہ کو رہا	کر کے اس سے گوہر معنی بگوئیں جاہلوں نے کر کے باہم مشورہ ہوش جب آیا تو پھر اس نے پڑھے صاحب بیمار خانہ سے کہا	قد و وحدت سے ہوئے شیرین کام روٹی اور رکھ ہاتھ یہ دلیر کہا شیخ نے جا مانگی مر اس گھر سی اور سن کر قصہ بے سر کو شیخ	اس سے بیدل میٹھے کلام یوں کہا قیدی تجھے کس نے کیا بعد از ان اک ادھر کو گر پڑی دیکھ اس کی حالت مضطر کو شیخ
--	--	--	--

اس گرفتار محبت کو تو چھوڑ گرتو آزاد دو عالم کو آزاد پھر کیا یوں شیخ نے اس خستہ جاں قید میں ظاہری میں کیا قید ہوں طوق زنجیر اور یہ زندان میرے اب قید میں جسم کو کیا منصور کو	آہودے پھولے وحدت کو تو چھوڑ دو جہان میں تاکرے حق تجھ کو شاد اب چلی جاتیرا دل چاہے جہاں قید باطن کی ولے پابند ہوں اک اشاعت میں فنا ہوتے ہیں سب	قید سے تو چھوڑ اس بے قید کو سنکے اسنے طوق اور زنجیر توڑ عرض کیا تحفہ نے اے والا گھر شیر معنی ہو نہیں آزاد دو کون کیا نہیں تم نے سنا ہے خوشحال	ناترے برلاوے حق امید کو انکے کہنے سے دیا تحفہ کو چھوڑ میرے جانیکا ٹکٹھ کا نا ہے کدھر بندر کرسکتا ہے اب تجھ کو کون قید میں منصور کی قوت کا حال
--	---	---	---

حکایت حضرت شیخ منصور رحمہ اللہ

اپنے اپنے جرم کی شامت سے بند کیوں نہیں دیتے خلاصی آپ کو اک اشارے میں تمہارے بند توڑ بند اور زنجیر سے بالکل خلاص میرے اور چوکی کے اوپر مستعد ہو گئے پھٹکے دیوار و زمین در یوں کہا جاتا ہے مجھ کو دار پر ٹکڑے ٹکڑے ہونگے جسم زار کے کو دیا ہے بند میں بندہ کے بند ہو جا امیرا یہاں گر بند بند ہے عجب تو نمکتہ داں انے دفنون	بولا منصور ان کو تم سے بند توڑ یوں کہا تجھ کو شریعت کا ہے پاس پھر اشارہ جو کیا انگشت سے عرض کی سب نے کائے شیخ بلند یوں کہ منصور نے پھر کیا ہے ڈر مجھ کہا اب جاؤ تم سارے نکل پے مرے سینہ میں اک ستر نماں اس طرح میں بھی ہوں حقیقی بند اس مرے محبوب نے کردی مجھے گر مرا مالک ہو راضی جاؤنگی اس سخن سے ہو گیا اب آشکار	تم اگر چاہو تو دو نہیں سبکو چھوڑ قید حق میں ہوں نہیں مجھ کو ہر اس بند و ست و پائے اگلے گر پڑے کس طرح جائیں در زندان سے تید کہہ کے یہ اور کی سوئے زندان نظر اپنے اپنے کھر کو جاؤ بے غلغل دار پر جا کر کروں گا میں عیاں امر تلخ اسکا ہے مجھ پر مثل قند اپنے اک بندے کی بس بندی مجھ ورنہ صابر ہوں نہ میں گھراؤنگی میں ہوں مجھوں اور تو ہے ہوشیار کر رہے تھے گفتگو نے راز و ناز پشت خم غصہ سے سینہ دوختہ جانب زندان بندی بے اماں سنکے بیخوش ہو گیا وہ اس گھڑی منشکلیں آسان ہونگی میری ہب مجھ سے سو درجہ ہے بہتر یہ کنیز اور ہونا لائق معظم محترم کیونکہ ہے واں جلوہ فرما کر یا	قید میں منصور کو ساقہ اس کے تھے تین سوا اور چند یوں کہا سب نے یہ گر مان ہے جو ہاں اگر چاہو تو دو میں ہو چھوڑ قیدیوں نے آپ کو دیکھا جو خاص اور میں دریاں دروں پہ مستعد شیخ کے کرتے ہیں زندان پر نظر بولے سب تم کیوں نہیں چلتے پوچھ بعد اس کے حکم سے دل دار کے میرے پیارے نے مجھے اے ہوشمند اس کی مرضی پر رہو گی دل سے بند شیخ سہری نے کہا بنسکر کے یوں شیخ اور تحفہ ہم آپس میں باز تا جردل خستہ سینہ سوختہ آگیا باہر سے اندر ناگہاں آکے دار و فہ نے یوں اس سے کہا شیخ کو دیکھا تو بس خرم ہوا بعد تسلیم و ادب ہو چشم تر ہے ادب مجھ سے گدا کا بے شمار اہلہاں تعظیم مسجد جی گفتند
---	---	--	--

ملاقات شدن شیخ سہری سقطی از

تاجر مالک تحفہ

پاس اس کے بیٹھے میں حضرت سہری بولابرت سے دعا کی ان کی اب شیخ بولا ہوش کرائے با تمبر لائق تعظیم پرتو ہو ستم کب سے مسجد جز ورون اولیا	ہے کہاں تحفہ کہا اندر ہے جا فکر سے تحفہ کے دل بے غم ہوا رکھدا پھر شیخ کے پاؤں میں سر شاہ معنی کو کیا ہے در جفائے اہل دل جدی کشند	سینے سے ہو گیا اب آشکار اس سخن سے ہو گیا اب آشکار اس سخن سے ہو گیا اب آشکار اس سخن سے ہو گیا اب آشکار	تاجر مالک تحفہ تاجر مالک تحفہ تاجر مالک تحفہ تاجر مالک تحفہ
---	--	--	--

کیظ بندری ہے اے دانائے راز	باز کو پشیم کہیں پشیمہ کو باز	ہے عجب دنیا کا یہ برعکس کار	خاک کو جانے ہیں گل اور گل کو خار
چاہ کو جانے میں راہ اور راہ کو چاہ	شاہ کو مسکین کہیں مسکین کو شاہ	نیک کو جانیں ہیں بد اور بد کو نیک	ایک کو سمجھیں ہیں سوا اور سو کو ایک
غم کو شادی جانیں اور شادی کو غم	نم کو دریا سمجھیں اور دریا کو نم	خوار کو سلطان سلطان کو زویل	دانا کو نادان اور نادان کو عقل
سہل کو مشکل کہیں مشکل کو سہل	اہل کو نااہل نااہلوں کو اہل	عاقلوں کو جانتے بھنوتے ہیں	اور جو ہیں بھنوتے انہیں عاقل کہیں
حلق جسکو جانتی سردار ہے	پیش اہل دل ذلیل و خوار ہے	اور جسے سمجھیں ہیں سب خوار و ذلیل	ہے حقیقت میں وہی شاہ جلیل
اس کینیزک کو کہ ہے سلطان جان	کس لئے رکھا ہے خوار و مستعان	کیوں کیا اس گلبدن کو خوار و زار	کیوں کیا اس آئینہ کو پرغبار
جان کو اپنی ستا تا ہے کوئی	خاکمیں زر کو ملاتا ہے کوئی	کیوں اس آزاد دو عالم کو کیا	قید میں اسکا سبب مجھ کو بتا
کر بیان اس کی حقیقت مجھ سے تو	اول اور آخر سے بکسر مویجو	حال کیا رکھتی تھی اور کیا صورت جو	یہ جنوں اسکو ہوا کیونکر شروع

### بیان نمودن تاہر حال تحفہ راجہ مالک اللہ

ہو گئی ہے کب کب سے یہ رحمت سے	عشق کے کچھ در تحفہ بگوش	سینے ساتھ اس کے کہا نیگوشی	کتنی مدت سے ہے یہ حالت اسے
اشک سے لعل و گہر کرنے نثار	نکل راہ گوش سے کچھ تو اس آں	ایک دن پھر تا تھا میں بغداد میں	شیخ سے کی عرض تاجرنے کہ یار
سینے مجھ سے قصہ تحفہ بہ ہوش	گر رہی تھی قند پر جیسے ہوام	ایک سے پوچھا میں کیوں ہے بیہوش	اس بلائے ناگہانی کو مرسی
کان دیکھ نامرے دل کا دھواں	جنبتی تحفہ ہے تحفہ اس کا نام	دیکھ اس کو شمع رو و گلبدن	آگیا اک کو چڑ بیدار میں
۲۲ خالق کا دیکھا وہاں اک اثر ہام	دل میں پھول اسکی تمنا کا کھلا	جلوہ آن ماہرے از راہ گوش	ہے کہا اک فتنہ تحفہ کی دھوم
بتا ہے اک شاہد خورشید فام	سہر تسخیر پری آگے بڑھنا	دیکھا رخ اسکا تو یا جلوہ گر	سب گئے ہیں ہلبل و پروانہ بن
وصف اس گلر و کاج مجھ پر کھلا	جسکی ہے تعریف میں قاصر زبان	پہن خریدار اسکے صد ما پیش پا	براز تاہر دوران عقل و ہوش
الغرض میں بھی عزیمت کہ بڑھنا	اس کی قیمت دو لگا میں سب سے سوا	یاں تنک لایا کہ جو اندر شمار	کان سے بہتر ملی مجھ کو نظر
نور کا تپلا عجب دیکھا عیاں	فتنہ دوران آشوب زمان	آیا خوش ہو کر کہ پھر میں جلد تر	قیمت اس کی کرتے جاتے ہیں سوا
سب سے آگے بڑھ کے آخر میں کہا	خاطر عالم رہی تھی اسپر طھل	سر سے پار رکھتی تھی زیبائی پنا	آنے دہم اسکی قیمت میں ہزار
لے لیا میں مول آخر کو بجاں			خانہ ویران گر کو لیکر اپنے گھر
خوبی و حرفت کا تھا پس اسکے نخل			پر عیاں چہرے سے سودائی پنا

### اظہار شدن عشق تحفہ وزور شوراد

شوق کی پیکر کے اک دن بنگ کو	مایہ بے مایہ کا بس کا شفیق	دستگیر ناتواں عاجز نواز	مستغیث عاجزان چارہ ساز
تھا زبان پر یہ کہ ہے فریاد رس	مرہم نغمہ دلان پاک باز	اے مرے دلبر اے جا کے جذب	ہے مرے نزدیک دور و نئے قریب
چارہ بچار کی کا بیکس کا رفیق	خالق کے در پر مجھ دی تونے جا	پر سے تیرے عشق سے سب تن مرا	خالق کے ہاتھوں میں ہے دامن مرا
دل ہندہ بیدلاں عاشق نواز			
پردہ دلیں مرے ملی تونے جا			



بندگ تیری ہے میری زندگی	غیر کر دفع بند بندگی	ہے قسم تیرے جمال پاک کی	دام غم میں تیرے جیسے میں پھنسی
دو جہاں کا دلے میرے غم گیا	تخم الفت تیرا دل میں جم گیا	ہر گ روپے میں سما یا ہے تو یہی	غیر کی مجھ میں گنگناش سہی
بیکسو نکا تو ہے کس بیکس ہونیں	دستگیری کر کہ بس بیس ہوں میں	ہاتھ سے اس کے تو کر مجھ کو خلاص	کر مجھے اپنے کرم سے اپنا خاص
کہہ کہ یہ بچھڑے تماشا رو پڑی	کھولدی نرنگا سے مرجان کی جڑی	بعد ازاں اٹھ کر کے توڑا ساز کو	اد کر کیا رو نام شروع اور ہائے ہو
ماسوا کی آرزو میں توڑ دیں	آرزو میں دلے اپنے چھوڑ دیں	جو کوئی اس مغل دلکش میں تھا	تا جہاں اور ساتھ اسکے سب تھوڑا بڑا
بول اٹھا ہر ایک کسی سودا سے آ	سر میں اس زبیا کے سودا بڑ گیا	تیر عشق چھینا کسی خوش ماہ نے	زخم کھایا اسکی جاہ آگاہ نے
عشق کا مارا کسی نے اس کو تیر	پار دل کے ہو گیا سینہ کو چیر	لیک کی ہر چند سب نے باہر	جستجو اسباب کی ادھر ادھر
پر ہوا روشن نہ وہ ہے کون ماہ	کو ن سے بت نے ہے مارا اس کو آہ	ماری تیغ عشق کس معشوق نے	زخم دل کھایا جو اس معشوق نے
گدرا اس حالت میں اسکو اکیساں	کھانا اور پینا تھا اس پر سب بال	عیش دیکو تھا نہ سونا رات کو	لب بیخندان نے زباں کے گفتگو
اس رکھتی تھی غم بے ڈھب سے یہ	بھگاتی تھی مثل حشری سب سے یہ	تھی گریباں سے عداوت ہاتھ کو	تا روا میں میں نہ چھوڑے بات کو
آہ نالہ سے اسے الفت کمال	اپنے بیکانے سے تھی وحشت کمال	شور افغان کی کبھی تھی دھوم دھما	گاہ خاموشی سے رکھتی تھی کلام
گاہ سر رہتی تھی دیواروں سے چھوڑ	گاہ جا بنگل میں دروازوں کو توڑ	رات بچھڑ سستی تھی یا روتی تھی یہ	جگھوٹنے دے نہ خود موتی تھی یہ
نوجہنی تھی گاہ اپنے سر کے بال	گمہ طمانچوں سے کرے تھی منہ کو لال	کام تھا گریہ ہے اسکو روز و شب	جان میری اس سے آئی ہے بلب

## مفید کردن تحفہ رادر بیمارستان و بیان روز شورا و در غلبہ عشق الہی نو

گرچہ تدریب کریں میں سو سزا	ایک نے بھی پر کیا اس پر نہ کار	جبکہ گڑا اور بھی اس کا مزاج	بند کرنا بھڑا آخر کو علاج
کر کے ہیں آہن دلی سب نے بدوق	کر دیا اس ماہ کو زنجیر طوق	چشم سے جاری تھا اسکے نونکا ناں	پھر ہر ہی تھی شعرا اپنے حسب حال
اشک آنکھوں میں لبوں پر تھی نفاں	عاشقانہ تھی غزل منہ سے عیاں	جس کا سب مضمون موزور در تھا	گر یہ و افغان آہ سرد تھا
جیسے اب تک وہ ہی دیوانی ہے یہ	عقل و حس اپنے سے بیگانی ہے یہ	دشمنی ہے خویش داری سے اسے	مہدی ہے آہ و زاری سے اسے
کھانا پینا ترک اس کا ہو گیا	خواب اور آرام اس کا سو گیا	کھا کباب دل لگی ہے بھوک اگر	حب پیاسی ہو پیے خون جگر
نقل غم اس کا ہے رونا پنے شراب	لوٹنا بگنا ہے پیوستی ہے خواب	راحت اور آرام اس پر شاق ہے	اور تڑپنے لوٹنے میں طاق ہے
ہے جنوں پر اپنے دیوانی سدا	عقل سے رہتی ہے بیگانی سدا	گر نہیں تھوڑا بہت روتی ہے یہ	رنج و غم پر اپنے خوش ہوتی ہے یہ
ہو ہے روشن جس جگہ شمع بلا	اپنے دے پروانہ جان کو جلا	غش ہے اپنی بخودی مستی ہے یہ	مرتی ہے نت نیستی پستی ہے یہ
ہے محبت اس کو وحدت سدا	دشمنی رکھتی ہے کثرت سے سدا	اپنی حیرانی کی یہ مشتاق ہے	شور و غل میں شہرہ آفاق ہے

<p>کر دیا ہے عیش میرا سب خراب ہے خریدار دیکے درہم میں ہزار جس سے اسکو چاہتا ہے ہر بشر شوق کا خلقت کی ہے اس پر مجوم دل کو اک نغمہ میں لجاتی ہے یہ ذوق سے دو دو بہر سر کو دھنے اور دم عیسیٰ اسے حق نے دیا جانے گلزار ارم کو بید رنگ ہر صدا سے اسکی حیراں کل جہاں اس سے واقف ہے خزانے لایزال بیچ ہے کیا ناخر بیاں کرتا ہے جون دست بدل دیدہ تر کھولی زبان بیچ کہا تاجر نے گرچہ بیچ نہیں</p>	<p>اسکی اس حالت نے اے والا فطاب یا ہمہ حال اسکو میں سوز و نار کیونکہ رکھتی ہے یہ اک کال ہنر جس سے زیادہ خلق میں اسکی ہے عوم یوں کہا ہے مطربہ گاتی ہے یہ جو کوئی آواز کو اس کی سنے لحن داؤدی اسے حق نے دیا بلبل روح اسکا سن آواز چنگ مرغ دل پڑاں ہو جب کھولے زبان اور سوا اسکے ہیں جو اس میں کمال</p>	<p>اشک کو میرا خودی دھونے سے عشق گنج دولت کی مرے کچی ہے یہ ہم مثل قیمت کے اس پر سود اور اس سے زیادہ اور ہے اسمیں کمال جس سے اسکی ہے یہ قیمت اور قدر قال سے اسکی ہو عالم اہل حال مست ہوتے ہیں در دیو اور سب جا کے آتی ہے تن مردہ میں جاں صوفی اک عالم کو کر دیتی ہے یہ ہوتی ہے بریا قیامت جا رسو</p>	<p>اسکی انکھوں کو بہت روئے سے عشق اور جو پوچھو سب مری پوچھی ہے یہ رکھتا تھا امید تالوں میں بפור رکھتی ہے ظاہر جو بیس و جمال شیخ بولے اسمیں کیا ہے وہ ہنر فن مریقی میں رکھتی ہے کمال ذوق میں اگر کہ یہ گاتی ہے جب واسطے نغمہ کے جب کھولے زبان ہاتھ میں جب ساز کو لیتی ہے یہ جب بلند کرتی ہے یہ آواز کو سکے سہری نے کہا تحفہ سے یوں حال دل کچھ تو بھی کرنا بیان روٹی اور ہنس کر کہا ہے شیخ دیں کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی یعنی کی حق نے مرے دل سے کلام لے لیا میں کو جو الفت کو میں سب گن ہوں کو مرے کر کے معاف فضل سے حق کے ہوئی مقبول ہیں زبنا مرغوب ناچیز و حقیر ہے یہ فضل و لطف اسکی ذات میں سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر نے گل پر مردہ دے گلشن تجھے لیکے تجھے سے کوزہ آب خراب سجدہ سر جو نہیں ہنر خاک و خون چشم نم لے دے یم رحمت تجھے</p>
---	--	---	---

پرسیدن شیخ سہری سقظی از تحفہ مطربہ  
حقیقت حال او

<p>جسکے معنی میں نے سہری میں لکھے کر لیا حتی نے مجھے پاک اور قبول ہو گئی حاضر یکا را جب مجھے ہو گیا وہ وارث ہر دروسرا زہر ناقص تلخ و تیرہ مثل قند فضل سے لکھی اسے نعمت کثیر پوختہ لیکر دے ہے موتی ہاتھ میں لے ہے مشت خاک دے ہے سیم وزر بدلے اک دینار کے دے کان زر لے ہے گندہ بیروے حور و قصور لیکے دے نعمائے جنت نامراد دل کے بدلے جان جان کون جان</p>	<p>بچھری اشعار عربی کے پڑھے بعد فرقت کے ہوئی قربت حصول جو کہا مانا میں رغبت سے اسے ایک جنت کیا جو اس کا سرور با الطف حق نے کر لیا مجھ سے پسند</p>	<p>حال سے میرے نہ واقف ہر کوئی تھی زبان محبوب اپنی اس مقام پر نہ چھوڑا اس درد دولت کو میں کی عطا جنت مجھے بے اختلاف سیر باغ وصل میں مشغول میں</p>	<p>کہتا ہے اپنی سمجھ کی ہر کوئی یعنی کی حق نے مرے دل سے کلام لے لیا میں کو جو الفت کو میں سب گن ہوں کو مرے کر کے معاف فضل سے حق کے ہوئی مقبول ہیں زبنا مرغوب ناچیز و حقیر ہے یہ فضل و لطف اسکی ذات میں سنگریزہ لیکے دے لعل و گہر نے گل پر مردہ دے گلشن تجھے لیکے تجھے سے کوزہ آب خراب سجدہ سر جو نہیں ہنر خاک و خون چشم نم لے دے یم رحمت تجھے</p>
--	---	---	---

ذکر عطا ربی اتہائے الہی در عبادت

بندگان خود

<p>لیکے شاخ تشنگ دے بستان تر لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور ہیں جو اعمال جو ارج خاک باد دست تا باا و پردے اور زباں</p>	<p>بر لے اکن کے دے فرمن تجھے ہا ہم کو تر دے ہے یا مشک و گلاب بدلے اسکے دے ہے قرب بیچگوں آہ دل لیدر دم و صلت مجھے</p>	<p>بندگان خود لیکے شاخ تشنگ دے بستان تر لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور ہیں جو اعمال جو ارج خاک باد دست تا باا و پردے اور زباں</p>	<p>بندگان خود لیکے شاخ تشنگ دے بستان تر لے دو قطرہ اشک دے دریائے نور ہیں جو اعمال جو ارج خاک باد دست تا باا و پردے اور زباں</p>
--	--	---	---

لفط لسان کا ہوا اس کے کب بیان پشہ کو شہباز کے دے بال و پر وہ ہوا اس کا جواب اسکا ہوا چند ایام اندر عمر مستعار پیش بغی دنیاک ساعت ہے بس مت کران انفاں خوش کو خور و تار نوش تو سب چھوڑ کر مچائے گا آفریں جاں کو جو اسکی رہ میں جا عبد و پیمان ازل کو یاد کر پاسیان ذکر کا کھ زور و شور ایک دم غافل نہ رہ کر ذکر حق ذکر کر نہ کو تا ہو دے عیاں ۲۵ ہے شاہد حق کا ذکر روح بیباں جبکہ تجھ پر ہو عیاں سلطان ذکر ہو ترے دل میں جہاں جان عیاں پیش خورشید کرم اے جان غم بعد اس کے ہو نہیں سکتا عیاں دل سے جس دم عشق کا شعلہ ٹھا	بخت سے ادنیٰ کو اک ملک جہاں رو بہ مسکین کو طاقت شیر نر وہ ہوا اسکا تو سب اسکا ہوا کر کے طاعت لے حیات پائنداً ایک ساعت وہ بھی بیرہت آگس غفلت و نسیاں سے بچ رہ ہوشیار مہ جاسر کو جو ہوا اس پر فدا ذکر حق سے ملک دل آباد کر تا نہ آجائے کہیں غفلت کا چور تا نہ آئے غیر ذکر و فکر حق نی کہ ہو جس ذکر سے جاری زبان رویت اور دیدار ہو امدان وہاں اس گھٹی ہو ہر بسر تو کان ذکر جسکے اک دریا کا نظہ یہ جہاں ہیں یہ دونوں ماہور ذرہ سے کم ہو ترے ہر جزوے جو کچھ عیاں جز واحد کے کون اے احمد رہا	تخت پر بخشش کب جو ہو جلوہ گر ذرہ کو خوشید کر دیتا ہے وہ ہوش کراے بار بہ وصل جاں وہ حیات جاوداں ہے انتہا ہے کہاں افسوس تیری ہوش و عقل تین دن کے عیش پرمت ہو نشاد توحیات جاوداں چاہے اگر مرنا اس رہ میں ہے رشک زندگی غفلت و نسیاں سے رہ تو دور تر ایک دم نسیاں اگر تجھ کو ہوا غیر حق کو دل سے اپنے دور کر ذکر تن طاعت ہے ذکر دل حضور ذکر لفظی عارضی ہے اے عزیز ذکر اور نہ کو رہا ایک بار یہ جہاں نم ہے وہ یم بے انتہا الغرض برق تجلی نہاں جب کرے عشق احمد دل سے ظہور بند کر انداز اب آگے زباں	بندۂ عاجز کو بختے تاج سر قطرہ میں دریا کو بھر دیتا ہے وہ مرزہ دنیا ہے کچھ بولے بیباں گرد جس کے نیستی ہرگز نہ جا سائنس تیری راہیگان کرتی ہے نقل آتر ہو مثل عقیمہ نامراد پہلے مر سے جاگا ورنہ مر ہے یہ مرنا زندگی پائندگی پاس کر انفاں کا اے بیخبر عمر کی دولت سے لچا گا چورا نور کے جلوہ سے دل معمور کر ذکر سری نور سستی سے لغور ذکر روحی جو ہی ہے اے عزیز غیر حق کی کب رہی باقی شمار تم کو ہے اس یم سے بس نشو و نما چھونک کر کردے تجھے بس نیشاں میم احمد درمیاں سے ہو دے دور قصدہ تحفہ کو کر ہم سے بیباں
--	--	--	---

رجوع بقصدہ و تردیدن شیخ سری تحفہ را و منظور نہ کردن تاجر و آزاد کردن تحفہ را

شیخ نے سن دیکھ کے حال و قال اور کہا دل میں کہ رطکوں سے گہر حقہ پر عمل سر بستہ ہے یہ شیخ نے پھر اٹھ کے تاجر سے کہا	پائے جب تحفہ میں سب تحفہ کمال مول لینا ہے بہت آسان تر لے تو اسکو کھول دے زر کی گرہ بچ میں تحفہ کو دوں سکی بہا	خاطر نادر میں اپنے باکمال دونوں عالم سے ہے بہتر یہ گہر گرچہ تیرے پاس اک درہم نہیں بچتا ہے تو اگر لے تا ہوں میں	بو یا ایک اسکی تمنا کا منہاں اور ہے تاجر طفل نادان بیخبر لطف حق کا بھی مگر کچھ کم نہیں جو طلب قیمت کرے دیتا ہوں نہیں
--	--	---	---

<p>جس قدر زہ چاہئے مجھ کو سولے میں تو لشکر ہو گیا اس پر فقیر جو کہ تقدیر میں ہے پاس تھا بیر ہا نہ وہ میں سیکس رہ گیا</p>	<p>لیک تحفہ سیمبر کو چھ کو دے کب ہے تمہاں اسقدر دولت کثیر سب کا سب میں اسکی قیمتیں دیا مثل عاشق بیدل و بیدل رہا</p>	<p>ہو گیا ہوں فقر سے میں تو تباہ جو خبر بدو گے اسے اے بہرہ ور نے کینزک ہاتھ میں ہے اب نہ زر کس صحیح اپنی مصیبت کو کہوں</p>
--	---	--

**مناجات شیخ سمری سقظی دہلوی قیمت  
تحفہ رحمہ اللہ**

<p>رات بھر روئے بصد سو زنگ بے ترے فضل و کرم پر اعتماد اور عطا کر تحفہ کی قیمت مجھ کو کر کر نہ مجھ کو سامنے تاجر کے خوار آگیا دیر کرم کا جوش پر بالباس فاخرہ روئے منیر تھیلیں گرز روئے ہاتھ نہیں سب کیلئے آیا کہا اے نیک خو جا کے سمری کی نظر کو اس زماں ہو یہ مقبول اب تو کچھ لایا ہو نہیں باہر آئے شیخ با شوق دراز لیکئے اسکو بیمارستان میں عرض کی آؤ کہ اب مجھ پر کھلا یہ شبہ تحفہ ہے مقبول خدا نور و عظمت اسکو ہے ہر آن میں تو نے عالم میں مرا شہرہ کیا کردیا مجھ کو بلا میں مبتلا کھل گئے سوائفتوں کے اسپہ در</p>	<p>عرض کرتے تھے کہ لے پروردگار کردے اسدم اپنی رحمت کی نظر سرخ و کر مجھ کو تاجر کے حضور بہتر حق ہو جو رحمت موزوں لوٹتے تھے شیخ خاک عجز پر ہے کھڑا اور یہ با آداب تمام کون ہے پوچھا دیا اسنے جواب مجھ کو اس رات اے ولی با خدا دیکھے سمری کو کرا اسکا جی خوشی شیخ نے سن مزہ راحت فرما میر کو لے ساتھ اپنے با شرف دیکھا جو صاحب بیمارستان کو یہ کہ درگاہ خدا میں بے گماں چاہتی ہے رب کو وہ اور اسکو رب شیخ کو دیکھا تو تحفہ رو پڑی حال سے میرے کوئی واقف نہ تھا بند حکم میں ہے جو ہے مشہر غیر در شک و حد غصہ و چشم</p>	<p>حال میرا تجھ پہ ہے سب آشکار مجھ غریب و مفلس و نادار پر وعدہ کر آیا ہو نہیں اس پر ضرور کر مجھ رسوانہ اندر مردوزن ناگہاں ٹھوکا کسی نے آکے در اور شمع روشن لئے ہمہ غلام ہو نہیں احمد بن منقعی اے جناب خواب میں یوں پہنچی ہاتھ کی ندا جان تو اس کی خوشی میری خوشی سجدہ شکر حق کی نعمت کا کیا لیکئے تشریف تحفہ کی طرف بیٹھا ہے آنکھیں لگائے چار سو قرب تحفہ رکھتی ہے یہ قدر شاں فضل رب کا اسپہ پر زو شب اور یہی کہ اس سے مناجات اسگھڑی وصف کا میرے کوئی واصف نہ تھا ہے یہ بند سن سے بھی بس سخت تر بغض و حرص و دشمنی کینہ و خشم</p>
---	--	--

۲۶

ہر طرف سے اس کے اوپر کرکھوم  
 مرکز عزت ہو گمانی کی راہ  
 شب قدر سے قدر کم ہو نہ کی پوچھ  
 آگیا تاجر بھی اتنے میں وہاں  
 شیخ نے پھر پیش کی ہمیان زر  
 قیمت تحفہ ہے بس اس سے سوا  
 روکے تاجر نے کہی آخر یہ بات  
 جانے میری طرف مائل ہے یہ  
 اب اگر دنیا کی دولت دو تمام  
 اور جو کچھ ہے سیم و زر اسکے سوا  
 حق کی ہنسی پر لٹا تا میر نے گھر  
 اور کہا گو یا کہ رب العالمین  
 مجھ سے راضی ہوتا اگر پروردگار  
 پاس میرے مال و زرقبنا ہے اب  
 الغرض دولت ٹا کر میرے  
 پڑ گیا تحفہ کی برکت کا اثر  
 عشق کا تحفہ کے اک شعلہ اٹھا  
 عشق کے دریا میں خود تھی غوطزن  
 کر لیا اپنا سب کو یک بیک  
 پکڑے زہر بوزہ سے زہر بوزہ تو رنگ  
 تو بھی ہو کمال کا بھائی ہمیشیں  
 ہووے ان مرغابیوں کے ساتھ ساتھ  
 گرچہ ہو تو سنگ و آہن سے تیر  
 رات اندھیری اور وہ میں گھٹیاں  
 خدمت کامل کو کر تو اختیار

آن کر برس ہے جیسے ابرجھوم  
 آفت شہرت سے جب پکڑے پناہ  
 عظمت عزت کو اسمِ عظم سے پوچھ  
 آنسو وکی سیل جہرہ پر رواں  
 عرض کی تاجر نے ان کو دیکھ کر  
 اس سے اسکو کب کروں دل سے جدا  
 خواب میں حق نے کہا جگہ بید رات  
 ہے نہ دیوانی بہت عاقل ہے یہ  
 کب تہوں اسکو ہی نے نیک نام  
 وہ بھی میں نے سب فیروں کو دیا  
 بانڈھ لی مولیٰ کے رشتہ پر کمر  
 خوش مرے اعمال سے ہرگز نہیں  
 مال میرا ہوتا تحفہ پر نشا  
 خالصاً شکر دیا میں سب کا سب  
 رکھا با فقر سر پر میر نے

گر تو ان آفات سے چاہے پناہ  
 جسے دیکھی ہو نہ خلوت کی بہار  
 قدر اور عظمت اگر چاہے ہے تو  
 شیخ بولے غم نہ کر آیا ہوں میں  
 میں نہیں دیتا ہوں اس تحفہ کو اب  
 پھر پڑھائے اور در ہم چند بار  
 یعنی ہے مقبول حق تحفہ ضرور  
 ہو گیا جب ظاہر اس کا مرتبہ  
 خالصاً اللہ اب میں بالیقین  
 کر دیا سب کچھ رقیق میں نشا  
 میر نے جو حال تاجر کا سنا  
 جو رہا محروم اس حرکت سے میں  
 شیخ سے پھر میر بولا بھر کے آہ  
 چھوڑ کر کھت و جاہ و سر میر  
 دل سے اپنی سب مرادیں توڑ کر

دام عزت پکڑا اور امن چاہ  
 کیا قدر جانے وہ گمانی کی یار  
 بیٹھ کر خلوت میں کم کر آپ کو  
 جس کا تو طالب ہے وہ لایا ہنویں  
 قیمت اسکی دیکھ گیا کوئی کب  
 بڑھتے بڑھتے پہنچے تاج الیس ہزار  
 پاس میرے سخیوش بیگانہ سے دور  
 کر سکے کون اسلی اب بیح و شرا  
 کر دیا آزاد تحفہ کے تشیں  
 تا کروں حاصل رضائے کردگار  
 ہاتھ سر پر مار کر رونے لگا  
 جل گیا سر تا قدم حسرت سے میں  
 تم رہو اسباب کے میرے گواہ  
 راہ میں حق کی میں ہوتا ہوں فقیر  
 بانڈھ لی مولیٰ کی مرضی پر کمر  
 کر دیا کلفت سب کو راہ پر  
 گھر دے تمہا یوں کے سب ہی جلا  
 پاس والوں کو بھی لے ڈوبی وہ دن

بیان تاثیر صحبت کا ملان و تحریص صحبت

و خدمت ایشان

جو گرے کان نمک میں ہو نمک  
 رنگ عارف کیوں نہ رہے پھنچ کر رنگ  
 تا وصال حق ہے ہو تو ہم قریں  
 تاکہ ہو حاصل تجھے آسجیات  
 صحبت کامل سے ہو لعل و گہر  
 بے شمع جانا ہلا کی ہے میاں  
 دین و دنیا کے ہوں نامناسب کلر

خورد کا ہو سنگ و شجر میں جب اثر  
 ہوئی بس اکثر کامل کی نظر  
 ہوتو ان شیر و نیکے قدموں پر نشا  
 خاک سے کم ہے جو ہو خاکی کا یار  
 ڈھونڈ کر حق کے یار کو انے مردکار  
 بحر مقصد نیکران اور ذور راہ  
 ناتوانی بندہ شو سلطان مباحث

صحبت کامل نہ دے کیوں کر ثمر  
 سنگ و آہن جس سے ہو لعل و زر  
 پھر شکار معرفت کا کر شکار  
 صحبت نوری سے دیکھے سو بہار  
 تا خدا تیرا ہو یار اور غمگسار  
 رکھ سناروں پر نگاہ تا ہو پناہ  
 زخم خوں گوی شو جو گل مباحث

کر لیا اپنا سب کو یک بیک  
 پکڑے زہر بوزہ سے زہر بوزہ تو رنگ  
 تو بھی ہو کمال کا بھائی ہمیشیں  
 ہووے ان مرغابیوں کے ساتھ ساتھ  
 گرچہ ہو تو سنگ و آہن سے تیر  
 رات اندھیری اور وہ میں گھٹیاں  
 خدمت کامل کو کر تو اختیار

حماک پائے کلاں ہوائے پسر  
 درو کی برکت نے تحفہ کی غرض  
 اسکی صحبت نے کیا ایسا اثر  
 تحفہ بند بندگی سے جب چھٹی  
 سب لباس فافرہ تن سے نکال  
 عقل کی چادر کو کر کے چاک چاک  
 اشک کے دانوں کی لی تسبیح بنا  
 درد و رنج و غم کو کر اپنا رفیق  
 وقت ہنسنے کا ہے نہ رونے کا اب  
 اس سے اسپر روتی یا ہنسیتی نہیں  
 چاہتی ہوں اس سے اسکو خاص تر  
 جہنگ ہو گا نہ دلبر کا وصال  
 ہو قرار و صبر کب بلبل کو آہ  
 تانہ دیکھوں شعلہ رخصت ماہ  
 تاجاؤنگی میں اس گلگون سے مل  
 گریج ہے ہر دم نیا جلوہ وصال  
 کہہ کہ یہ اور اٹھ کے بازاری آہ  
 شیخ اور تاجر وغیرہ بعد انہیں  
 چھوٹے ہے جیسے قفس سے جانور  
 روح صالح تن سے جوں فرقت کرے

## آزاد شدن تحفہ رضی اللہ عنہا و گریختن اواز خلق

بہتر اس سے ہے کہ ہو تاج سر  
 کھو دیا ان سب کار و جانی مرض  
 ہو گئے کسیر سے جوں مثل زر  
 تن یہ اک کملی پرانی ڈال لی  
 ترک دل سے کر دیار احت کا پاس  
 مفاسی و فقر کا تو شمشیر  
 اور مصلیٰ سخن کا منڈھے پہ دھر  
 شیخ سرتی نے کہا پھر اس سے یوں  
 واسطے اپنے نہ روؤں نے ہنسوں  
 اور رونا اس سے ہے اسی پھر صرف  
 جان کو اپنی بوہنی کھو دنگی میں  
 ہو نہ جہنگ بھرتک اس کا گزار  
 میں رہوئی خون دل سے اشکبار  
 جان اور تن کو کوروں گی میں فدا  
 لیک ہنسیتی کی کپ بچھتی ہے پیاس  
 ہر چہ بروے میری بروے الیست  
 ہوگی مثل شمشیر پر ی اکدم بہ غیب  
 پر نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا  
 ماہی بے آب کو دریا کا راہ  
 کھلتے ہی کھڑکی لیا گلشن کا راہ

شیر غراں کی طرح وانسے اٹھی  
 ٹانگا ٹکڑا لیا اک سر پہ ڈال  
 عشق کی لی ڈال اپنے سر پہ چاک  
 اور عصائے آہ ہاتھوں میں لیا  
 پکڑا شہر نامرادی کا طریق  
 کر دیا آزاد حق نے تجھ کو جب  
 واسطے اسکے ہی جان کھوتی ہو نہیں  
 دل سے مائل ہوں میں اسپر بسر  
 پائے فرقت میں بزبوں پائمال  
 جہنگ دیکھے نہ رونے گل کو آہ  
 میں رہوئی غم سے جل جل کر تباہ  
 غمچہ سماں پر یوں رہے گا میرا دل  
 پر ترقی پر ہے عاشق کا خیال  
 چھوڑ کر سب کو لیا جنگلی کا راہ  
 باہر آئے دیکھا تحفہ کے تنہیں  
 اڑ گئی جھپٹ ہوتے ہی گھر سے بدر  
 ٹھہرتی ہے کب وہ جنت سے درے

۲۸

رفقن شیخ و تاجر و امیر احمد بن مثنیٰ بہ بیت اللہ و انتقال کردن امیر در راہ مکہ ملاقات شدن

### شیخ از تحفہ و انتقال نمودن تحفہ و تاجر

دام میں قید آہوئے وحشی جو حنقا	دہ ہوا صحرائے لاق و دق میں گم	جب نہ تحفہ کا پتہ ان کو ملا	گردیا پھر عزم بیت اللہ کا
--------------------------------	-------------------------------	-----------------------------	---------------------------

شیخ و تاجر مینوں ہو بہم	منتفق ہو کر کیا قصد حرم	جب نہ پایا تحفہ جاں کاہ کو	جلد نے پھر تینوں بیت اللہ کو
مر گیا ان میں سے رشتہ میں امیر	حسرت و درد الم کا کھا کے تیر	دولت دنیا بھی کر کے سبغناہ	جاں بھی جانِ آفرین پر کی نشا
میر تو ان سے گیا مر راہ میں	شیخ و تاجر پہنچے بیت اللہ میں	ایک دن با شوق دل اور سید صیاف	کر رہے تھے کعبہ کا طواف
اک صد پر درد آئی کان میں	جس سے خوش اگلی پڑا آج نامیں	متحایہ اک مضمون اس نالکے تھے	یعنی کہتا ہے کوئی بیدل یہ بات
اے مرے معبود اے محبوب دل	اے مرے مقصود اے مطلوب دل	ہے چراغ شب سیر روزوں کا تو	شادی دل ہے شبِ انروزوں کا تو
رہنمائی تجھ سے ہے گمراہ کو	دلے ہے آگاہی تو جان آگاہ کو	درد ہے تیرا شفا بیمار کی	رحم تیرا ہے دوا دل زار کی
پیاس تیرے شوق کی رکھنا ہے جو	تیرے آبِ وصل بن کب سیر ہو	عاشقِ حق منت ہے دنیا میں بعض	آہ و درد اسکی دوا ہے بے نقیض
جو کہ غم سے تیرے پر اضطراب	بے ترے دیکھے اسے ہو کب قرار	سکے اس سے شیخ مضمون دعا	مثل سیل اشک اس جان بچلا
جا کے دیکھا اک طرف اک خستہ تن	سر سبجہ خاکیں ہے نعرہ زن	سکے اسدم شیخ کی آواز پا	چونک اٹھی یکبارگی وہ پارسا
سراٹھا کر اس نے دیکھا شیخ کو	او کہہاے شیخ سر می خوش تو ہو	شیخ نے پوچھا کہ تو کون ہے بتا	جسکے نالہ سے مراد دل خوں نہوا
سن کے بولی لا لہ لا اکاھو	جہل ہو بعد علم کے اے نیک نو	رحمِ حق تجھ پر ہو ہے حیرت کی جا	آشنا کے بعد ہونا آشنا
تم گئے کیا بھول اے سر می تجھے	میں ہوں تحفہ مول لیتے تھے جسے	میں ہوں تحفہ بسکوی کھنڈر با	پائی پردہ سے تیرے میں سونوا
شیخ نے دیکھا جو اسکو غور کر	مثل تنگ ہو گئی ہے سو کھ کر	یہ بڑی اک غار میں وہ خاک تن	خاک میں غلطاں ہے اسکا تن بدن
ہو گئی ہے زہر سے جیسے خیال	ہے گل پر مردہ کاٹے کی مثال	سر و زمین قدر ہوا اس کا خلال	بدترین گھٹ کر ہوا مثل ہلال
ہو گیا قامت الف سے اسکا نون	مار مردہ کی طرح کا کل نگوں	قطرہ خون تھے ہزاروں چشم پر	ہو لبوں پر آہ و نالہ پر شرر
شیخ نے تحفہ سے پوچھا اے قمر	نسخی تنہائی سے پائے کیا شمر	کیا ہوا حاصل تجھے کہہ بجز ازل	خاق سے ہو کر کے خلوت میں نہاں
تجھ کو تنہائی میں کیا حق نے دیا	کر بیاں کچھ لطف و صف کبر یا	جب سے پھوٹا درد ستوں اور شہ کو	تو نے کیا دیکھے کرمِ حق کے کہو
عرض کی تحفہ نے اے والا قدر	شب قدر نے چھپ کے پائی کیا قدر	اسم اعظم سے ہمیں ہو گا عیاں	کیا مای عظمت اسے ہو کر نہاں
میں وہ پایا خاک میں عزت کی دل	خاک سے پاتا ہے جوں ہر تخم پھل	قدر و قیمت بائی میں چھینے میں یوں	لعل و گوہر کوہ کے کونے میں جوں
سیم وزر کے جوں مجھے اے نکتہ سنج	مل گیا کان نہاں سے ایک گنج	خلق سے جسدم ہوئی ہوں میں نہا	ہو نہاں تھا ہو گیا مجھ پر عیاں
لاکھ میں سے اک کرم اسکا ہے یہ	دی ہے اپنے قرب میں مجھ کو جگہ	تخت پر اپنی محبت کے بٹھا	تاج الفت کامرے سر پر دھرا
دفع درد و غم مرا سب کر دیا	عشق سے اپنے مراد دل بھر دیا	قربت حق سے ملے است مجھے	غیر اسکے سب ہے دستنت مجھے
شیخ نے اس سے کہا یوں وہ امیر	دے تھا جو قیمت میں تیرے زر کثیر	مخامرے ہمراہ عرب کی راہ میں	مر گیا غم سے وہ تیری چاہ میں
یوں کہا تحفہ نے وہ نیکو مرشت	ہیگا ہمسا یہ مرا اندر ہشت	حق تعالیٰ کی مرالفت میں وہ	ہمقریں ہیگا مرا جنت میں وہ
حق نے بخشا ہے اسے وہ مرتبہ	آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا	شیخ بولے وہ کرم ہے ریا	خطِ آزادی تجھے جس نے دیا

تاج دل خستہ الفت میں تیری	چار چشم ہے شوق زیارت میں تری	ہے طواف اندر تری امید پر	لگ رہی ہے ہر طرف اس کی نظر
سکے تحفہ نے دعا اک دل میں کر	مر گئی رکھ کر در کعبہ پہ سر	دم میں بھر کر سانس تھنڈا مر گئی	عشق کے سب کام پورے کر گئی
جان مت دی جان اسنے رائیگاں	جان جاناں پر فدا کی اسنے حیاں	عمر طاعت میں گزار سی یار کی	مرد وار آخر کو جان بھی وار کی
چھوڑ کر اے دل یہ رویہ شائگی	سیکھ لے اس زن سے تو مردانگی	غم تو اپنا کر نہیں گرتجھ کو غم	جانے ماتم ہے نہ جس جا میں ہو غم
آگیا تاجر بھی ناگہ اس گھڑی	دیکھا تحفہ کو کہ ہے مردہ پڑی	بیدری سے وہ بھی گر خاک پر	مر گیا تحفہ کے رکھ پاؤں پہ سر
جان دی بیساختہ مثل پتنگ	ساتھ اس شمع کے جل کر بید رنگ	دیکھ کر یہ حال بولے شیخ یوں	انا اللہ الیہ راجعون
بعد ازاں تجبیز اور تکفین کر	خاک میں دونو کو موٹا سر بسر	شیخ نے دونوں کا گور و کفن	بعد اسی ہوئے سوئے وطن
رحمت حق ہو جو شام و سحر	ان شہید دن کی روان پاک پر	رحمت حق ہو سدا ان پر نثار	دے جگہ ہم کو بھی رب انکے حواری
بارہ سو تھے اور اسی سال ہجر	ہو چکا جب حضرت تحفہ کا ذکر	ہو چکا جب مثنوی تحفہ تمام	تحفہ العشاق رکھا اسکا نام

## تمت بالخیر

از جناب عالم بودعی و فاضل بلعی جناب مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدرس اول  
بدست آمد

آہ کہ وہ بار مرا یار نہیں	آہ وہ دلبر مراد لدار نہیں	آہ مجھے جس نے لیا پھر دیا	آہ مرا کوئی خریدار نہیں
آہ جو لے ہے مجھے پھینکے ہے وہیں	آہ کوئی مجھ سا بھی لب خوار نہیں	آہ جسے دل دیا بس رنج لیا	آہ کوئی یار و فادار نہیں
آہ سنے کون مراد درد و غم	آہ بجز غم کوئی غم خوار نہیں	آہ کہوں کس سے میں احوال دل	آہ کوئی محرم اسرار نہیں
آہ مصیبت مری پھر کون سے	آہ مرا یار ہی جب یار نہیں	آہ سے امداد نہ کر آہ آہ	آہ ہی سر قابل اظہار نہیں



# غذائے روح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## حمد

کس سے ہو حمد و ثنا اُس ذات کی	کُن سے پیدا جسے موجودات کی	اُس وجود پاک کی ہو حمد کب	جلوہ گر جس سے موجودات سب
قدرت حق یہ ہے جس سے درجہاں	ہو گئے دو حرف سے کُن کے عیاں	حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا	کُن سے یہ کونین کا نقشہ بنا
ہے منزہ وہ تو از کون و مکان	اُسکے پُر اوصاف قدرت میں عیاں	یا آہی تو ہے بچوں و بچوں	راہ اپنی کا مرا ہر سمنوں
ہے توجی پروردگار در جہاں	ہے توجی پیدائندہ انس و جان	خوان انوان عام ہے سب پر ترا	شکرِ احسان پر کروں تیرا سدا
ہم سے طاعت کب تیری آوے بجا	ہاں مگر ہوا لطف لچھے ہم پر ترا	تجھ کو لائق ہے اطاعت انے خدا	ہو لے شاید جب کسی سے کچھ ادا

## نعت شریف حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نام پیغمبر سے اے امداد آ	کرتو اب کام و زبان شیریں ذرا	نام پاک انکا ہے احمد مجتنبے	میں وہ مقبول جناب کبریا
کس سے ہو لے نعت ختم المرسلین	جز بذات پاک رب العالمین	ذات احمد ہے وہ بحر بیکراں	جسکا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان
ذات پاک احمد ہے و الشمس والصلحہ	جسکے بیڑے میں سارے اولیا	ہے سزاوار اسکو تاج سروری	زیب اُسے ہے خلعت پیغمبری
سرور عالم محمد شاہ دیں	پیشواے اولین و آخرین	حکم ان کا ہے جہاں میں سر بسر	وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر
ذات پاک انکی نہ پیدا نہ ہوتی مگر	ہوتے کب اص و سماجن و بشر	اُسپہ ٹچھ امداد تو لاکھوں صلوة	تجھ کو ہو گی شفاعت سے نجات
آل اور اصحاب جتنے ہیں تمام	پڑھتے تھو انہر شہور و درویش و مسلام		

## مدح مبارک ہر چہاں خلیفہ و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم

شہسواران جہاں مردان دیں	چار یا مصطفیٰ اہل یقین	اولاً بو بکر صدیق اہل دیں	دوسرے عادل عمر والا یقین
تیسرے عثمان با علم و حیا	چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا	اور سب اصحاب انکے ذی علوم	پہن ہدایت کے فلک پر وہ نجوم
صدق او عدل اور شجاعت اور حیا	ہے ان ہی چاروں سے دین کو ارتقا	ان سے راضی ہے خدائے دوسرا	اور خوش ہیں انسے حضرت مصطفیٰ
تو بچے جان و دل سے اے امداد اب	رہ فدائے ہر روز و شب	جو کوئی بد اعتقاد ان سے ہوا	ہے وہ مرد و درجناب کبریا

اس داستان میں تبرکاً حضرت پیر و مرشد برحق عارف نور مطلق شیخ المشائخ والا ولیا حضرت

مولانا داؤد انانقطب میان و و آب نور الاسلام حضرت خداوند میان جیو نور محمد جھنجا نومی

عاشق و معشوق رب العالمین	سرورِ عالم شہدِ دنیا و دین	دے زبانِ دل کو اب کچھ ذائقا	نام سے مرشد کے اے امداد آ
بے نیاز عالم سے حق سے بانیا ز	واقفِ اسرارِ حق دانائے راز	مظہرِ حق مصدرِ سرِ خدا	ماہیِ دریائے توحیدِ خدا
منفردائے جانِ جانانِ جہاں	پیشواؤں شاہِ شایانِ جہاں	تاجِ بخشِ اصفیاءِ اتقیا	شاہِ دینِ سرخیلِ حیلہ اولیا
دافعِ بدعات و کینِ کفر و ظلم	ساجی دینِ متینِ خیرِ الاحم	رہبرِ ہر قدر و اصحابِ علم	رہنمائے زبدہٴ اربابِ علم
کعبۂ عباد و زہاد اہل دین	قبلہٴ ارباب و اصحابِ یقین	بحرِ علمِ معرفتِ نجمِ الہدٰ	اخترِ جریخِ ہڈا ماہِ عطا
پیر و مرشد ہیں مرے اور ہنما	حضرتِ نورِ محمدِ اولیا	حضرتِ نورِ محمدِ نیکِ پے	یعنے پیر اور مرشد اور مولیٰ مرے
جس سے ہیں پُر نورِ نیرِ ہر دوسرا	دیکھو شکِ جلوہٴ ذرا اُس نور کا	سرسے پاکِ مصدرِ انوارِ حق	ہیں وہ بیشکِ مظہرِ انوارِ حق
ملکِ غیبی کا ہوا سلطان وہ	جسکے سر پر خاص سایہ اُس کا ہو	کون سی جا وہ نہیں جلوہ نما	سارے عالم پر ہے اُس کا پرتوا
قطرے سے دریا ہو وہ پل مارتے	چشمِ رحمت سے نظر جس پر کرے	چرخِ غیبی کا ہوا ماہِ جلی	خاص جلوے کی چمکِ جہرِ پڑی
ہے ہر اک انہیں سے خوشندِ جہاں	پرتوؤں کا اُسکے کیا ہوئے میں	ہو گیا ذرے سے خوشندِ ضیا	پرتو اُس نور کا جس پر پڑا
اور وہ ہے آفتابِ آسماں	کیونکہ ہیں یہ سب کے سب خوشندِ جہاں	ہے وہ خوشندِ فلکِ بے قیل و قال	آگے اُنکے ذرے کے ذرے مثال
نور سے اُنکے ہر حاصلِ ردے یار ۳	روشنی انکی سے ہے دنیا کا کار	ان سے حاصلِ کارِ خیر اور ان سے یار	ان میں ان میں فرق ہے بس ہیشمار
سایہٴ نورِ محمد میں تو آ	چاہئے تجھ کو اگر وصلِ خدا	ہر جگہ نورِ محمدِ جلوہ گر	دیکھ لے ہے چشمِ دل کی کھول کر
جا قدم لے دو ڈر میرے پیر کے	الغرض جو راہِ حق مطلوب ہے	روئے جہانان پر پڑے تیری نظر	عکس سے اُس نور کے تا لے پسر
کیونکہ پردہٴ جسم کا بھی اٹھ گیا	بلکہ سوچنا اس سے ہے نورِ ضیا	فیضِ باطن ہے دلے اُنکا جمال	گرچہ یاں سے کر گئے ہیں انتقال
انکی دونوں مجھ سے اے نیکذات	سالِ تاریخ اور تولد اور وفات	نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے	اب تو بے شک وہ سراسر نور ہے
ہاں سو پر تھا زیادہ ایک سال	ہجرتِ نبوی کا اے فخرِ خدایاں	شبلی دورانِ ادہم کی صفت	جب ہوا پیدا وہ نورِ معرفت
اُنکے مرقدا کرے زیارت وہ جا	جسکو ہووے شوقِ دیدارِ خدا	اس جہاں سے جا لے باذوالجلال	بارہ سو اٹھ میں کر کے انتقال
پوچھ لے مجھ سے تو اب لے بے خبر	گرنے آوے تجھ کو کوری سے نظر	خلق میں روشن ہے جو شمس و قمر	مولد و مرقد شریف ان کا پسر
اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار	مولدِ پاک آپ کا ہے اور مزار	مسکن و ماوا ہے اُس جا آپ کا	شہرِ چھجھانہ ہے اک جائے ہڈا
ہے مکاں وہ بس عجیب و دلِ لطیف	سیدِ محمود ہے نامِ شریف	ہے عجیب دلچسپ درگاہِ امام	متصل اُس شہر کے اے نیک نام
سرسجھ کا تے ہیں جہاں سب شیخ و شا	اُس جگہ ہے مرقدِ پاکِ جناب	ہے زیارت گاہِ میرے پیر کی	پاس اُس مرقد کے قبلہ رخ بنی
اُسکو ہو دیدار رب العالمین	دیکھئے سبھی اُس کے مجھ کو بے یقین	اُسپہ سب اسرارِ باطن ہوں عیاں	اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں
سایہٴ نورِ محمد میں تو آ	کیوں پھرے ہے جا بجا سراما	ہو میں ظاہر اُسپہ اسرارِ حقی	کرتے ہی زیارت مزارِ پاک کی

پاسکے ہے آنکوب تو اے سعید چشم بیناد مل مصفا جسکے ہو دوں پنا بعض نکا ان میں سے تجھے قصہ تمنا بھون کی راہ لے چھوڑ گھر اور جلدے جانکا در سنگریز جس سے ہوں ٹرک قمر چھاننا پھر تا ہے کیوں علم میں گز ماہ برج معرفت شمس الضحیٰ عاشق حق نائب خیر الوری فیض کی طالب ہے جس سے خلق رب ظاہری و باطنی باہتسرا جن سے باغ دو جہاں سرسبز ہے چشمہ عینک ہیں دونوں یکساں راہ سیدھی آپ تو اب دیکھ لے	ہیں بہت اُنکے خلیفہ اور مرید لیک اُن کا مرتبہ دیکھے ہے وہ الغرض گر تجھ کو اب منظور ہے راہ حق نچو اگر مطلوب ہے فیض اُنکا عام ہے اک خلق پر ہے نگہ میں استقدراُن کی اثر اس طرح کے چھوڑ کر مردان مرد اُن میں سے دو شخص ہیں اہل ہدا صاحب ارشاد و ملقین و مہدا یعنی ہیں حافظ محمد رضا من اب بجر ہے مواج دونوں علم کا جمع البحر میں ہیں عرفان کے دیکھنے کو مصحف خسار جہاں شمع دو ہاتھ نہیں دیدی ہیں ترے تغر گمراہی میں پیشک جا پڑے	اُنکے خلفا سے تو جادامن سے لگ جسکی برکت ہے جہاں میں آشکار سورہا ہے تو تو بالکل بے صبر دوں پنا خانہ کابل اُنکے نشاں نور سے جن کے ہے روشن سب جہاں جسکے ملنے سے ہوس خالص طلا ستورس کا بت پرست ہو لے ولی لیک انہیں ہیں ذوالعلیٰ باوقار گوہر رُج نعم بحر سخا مستقی و پارسا و نیک نام علم و زہدان کا ہے عالم پر جلی بجر عرفان کے میں دونوں آشنا بے حجاب ہو دیکھان سے یار کو نور سے دیکھ اُنکے رُو لے سیمبر اسپہ بھی پھر تو اگر اندھا رہے	جو نہ ہو قدرت تجھے اُس نور تک ہیں مرید اور طالب اُنکے بیشمار اُن کا ترتیب تجھے آوے نظر طالب صادق ہے جو تو اے میاں ہیں خلیفہ آپکے چند اک و باں صحت اُنکی جان پارس اے فنا دیکھتے ہی اُنکے دم میں لے انھی ہیں خلیفہ اُنکے کچھ بے شمار نیر برج کرم ماہ عطا عالم و زاہد ولی اہل مقام دوسرے شیخ محمد مولوی وصف ان کا ہو سکے کس سے ادا دیکھنے کو حق کے یہ آنکھیں ہیں ڈو ملک غلیبی کے ہیں ڈوشمس و قمر
--	---	--	--

### مناجات بجناب باری تعالیٰ

کوئے فرقت میں را میں ہی پڑا کفش بردار ہوں مگر اُس نور کا دوسرا درجہ کو اب ماننا نہیں پر نہ جہا کو تجھ سوا ہے دوسرا ہاتھ سے نیرے ہو جو ہوا در پس ایک مدت تک رہا ہوں دور تر تیرے آگے عجز و زاری کے سوا اور کی خواہش نہ اب ترنا ہوں میں جن سے ہو میں سب خیال غیر سست	ساتھ کا میرے ہر اک و اصل ہوا گرچہ نالائق ہوں بدکار اور بُرا مت اٹھا ذات سے اس در سے کہیں مجھ سے ہیں بندے ترے بے انتہا مت مسلط مجھ پر کہ شیطان نفس نشامت اعمال سے اپنے مگر کیا کروں میں عذر تقصیرات کا تجھ کو ہی تجھ سے طلب کرتا ہوں میں کر مجھے یوں اپنی الفت سے نوست	اپنے کوچہ کا درار استہہ بنا دور جگہ ڈال کر مت کرتباہ تیرا کہلا کے کہاں جاؤں خدا پر نچھوڑوں گا کبھی میں تیرا در اور نہ کر ذلت گنہ سے شرمسار پر نہ کر شرمندہ آگے اور کے اب جو آیا ہوں تو جہاں بچشد لے مانگتا ہوں تجھ سے جہا کو اے خدا پر نرزے کوچہ کی خواری چاہئے	ان کی برکت سے مجھے بھی یا خدا میں بھی تو اُس نور کا سایہ ہوں آہ نیک ہوں یا بد بھلا ہوں یا بُرا اپنی رحمت سے بلا یا دور کر دیکے عزت پھر مجھے مت کر تو خوار تجھ سے ہی شرمندگی پس ہے مجھے ہو کے قائل اپنی تقصیرات سے آہ و زاری سے اٹھا دست دے نے گدائی تا جلداری چاہئے
---	---	---	---

دی مجھ اب ہوں یارب اسقدر	تجھ دیوانہ ہوں انھوں پہر	دل کو بڑے نور ہوئے ستر	فکر ہوئے نوری ہوئے سدا
غیر تیرے جو ہوں دل سے دور ہو	تیری الفت سے یہ دل معمور ہو	فکر باطل دل سے میرے دور ہو	مظہر انوار سے پر نور ہو
دے تیرے ایسی تو اپنے عشق کی	ایک دم آرام ناپاؤں کبھی	شغلی ہوئے درد و غم کے جام سے	ایک دن مٹھوں نہ میں آرام سے
درد و غم کو اسقدر یارب عطا	جو کہ دیکھے مجھ کو دے آنسو بہا	سینہ بریاں چشم گریاں جان بلب	عشق میں کھینچوں سدا رنج و تعب
کر عنایت بیخودی اب مجھ کو دو	آپ کو کھو کر میں پاؤں آپ کو	درد و الفت دے وہ اب دل کو میرے	درد میرے کو دوا ہو درد سے
خاک راہ درد منداں کو مجھے	جان بریاں چشم گریاں کر مجھے	دے وہ گریہ کو مرے شورائے غفور	جس سے ہو جا چشم طوفاں کا نور
تاکہ کر دوں غرق اس میں غیر کو	ماسوا دل کے جو کچھ ہو سو ہو	کر عطا الیٰ علیٰ پیش دل کو مرے	ماسوا اجاناں کے سب کو چھو مکدے
داغ دل سے کر مجھے باغ و بہار	تاکہ آوے سیر کو وہ گلخدار	خانہ دل کو مرے ویران کر	گنج الفت اسمیں بھر دے سہ بسہر
وزنگ غیر آئینہ دل سے دور کر	تاکہ دیکھوں اسمیں روئے سیمبر	وامم الفت میں پھنسا کر حلد نتر	دو جہاں کی قید سے آزاد کر
جام وحدت سے مجھے یوں مست کر	حرف غیریت کا ہو دل سے بدر	دوست سے کر پُر ماریوں لحم پوت	پوست سے باہر نہ نکلے غیر دوست
دے رہا ہوں مجھ کو یارب آپ سے	آپ کو میں اپنے پاؤں آپ سے	کر جگہ دلبر کی یوں دل میں مرے	غیر کی اسمیں نہ گنجائش رہے
ہر گ و پے میں سماؤں مثل جاں	دور ہو حرف دوئی ازور میاں	ماؤں کا مرن دل سے دور ہو	تو ہی تو باقی رہے تن نور ہو

اس میں بیان ہے لطف اور احسان کا حضرت مولانا ہادینا و مرشدنا قطب میان  
دو آب نور الاسلام حضرت خداندام مولوی نور محمد قدس سرہ کا کہ اوپر مجھ ناکارہ  
بیچارہ بدر راہ روسیاء امداد اللہ چشتی نوری عفا اللہ عنہ کے ہے

جلوہ نور محمد نے اب آ	دو جہاں سے مجھ کو فارغ کر دیا	خود دکھا برق تجلی کا جلال	خبر من تن میں مرے دی آگ ڈال
دیکھ کر اُس شعلہ زد کی بہار	ہر بن موم سے مرے نکلے شرار	اُن شراروں کو اجازت دوں اگر	خاک کر دیں ماسوا کو چھونک کر
دیکھتے ہی لائے رخ کی چھین	داغ دل سے ہو گیا باغ و چین	پھنسا کر اسکی زلف میں امداد میں	دونوں عالم سے ہو آزاد میں
تھی شب معراج نے وہ زلف تھی	جو تجلی اُس نے پانی نور کی	بجز عرفاں لطف سے اس نور کے	موجزن امداد کے سینہ میں ہے
ایک چشمہ بھی جو اُس سے کھول دوں	غرق اُس میں دونوں عالم کو کروں	اک حساب اُس سحر کا ہے یہ سما	اک ذرہ ہے یہ نور اُس نور کا
گر دکھاؤں اُس کا در شاہوار	دو جہاں کو سپہ گرد آلوں نثار	جو دکھاؤں اُس تجلی کی چمک	چھو نکدے ہا ہی سے لیکر آہ تک
یہ رہے نہ وہ رہے نہ میں نہ تو	ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو	بل نہ حرف ہو رہے پھر جان تو	ہو ہی ہو باقی رہے خود ہو ہی ہو
اس جگہ خاموش رہنا چاہیے	ستر باطن مت زبان پر لایئے	رکھ قدم امداد اس جا تمام تمام	غور فیم عام پر کرو اسلام
لطف و احسان اُس کا لکھ سکتا ہے کب	سرقلم کا بھی قلم اس جا ہے اب	دیکھ یاں مت ماردم امداد اب	بندہ ہو کرتی سے کر حق کو طلب
نوش زمانہ تھا کہ اس ہجران میں	مجھے جو گنڈرے تھا اُس آن میں	پھر ناٹھا صحرا یہ صحرا کو یہ کو	اپنے اُس دلبر کی کرتا جستجو

## ذوق شوق محبت الہی کا بیان

ایک خدائے مالک ہر دوسرا بیقرار ہی ہے بہت اے کبریا بن بلائے تیرے اے شاہ جہاں اس دوئی نے کرو یا دور اسقدر دور کر کے مجھ سے کثرت کے حجاب پھر میں اپنا اس کو کر کے راہبر بحر وحدت میں یہ جان تھی غلط کن قید ہستی میں پھنسا تو اس قدر عہد و پیمان توڑ کر اے بے وفا	در وقت سے مراد ہے مجھ ڈھونڈھنے نیچا کہاں جاؤں بتا تجھ تک میں پہنچ سکتا ہوں کہاں آپ کی بھی میں نہیں رکھتا خبر جلوہ وحدت دکھا تجھ کو شتاب تجھ تک پہنچوں کہیں اے بانہر کچھ دوئی کا تھکانہ واں رنج و غم اصل کی اپنی نہیں تجھ کو خبر جس لئے پیدا کیا تھا تجھ کو یار	یہی توری سے بہت بیگاہ ہوں تو ہی تیرا آپ اپنی مجھ کو راہ واسطے اپنے ذرا صورت دکھا بحر وحدت سے مجھے لاکر یہاں تا کہ قید ماؤں سے چھوٹ کر وہ بھی تو اک وقت تھا اے کبریا ملک میں ہستی کے اے انداز آ عہد و پیمان جو کئے تھے تو نے واں وہ کیا ہرگز نہ تو نے اختیار	ریک پر توں ماہی بھاب ہوں جس سے پہنچوں تجھ تک اے بادشاہ تا کہ جی قید دوئی سے چھوٹ جا ڈالوں کثرت میں اے جان جہاں اصل سے اپنے کہیں پاؤں خبر جز وجود پیک کے کوئی نہ تھا گم کیا ہے آپ کو تو نے بھلا کچھ بھی اُن سے یاد رکھتا ہے یہاں ۴ راہ سے بے راہ تو اب ہو گیا
---	--	---	--

بھائی نے یہ مضمون کتاب نان و حلوا کا کہ تصنیف بہاؤ الدین عالی کی ہے جو مطابق اپنے حال کے تھا لکھا

سُن تو اے شکستہ راہ قدیم ہے یہ بلبل یار کے گلزار کی آفریں اے بلبل دستار سے مجھ سے راضی بھی ہے وہ دلبر بنا آفریں اے پیک فرخ فال من میں تو امیں کیا تری آتش بھری آفریں اے ہر بند شہر سبا کہہ تو مجھ سے ذرا حال صنم پھر سنا بہر خدا اے نامہ بر مسکن و ماوی سے پھر میر سوزا کیوں خفا مجھ سے ہوا وہ بے سبب جس سے ہو سکیں کچھ دل کو مرے ایک دن وہ تھا کہ ہم سے دلبر با	اور اے گم کردہ راہ مستقیم پوچھ پائیں اُس سے اُس دلدار کی آفریں اے قاصدِ تان سے اور مال بھی ہے کچھ سوئے وفا آفریں اے مایہ اقبال من اگ جس سے یوں مرے دلیں لگی آفریں اے قاصدِ دلبر با لیگیا تحقیق دل سے رنج و غم زمرم زخیف و مناسپے کچھ خبر دے خبر بہر خدا بہر خدا عہد و پیمان توڑے کیوں کلن سب وہ بیان کر مجھ سے ہوں قربان گاہ خوش ہو تا تھا اور گاہے خفا	گوش جاں سے سُن تو بلبل سے ذرا آفریں اے بلبلِ ستان جاں قاصدِ اجدلی خبر مجھ کو سنا یا ہمیشہ پھر پر مسرور ہے آفریں اے بلبلِ خوشی خواں تجھے سوز دل سے میری باہ و دغاں آفریں اے طوطی شکر شکن بند کے یاروں کی دے مجھ کو خبر ہے دل و جان دلوں غم میں مبتلا پھر کہوں کچھ یارے پر وہ سے کہ ذرا بہر خدا اک حرف تو ایک دن وہ تھا کہ ہم اور صنم نوش وہ دوران تھا کہ گاہے از کرم	یار کی باتوں سے یہ کہتی ہے کیا کہ مرے دلدار کی تو داستاں کہتا ہے حق میں مرے کیا دلبر با بیچ بتاؤ کچھ اُسے منظور ہے ماسوا سے کر دیا فارغ مجھے ہر سُن مو سے نکلتا ہے دھواں تجھ پہ ہر قربان میر اجاں و تن تا کہ ہو میں مست سب دلیوار و در تا کہ چھوٹیں سُنکے حال دل رُبا کس لئے مجھ سے وہ اب ناراض ہے مثل بوڈگل تھے آپس میں بہم ماتے راہ و فامیں تھے قدم
--	---	---	--

آفرش اب شب بصد رنج و الم جان بول پر حضرت گفتار سے	میں کروں تھا گوشہ میں یادِ صنم دل بھرا انومیدی دیدار سے	سر بزا انوم سے اس کے بیٹھے کر وہ قیامت قیامت یہاں تمکن	کھیپتا تھا دل سے آہ پر شہر آفتِ دوراں بلائے مردوزں
قدتہ آیام و آشوبِ زماں ناگہاں در سے مرے وہ بے حجاب	خانہ سوز صد چوہن بے خان ویاں لب گزان ڈالے ہوئے رخصے نقاب	دیکھتا کیا ہوں کہ وہ ہجرِ گمنام زلف مشکیں دوش پر ڈالے ہوئے	خود بخو ہوتا ہے یاں رونق پذیر اور نگہ سے کار عالم کا کئے
بے محابا پاس میرے آن کر آتشِ فرقت میں تیری دل کا حال	پوچھنے مجھ سے لگا وہ باخبر کیا ہے کچھ تو مجھ سے تو اپنے نکال	یہ کہ الے شیدا دل محزون مرے میں کہا اس سے قسم اللہ کی	دلے بلاکش عاشقِ مفتون مرے جان اب مجھ میں نہ کچھ طاقت رہی
بیٹھے کر اک دم سہرا باین پیر میں نے تب اس سے کہا اسے خوش ادا	اٹھ گیا بے ساختہ وہ باخبر پھر میں کیہ دیکھو نکاتج کو یہ بتا	ساتھ اپنے لیکیا وہ خود پرست یہ لگا کہنے مجھے دیکھے گا تو	عقل و دین میرا وہ سارا ایک تخت خواب میں اپنے پھر آدمی رات کو

یہ داستان بیچ بیان تاسف اور ندامت اور صرف کرنے عمر کے بیچ اس چیز کے کہ  
کہ نفع نہ دے قیامت کو اور بیچ معنوں اور غرض قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے  
سُورَةُ الْمُؤْمِنِينَ شَفَاءُ یعنی جھوٹا مومن کا شفا ہے

عمر گذری ساری قبیل و قال ہیں اے ندیم اب کفش پا سے دور کر	پھنس رہی فطرت سے اس جنجالی میں بہر موی ہے وہ آتش جلوہ گر	اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی دلے مجھ اب وہ شرابِ شعلہ زن	کچھ نہیں طاقت ہے اب مجھ کو رہی جس سے جگہ خاک ہوتی اور بدن
اور پلا جلدی سے مجھ کو وہ شراب دلے شراب ایسی مجھے اب جلد تر	غیر حق تو جس سے جگہ سب کباب مست ہوں پیئے سے جسکے اس قدر	وہ شراب اب مجھ کو دلے تو اے لیب جس طرف دیکھوں اٹھا کر کے نظر	راہ برہم جو کہ در راہِ حبیب کچھ نہ آدے غیر دلبر کے نظر
وہ پلا مجھ کو تو اب بہر خدا اٹھ تو کہ درزا بہر خدا	تا کہ فارغ ہوں ز قیدِ ماسوا کرتا ہے تسبیح اس کی دل مرا	اور مرے عمر الخنا ہے لاؤ تم خوف مت کو اب تو اے صاحبِ شہد	چھوڑ پالیوں کو رگا دو منہ سے ختم کیونکہ ہے اللہ تو ربِ غفور
تنگ ہے افسوس وقتِ عمر اب علم رہی دور کر مجھ سے انھی	حیف ہے صد حیف کھوئی عمر سب عمر علم رسم میں گذری مری	آہ صد افسوس یہ عمر عزیز علم رہی سارا قبل و قال ہے	کھوئی اپنے ہاتھ سے ہوئے تیز اُس سے کچھ حاصل نہ خط اور حال ہے
دل کو کرتا ہے یہ مردے سے تیر علم کا بترین زنی مارے بود	کچھ نہیں حاصل ہے اس سے ہر خطر ہے وہی پھر تیرا یادِ و غم گسار	طبع کو افسوس کی بخشے مدام خروج تو لے علم تن پر کیا	مولوی کا یاد رکھ پھر یہ کلام ہو گیا حق میں وہ تیرے اثر و با
عالم سے کر لے صفائی دل کی یار عاشقی کا حکم حق ہے اور درست	اور سوا اسکے ہیں سارے علم سنت ہے خدائی مارا اس پر بیشتر	چکے دل میں ہونہ الفت یار کی جسکے دلیں ہونہ مہر گلِ خاں	ہے بلا شک وہ تو قابلِ ناز کی کہنہ ابنہ ہے وہ پُرانا استخوان

راز باطن اس سے کب بچھ پر کھلے	علم ہی کو تو کیسا ہی پڑھے	کو ترے شاگرد ہوں نحو فخر راز	راز باطن اس سے کب بچھ پر ہوا
نام اس کا لوح انسانی سے دھو	جو نہ ہووے مبتلا نے ماہِ رُو	اسکے لائق ہے حیدر ہوتن سے سر	جو کوئی قربان نہ ہووے یار پر
کھو چکا تو عمر اپنے کام کی	الغرض اس علم ہی میں اخی	اسپہ لائق ہے کہ ہو یاللا کا بار	جس کسی کے ہونہ دلیں مہر یار
سات دن باقی ہیں اسپیں تنگ نگر	عمر سے تیری کوئی پوچھے اگر	جو سو اس کے پڑھے پر وہ غیبت	علم دین ہے فقر و تفسیر وحدیث
ہندسہ یار بل یا اعدا در سوم	فاسفہ یا نحو یا طب یا نجوم	اب پڑھے گا علم بتلا کون سا	سن تو اس بختے میں اے مودخل
سنگ استنجا و شیطاں اس کو جہاں	جو ہو دل خالی ز عشق دلبران	فضلہ شیطان ہے یہ سنگ پر	یہ علوم اور بی خیالات صوّر
دل نہیں پر ہے مشرت اب و گل	سنگ استنجا و شیطاں ہے وہ دل	دیکھتا ہے بے حیا ملک خور کر	دل کو علم عشق سے خالی اگر
اے مدرس درس عشق ہم بگو	لوح دل سے فضلہ شیطان دھو	سنگ استنجا دیوانہ بخل	جیف ہے کھتا ہے جو توالے دخل
حکمت ایمانیوں کو بھی توجاں	پڑھ چکا تو حکمت یونانیاں	حکمت ایمانیاں را ہم نجوم	چند خوانی حکمت یگانیاں
اب تو فضل عشق سے پڑھ یک کثوف	بخت نحو صرف میں کی محرف	معجز کو خالی کرے گا تاکے	علم معقولات نے بنیاد ہے
ہیں یہ باطل اور ان کے علم بھی	فخر آزمی اور اسطو بو علی	کیوں بنا ہے کا سہ لیس بو علی	دل کو روشن کر بانوار جلی
کہتا ہے مومن کے جھوٹے کو شفا	سرور عالم شہہ ہر دوسرا	خوک اور کتوں کا جھوٹا کھانا تو	ان کو جو پکھتا ہے تو اے زشت تو
کافروں کا جھوٹا ہے زہر اور بلا	جھوٹے میں مومن کے ہوتی ہے شفا	کب شفا حضرت نے فرمایا اخی	سور اسطالیس سور بو علی
دل کو تو اودگی سے پاک کر	سینہ اپنا جا کے تو صدمہ چاک کر	جا کے کھانا یاق تا ہووے شفا	کھا لیا ہے زہر اگر تو نے ذرا
تو کرے گا اب بتا اے زشت خو	کب تنگ ہیو دگی سے گفتگو	شرم کرتی اور تہی سے اب تو یار	کب تنگ فسوس زاری بیشمار
ورد و غم کا تیرے حامی کار ہو	فکر اس کی کر جو تیرا یار ہو	تو رہے گا مبتلا اے بے حیا	کب تنگ اس فکر باطل میں بھلا
قول اک مرد عرب کا حجے سے تو	گوش جاں سے سن ذرا اے نیکو	کہتا تھا کیا خوب از روئے ظرب	سن دف و ن سے وہ گل مرد عرب
دائرہ اور نے بجاتا تھا بہم	ایک دن خجرت سے وہ بے رنج و غم	عشق سے رکھتا تھا وہ کچھ ذائقا	تھا عرب میں ایک مرد خوش ادا
مدرسہ میں رہے یوں لیل و نہار	ہو وے تم قوم اے مردانِ کار	یعنی اس مضمون کو جی جان سے	اور کہتا تھا یہ خوش الحان سے
عمر باتوں میں گئی ناحق تمام	جو کرے نا تھا کیا تم نے نہ کام	جو خیال اور موسولے نابکار	کچھ کیا حاصل نہ تم نے زہن ہار
جس نے یہ تم کو دیا زہن و ذکا	پر کبھی تم نے نہ ذکر اس کا کیا	تو نے کھوئی رائگاں اے بے تمیز	چنی چنی دل و قلب میں یہ عمر عزیز
لے لیا ہے آہ رستہ نار کا	چھوڑ کر کے تم نے کوچہ یار کا	جان اور تن کو کیا ناحق تباہ	ذکر میں اور فکر میں غیروں کے آہ
علم جو دیوے نہ عقی میں نجات	لوح دل سے دھو اے لے نیکدات	کچھ نہیں عقی میں اب تمکو نصیب	ہے تمہارا ذکر و غیر الحیب
یاری کی آنکھوں سے دیکھے یار کو	تا کرے شق پر وہ کا پندار کو	دے تو اب امداد کو بہر کرم	ساقیا یک جرعه از جام قدیم

۸

اے مراد ازل امام محمد الاسلام فخر الدین رازی مستند تائید کہ در دل تو حجت کا رخاں خواہد بود بر باطنی منکشف خواہد شد اگر شش فخر الدین رازی ہر تلمیذ تو بود نہ ۱۲

## یہ داستان بیچ قطع علائق اور گوشہ نشین ہونے خلائق سے ہے

جسکو دے توفیق رب العالمین	ہو وہ قیل وقال سے عزت گزین	تجلی خلوت میں ہے عزت اے فنا	اختلاط خلاق سے ڈھونڈنے ہے کیا
جو ملے گوشہ سے عزت بر ملا	خلق کے ملنے سے پھر حاصل ہے کیا	دامن عزت سے پامنت کر بدر	کیوں پھرے ہے چوں گدایاں در بدر
گوشہ خلوت میں تو بیٹھا اگر	پھر قدم ہرگز کبھی باہر نہ کر	جو تو دین نفس سے پاوے اماں	جا پری کی طرح سے ہو جا نہاں
جس طرح پر یاں جو رہتی ہی چھی	دیو کے ہاتھوں سے رہتی ہیں بچی	اس طرح جب دُور ہو تخلق سے	نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بچے
کب خفیفیت سے کھلے گا تجھ پر	تو مجازی سے نہ گزرے گا اگر	ہو وے حاصل کب تجھے راہ خدا	جب تک چھوڑے نہ دینا کا مزا
جو تو چاہے عزت دُنیا و دین	خلوتے از مردم دُنیا گزین	جس نے پایا کچھ بھی خلوت کا مزا	ہو گیا وہ دو جہاں کا پیشوا
جب ہوئی پوشیدہ سب سے لیل قدر	ہو گئی وہ رشک صد خورشید و بدر	چھپ رہی ہے جو شب قدر اے فنا	اسلئے مقبول ہے پیش خدا
ہے نہاں جو اسم اعظم اسلئے	سارے ناموں کا وہی سردار ہے	ہو تو گر عالم سے پنہاں اے ولی	یل قدر اور اسم اعظم ہے تو ہی
بیٹھ جا گوشہ میں اے فرزانہ مرد	اور جمیع ماسوا اللہ سے فرد	گنج مقصد ہے یہ خلوت اے سپر	لیک علم اور زہد ہو یں جمع گر
علم بن مت بیٹھ گوشے میں فنا	اسمیں ذلت ہے تجھے بے انتہا	اور بُرا ہے علم بھی بے زہد کے	تو مجھ اس کو ذرا اے نیک پے
	اسپہ یاد آیا مجھے قصہ لطیف	غور سے سن اسکو اے مرد زریف	

## حکایت ایک عابد جاہل کی کہ غار میں رہتا تھا اور جوان دُنیا دار کی

تھا کسی بچا ایک مرد خوش حال	عالم و فاضل ولی صاحب کمال	عالم و زاہد سخی اہل کرم	ممتقی و پارسا و محتشم
رکھتا تھا گھر میں وہ اپنا کلب	صورت ظاہر میں مانند قمر	گر چہ ظاہر میں تھا از بس خوب رو	لیک باطن میں تھا بد اور زشت خو
ناخلف تھا حد سے زیادہ وہ سپر	رہتا تھا اس بات سے اُس شہ پر	الفت پوری سے پر اے نیک پے	علم کی تعلیم کرتا تھا اُسے
اپنی کم سختی سے لیکن وہ سپر	بھانسا تھا پڑھنے سے ابھر ادھر	کرتا تھا صحبت بد و نیک اختیار	نیک باتوں سے اُسے آتی تھی عار
کہتا تھا جس بات سے اُس کا پدر	کرتا تھا برعکس اُس کے وہ سپر	آتش اک روز تنگ ہو کر کہا	باپ نے اُس کے کہ سن اے بیجا
جو کہ تجکو دکھنا اور پڑھنا نہیں	دُور ہو جا پاس سے میرے کہیں	میں نہیں دیکھا ہے تجھ سے ناخلف	گاؤں تجھی تجھ پر رکھتے ہیں شرف
ایسے نالائق سے کیا امید ہے	دین و دنیا میں نہ کلام آوے مرے	دُور ہو گھر سے نکل اے بیجا	نو کری کر جا کہیں اور کھا کھلا
بے حیائی سے یہ بولا وہ سپر	ہے خوشی میری بھی یوں ہی اے پدر	عرض کی اُس نے کہ حضرت خوب ہے	جلد تجھ کو آج رخصت کیجئے
ایک گھوڑا خوب مالے دیکھے	اور خرچ راہ کچھ دیدر یجئے	تا کہ جب تک میں کہیں نوکر نہ ہوں	قوت بسری اُس سے میں اپنی کروں
سکے اسکے باپ نے پھر جلد تر	کر دیا تیار اسباب سفر	ایک گھوڑا جو کہا تھا لے دیا	اور خرچ راہ بھی کچھ دے دیا
اور کپڑوں کے کئی جوڑے بنا	ساتھ اُسکے کر دینے اور یوں کہا	جا ترا حافظ خدا اے بد گہر	پھر قدم ہرگز نہ رکھیو تو ادھر
ہو کے رخصت باپ سے راہی ہوا	پھر نہ منہ اس طرف کو اُسنے کیا	شہر شہر و در بدر پھرنے لگا	نو کری کی جستجو کرنے لگا



صاحبِ حشمت امیر بے نظیر اسکو نوکرا بنا کر لیتا تھا وہ ہوتے ہوئے عہدہ پھر بڑھنے لگا صاحبِ حشمت امیر کامراں جب تک چا خدا نے وہ پسر دم کے دم میں ہو گیا زید زبر دم کے دم میں ہو گیا بالکل تباہ اک شہر کے بیچ جانکلا وہ مرد دے کھلا کھانا کوئی مرد نکو باہر مسجد کے در پر ہو کھڑا دیکھنا کیا ہے کہ اک خلقِ خدا جانبِ صحرا وں ہے بے محی بے محابا جو ہر اک جاتا ہے چلا اسیں اک درویش رہتا تھا سدا بھجی رہتا تھا اسی جا پر طعام غار سے باہر نکل کر بیٹھتا آپ کو دکھلا تا سب کو دیکھتا اسکی زیارت کیلئے اس دن سدا الائق اپنے سر کبیر و ہر جوان دیکھے ہوتا ہے یاں کیا ماجرا دور سے کرتا تھا زیارت ہر بشر لوگ اس سے ہی دعا کرواتے تھے مخاربا اس کوہ کے گرد اڑدھام رہ گیا وہ جوانِ اجنبی تو کر لگا شہر میں جا کر کے کیا	کہتے ہیں اس شہر میں تھا اک امیر دے تھا عرضی نوکری کی اسکو جو ایک مدت تک سوار و نمیں رہا چند عرصہ میں ہوا وہ نوجوان ایک مدت تک رہا اس رتبے پر کی قصاے جو نظر نوعِ دگر نہ فاقہ نہ محل نہ وہ بارگاہ پھرتے پھرتے الغرض باسوز و درد تا مسافر جان کر اس شخص کو صبح ہوتے ہی وہ مُرد بے نوا تھا اسی حالت میں وہ مُرد گدا اپنے اپنے گھر سے ہر اک مُرد و زن ہو رہا ہے آج صحرا میں یہ کیا عقربیب اس شہر کے اک کوہ تھا حق تعالیٰ اسکو قدرت سے مدد اس کا بعد اک سال کے معمول تھا کوہ کی چوٹی پہ جا کر بیٹھتا منزلوں سے آتی تھی خلقِ خدا اور کچھ خیرات بھی کرتے تھے وہ یہ جوان بھی تھا وہیں حیران کھڑا دیکھ کر درویش کو اس کوہ پر اپنے اپنے دعا کے واسطے الغرض اس دن صبح سے تابشنام خلق ساری اپنے اپنے گھر گئی آدی ہر ایک اپنے گھر گیا	اک شہر کے بیچ پہنچا ناگماں نوکری کا تھا قلم جاری سدا نام اس کا جھٹ سوار و نمیں لکھا فوج ساری کا ہوا افسر بہی بے غم و بے رنج و بے محنت سدا عیش و عشرت کی ہوئی مدت تمام نہ وہ دولت نہ وہ حشمت نہ وہ جاہ فقرو فاقے و لے خستہ جگر رات کو جا ایک مسجد میں پڑا ہو گئی اتنے میں صبح جلوہ گر یا الہی اب تبا جاؤں کہاں جاتی ہے جنگل کو دوڑی بے غفل دیکھ تو تو بھی ذرا چل کر کے حال ساتھ ان لوگوں کے آخر ہو گیا رات دن کرتا عبادت کو ادا وہ فقیر ہرگز نہ نکلے تھا کبھی باہر اس دن آتا تھا ہر حال میں جمع ہوتی تھی تلے اس کوہ کے واں کا جانا سمجھے تھا ہر اک سعید جمع خلقت ہو رہی تھی بیشتر آئے حضرت سامنے دیکھو ذرا بس دعا لے خیر سب چھوٹے بڑے ان کے حق میں مانگتا حق سے دعا اٹھو وہاں سے غار کے اندر گیا میں بھلا لے دل تبا جاؤں کہاں	رفتہ رفتہ آخرت و وہ نوجوان اس امیر نیک کی اسے خوش ادا عرض کی اس نے جو ہی جا کر گیا پھر جو کی قسمت نے اسکی یادری عیش اور عشرت میں وہ رہنے لگا اس پسر کی جس گھڑی اے نیک نام نے رہا لشکر نہ وہ فوج و سپاہ پھرتا تھا صحرا بہ صحرا در بدر دن کو تو اس شہر میں پھرتا رہا الغرض کی رات مسجد میں سہر سوچنے دلیں لگا پتے جوان پہن کر پشاک اور گھر سے نکل اس جوان کے دلیں یہ باخیاں کہہ کہ یہ اور اٹھ کے وہ مُرد خلا غار کے اندر ہی اندر وہ گدا اسلئے اس غار سے باہر نہی تھا معین ایک دن ہر سال میں خلق اس کے دیکھنے کے واسطے تھا وہ دن عالم میں گویا روزِ سعید الغرض اس دن اسی معمول پر اتنے میں اک شوِ خلقت سے اٹھا اور طلب کرتے تھے اس درویش سے اور درویش بھی بالانجا شام کے ہوتے ہی وہ پیر ہڈا سوچتے ہی میں لگا اپنے جوان
--	--	--	---

<p>پڑ رہا جنگل میں سہا خاک پر اٹھ کے اُس درویش کی خدمت میں چل اور ساری خلق سے بس دور رہ دشمن اُنکا ہے بلاشک دوزخی ٹھوکریں کھانا پھرے ہے دربار دولت دنیا پہ تو مائل نہ ہو جاکے قدموں پر پڑا درویش کے ہے مجھے مطلوب اب راہِ خدا گر یہی منظور ہے تو رہ سہا خدمتی محروم اب جانا نہیں کی خودی جس نے رہا محروم وہ آپ کو مجھے تھا عالم اور ولی رہتا ہے جاہل سدا رحمت سے دور جاہلوں پر ہو غضب حق کا ضرور جاہلوں کی ہونے صحبت مثل آگ عاقبت اُسکا ٹھکانا نار ہے قہقہہ مارے ہر اک پیر و خواں اُسکے کہنے پر عمل کرنے لگا پاس اُس درویش کے اے بہرہ ور اُس خواں سے وہ فقیر بیسوا عرض خدمت میں کروں میں صاحبِ ملن انگھ پر ہے موم کی ٹکیا لگی اسکے رکھنے کا سبب بتلائیے جب کہ کی میں نے فقیری اختیار گو وہ کیسا ہی ذلیل ہوا در خواں نفس نے اکبار کی خوشبو طلب</p>	<p>کہہ کے یہ اور ہاتھ رکھ کر زیر سنر کیوں پڑا تنہا یہاں اے پرخل صحبتِ درویش سے مسرور رہ دوست درویشوں کا ہوں بے جنتی واسطے دنیا کے کیوں اے پیچر آخرت کے کار سے غافل نہ ہو اعتقادِ دل سے وہ اے نیک پے عرض کی اُس نے کہ اے پیر ہڈا یہ کہا درویش نے اے نوجواں بے کئے خدمت کوئی پاتا نہیں جس نے خدمت کی ہو محروم وہ جہل سے اپنی وہ درویش غبی جہل سے دل میں سخوت اور غرور ہو سکے مقنا تو رہ جاہل سے دور تیر کے مانند تو جاہل سے بھاگ جہنک زندہ ہے جاہل خوار ہے جہل کا اُسکی کرو نہیں گریباں پاس اُس درویش کے رہنے لگا ایک مدت جب گئی اُس کو گذر ہر طرح کی گفتگو کرنے لگا ہو جو گستاخی مری اسدم معاف عرض کی اُس نے کہ یہ جو آپ کی دوسرے یہ ناک میں تھی جو ہے یہ کہا درویش نے اے یار غار میں کرونگا نفس کے برعکس کار ناک کی تھی کا سن مجھے سبب</p>	<p>صحیح کو پھر دیکھئے ہو جو سو ہو دلیں اُسکے بیخیال آیا وہیں کر تو درویشوں کی خدمت اختیار دشمن ایشان سزا لے لعنت ست سیکھ کچھ راہِ خدا نے بے ادب آخر اک دن یار مر جانا تجھے غار کی جانب چلا گھر کی چال کیا تیرا مطلب ہے کہ مجھے بیان راہِ حق بتلائیے میرے نبی تا تیرا مقصود برلاوے خدا ہر کہ خود را دید او محروم شد ایک دم میں تھک کر دوں گا ولی جہل کفر و شرک کی بنیاد ہے آدمی جاہل بھی کچھ انسان ہے صحبتِ جاہل نہ کرنا اختیار آخرت میں اُسکا ہوا انجام بد غیر کو ناحق کیا یارو تباہ پڑ رہا خدمت میں اُس درویش کی جان و دل سے جھٹ وہ کرتا تھا گویا سامنے اپنے بٹھایا باخوشی عرض کی اُس نے کہ اے فرخندہ خو جو تیرا دل چاہے کہ تجھ سے بیان دور کیوں کرتے نہیں ہوا گھر سے تا کہ ہو موقوف دِلکا ایچ و تاب جب تلک باقی ہے میرے جی میں جی بر خلافِ نفس کرتا ہوں سدا</p>	<p>کر تو سر چوں لوں یہاں اُس رات کو جب گئی گھڑی سی رات انکے تینوں گر تجھے کچھ عقل ہے اے ہوشیار تجربہ درویشاں کلیدِ حجت ست چلے اُس درویش کی خدمت میں اب کیا ہے حاصل رنج لیجانا تجھے دلیں اپنے پیختہ کر کے بیخیال دیکھ کر درویش بولا اے خواں اور مجھ کو چاہئے ہے کچھ نہیں میری خدمت میں رہا کر تو سدا ہر کہ خدمت کر دو محروم شد جو مجھے خدمت پسند آتی تری جہل سے بدتر نہیں ہے کوئی شے جہل تن میں اک بلائے جان ہے تو بھی اے امرا اگر ہے ہوشیار ہو یہاں جاہل سے اکثر کام بند جہل سے اپنے گدائے آہ آہ الغرض پھر وہ خواں باصدا خوشی جو کہ فرمانا تھا پیر اُسکے تینوں ایک دن درویش نے اس کو اخی اُس خواں نے خوش جو یا یا پیر کو یہ کہا درویش نے اے نوجواں اس کو تم وقت وضو اور غسل کے دونوں باتوں کا مجھے دیجئے جو آپ یہ کیا تھا علم میں نے اُس گھڑی اس سبب رات دن میں برلا</p>
---	--	---	--

یوں کہا کہ روزِ مجھ سے نفس نے تاکہ آوے نفس قابو میں تمام بند میں نے آنکھ کو یوں کر لیا اسلئے کافی ہے مجھ کو ایک بھی اس قدر شکیا جمائی موم کی عالم و فاضل ہے پر میرا پدر اس جنابت سے نہ ہو گا پاک وہ اور تیرا عضو سارا اے عزیز دوسرے یہ ناک میں تیرے اطمی اسکے اوپر آپ کو اب اے فقیر اس طرح کے زہد و تقویٰ سے ترے زانوں میں رکھ کر کے سراپنا فقیر ایک عرصہ تک تامل میں رہا آٹھ یہاں سے کر کے توجہ بلند تر الغرض منہاد صحو کے اٹھ کر بنایا وہ تجلی اس گٹھی حاصل ہوئی علم دین جا کر کے پڑھ تو شہر سے اُس جواں نے سنتے ہی جھٹ بر ملا ہو گیا درویش پھر تو بے خلل ہو نا علم اور زہد آپس میں ہم زہد وہ ہے جو اٹھارے بیچ سے یہ بوس دل سے ترے باہر کرے ہاتھما جھٹھی ہے اکی شان میں خشنیۃ اللہ و نشان علم جان یعنے فراتے ہیں یہ حضرت نبیؐ لہ یہ اشارہ ہے طرف آیتہما جھٹھی	عطر مجموعہ کا مجھ کو چا سئے ایسے ایسے اسلئے کرتا ہوں کام حق کی نعمت میں نہ ہوا سرف تا گرچہ میں نے بند کر لی دوری حشر تک ہرگز نہ اترے گی کبھی اُس سے میں اکثر سنتی ہے یہ خبر گو کرے تو با تان کو نشت و شو خشک رہتا ہے سدا کرتے تیز ایک تہی گوہ کی جو حد سے مٹھی کہتا ہے تو صاف پاک اور بنظیر یہ تیرا خدام بہت حیران ہے مارے خوفت کے ہوا ایسا حقیق پھر پر اپنے دلے اُسے یوں کہا اہ جنابت کو بدن سے دور کر کی ادا اُس وقت جو اُسے نماز پہلے اُس سے جو بند دیکھی تھی کبھی پھر سکھایا کر میں آ کر مجھے جو کہا تھا پیر نہ وہ ہی کیا عالم و زاہد روتی بے بدل رکھ سکے کب رہ میں عزت کے قدم ماسوا دلبر کے دل میں جو ہے شے اور دل میں خوف و ڈر ظاہر کرے کہتا ہے حق دیکھ لے قرآن میں ہاتھما جھٹھے قرآن میں پڑھ جواں جانیا ہوں میں جو تم جانو کبھی اللہ من عبادہ العلماء یعنی خدا کے بندوں میں علماء ہی خدا سے درتے ہیں ۱۲	میں نے بدلے عطر کے لی اے پسر اور سن تو دوسرا مجھ سے یہ اب کیونکہ دوسرے دیکھتے ہیں جس قدر بند کی ہے آنکھ میں نے اس قدر شکے یہ باتیں جواں نے یوں کہا غسل کرنے سے جنابت کے کبھی کیونکہ دھونا فرض ہے گا حسب یعنی تیری آنکھ ساری دیکھ لے کس طرح تیری نماز ہو لے دست ایسے علموں سے خدا دیوے پناہ شکے یہ باتیں جواں سے وہ گدا شیک کے آگے ہوں جوں وہ باہر کر کے تو انصاف اے دل اب ذرا غسل کامل اور وضو کو چھت کر وہ مزہ اور خطا سے حاصل ہوا ہو کے نادم پہلی باتوں سے بلا شرم آتی ہے بڑھا پے سے مجھے سکھنے سے علم کے اے بہرہ ور ہو گئے جب علم اور زہد ایک جا علم ہے جو راہ دکھلا دے تجھے جو جو ہے دلیں سوا حق کے بھرا ڈرتے ہیں حق سے وہ مردانِ خدا یعنے مجھ سے اب بہت ڈرتے ہیں وہ دل کو علم خوف سے آباد کر اذکر کیا سنسنے کا بلکہ بر ملا ارتے روتے غم سے دونالے بہا	گوہ کی تہی ناک میں آمدن سے دھڑ آنکھ کے اک بند کرنے کا سبب ایک سے بھی اتنا آتا ہے نظر تاکھلے ہرگز نہ یہ پھر عمر بھر گرچہ میں جاہل ہوں اے مردِ خدا خشک رہ جائے اگر اک بال بھی گر رہا کچھ خشک پاک ہوتا ہے کب خشک رہتی ہے یہ نیچے موم کے جب تلک غسل وضو ہو لے نہ چھرت دین و دنیا جو کرے دونوں تباہ دلیں کر انصاف اور چپ رہ گیا اُس جواں کے سامنے اُس دم فقیر اُس جواں کو اپنا تو مرشد بنا باندھ پھر حق کی عبادت میں کم جسکی کچھ ہوتی نہیں ہے انتہا اُس جواں کو پاس اپنے یوں کہا اسلئے پڑھنے کو کہتا ہوں تجھے ہو گیا درویش راہِ راست پر جب ہوا مقبول درگاہِ خدا دھو و رنگ گم ہی دل سے ترے زہد وہ شے ہے کرے سب کو فنا علم حق جن کو کیا حق نے عطا عالم و عال میں جو بندے مرے جا حدیث کو علمِ تم یاد کر ارتے روتے غم سے دونالے بہا ۱۲
--	---	---	--

ساقیا وہ جام اب مجھ کو پلا  
 ٹکڑے ٹکڑے جس سے ہو سینہ مرا  
 درد و غم سے کر کے ٹراک جام لا  
 درد سے ہو درد اُسکے کی دوا  
 تاکہ درخیز جادل میں سما  
 علم کان ہر شاخ و باغ بود  
 ہجوم دروز و راجراخ بود  
 اس داستان میں مذمت اُن علماء کی ہے جو مشابہت رکھتے ہیں امر اکی اور دُور

رہتے ہیں فقراء سے

فقیر سے ہو علم کو زیب اے پسر علم کی عزت بلا شک فقر ہے فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے مومنوں کا فقر ہی معراج ہے حشمت و مال و منال دنیوی نوکر لگا زیب و زینت خوان کی جز فریب و مکر کے ہوجع کب جو کی روٹی اور کچھ دال مسور جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال ہو بیستہ بے شہہ کیونکر بھلا اور کھانا چہ نہ ہو اس طرح کا یہ تن آئی وہ تن پروری خاک کھا اور ڈال تو دان تو پنچاک نور عرفاں دے وہ پیوں کرے اندر اندر جس طرح لکڑی کو گھسن اسکو لیکر حضرت ابراہیم پاک اور گاؤں چرخ سے بو ناکرے آہن نو سے اگر دانتی بنے باخوشی کو نثر کے پانی سے اخی لکڑیاں طوبی کی جھٹے پقال قیل نوح کے تنور میں اے نیک پے پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل	فقیر تخری کہتے ہیں حضرت نبی فقر و فاقے سے ہے عزت علم کی مولوی کو یہ گماں لاریب ہے قائم و زکیہ تک یوں سپن کر آپ کر انصاف اے صاحب کمال تنہ مشقت کر کرے ہو ہونڈھال موٹا چھوٹا کپڑا تن ڈھکنے کو ہو مال و ملک و دولت و باغ و بہار جسکے اوپر آپ کو کہتے ہو وا ہاتھ میں کچھ مال لایا شبہ ناک مال و ملک و دولت و باغ و چین اور بقیہ آخرش اے نیک نام تو تو اس لقمے کو کھاوے بے شہہ تو بُرائی اور خباثت بدرگی سیکڑیوں تعظیم اور عزت سے جا اور سپیں آب زمزم سے اُسے اور بیسین حضرت خیر النساء اور خمیر اُسکے پہ پٹھتے بے عدو اور چھوٹکیں اگ اسکی دمہ دم اور اگرچہ تو پٹھے اے ہوشیار باوجود ایسی کر امانوں کے یار	فقیر سے ہو علم کو زیب اے پسر علم کی عزت بلا شک فقر ہے فقر و فاقہ عالموں کا فخر ہے مومنوں کا فقر ہی معراج ہے حشمت و مال و منال دنیوی نوکر لگا زیب و زینت خوان کی جز فریب و مکر کے ہوجع کب جو کی روٹی اور کچھ دال مسور جمع ہو کیونکر یہ از وجہ حلال ہو بیستہ بے شہہ کیونکر بھلا اور کھانا چہ نہ ہو اس طرح کا یہ تن آئی وہ تن پروری خاک کھا اور ڈال تو دان تو پنچاک نور عرفاں دے وہ پیوں کرے اندر اندر جس طرح لکڑی کو گھسن اسکو لیکر حضرت ابراہیم پاک اور گاؤں چرخ سے بو ناکرے آہن نو سے اگر دانتی بنے باخوشی کو نثر کے پانی سے اخی لکڑیاں طوبی کی جھٹے پقال قیل نوح کے تنور میں اے نیک پے پر نہ اُس لقمے کا کچھ جاوے خلل
---	---	---

خاندین کو ترے ویراں کرے	راہ طاعت میں تجھے پہچان کرے	وہ ہی لقمہ زہر ہو تجھ کو لگے	آتشِ خاصیت اُس کی جب کھلے
جلد اُس کا علاج الے بے خبر	درد دین کا ہے تجھے اپنے اگر	راہ دوزخ کی تبادو تجھ کو صاف	راہِ جنت کی چھپر اکر بے خلاف
جا کے پیدا کر تو کچھ قوتِ حلال	گر کے محنت اور مشقت با کمال	گر علاج اس کا ذرا مہر آہ	ورنہ ہو گا دین تیرا سب نباہ
تن کے ڈھکنے کو ہے کھلی بس تجھے	جو نہ ہو وے جامہ اطلس تجھے	گر قناعت بیشہ مت پھر در بدر	اس ہوا و حرص سے تو در گذر
اور بریانی متنجن نان پاؤ	نان و حلوا تو رمہ زردا پلاؤ	اگر گزی کافی ہے ڈھکنے کو بدن	ہو نہ کر کجیاب و مخمل گلبدن
مٹی کی صحنک بھی کافی ہے مگر	سو نے چاندی کی نہ ہوں برتن اگر	تجھ کو کافی ہے پیاز و نان خشک	ہوں نہ یہ کھانے اگر بافتن و مشک
پی سکے ہے یار پانی چلوؤں	اور سنہرے آنجورے گر نہ ہوں	کف سے پی سکتا ہے اپنے یار آب	اور نہ ہو وے گر پیالہ زرباب
چل سکے ہے پاسبانہ یار تو	گھوڑا ہاتھی اونٹ خچر جو نہ ہو	پاسبانہ چل سکے ہے چن کا گام	اور نہ ہو دیں اسپ گزرتیں لجام
اگے اور پیچھے تقیب اور چو بدار	یعنے گر ہو دیں نہ تیرے باوقار	دور باشِ نفرتِ خلق از تو بس	جو نہ ہو وے دور باش از پیش و پس
کر سکے ہے زندگی در گنج غار	اور نہ ہوں گر خانہ لے زرنکار	سارا عالم ہر طرف سے دُور دُور	اس سے بہتر ہے کہ تجھ کو ضرور
بورے کہنے پہ ہو گوشہ نشین	اور نہ ہو دیں فرشتے گزرتیں	رہنے کو کافی ہے غص کی جھو پڑی	ہو نہ گرد اللان کو ٹھسا کو ٹھری
انگلیوں سے ننگھی کر سکتا ہے تو	واسطے داڑھی کیگی ننگھی نہ ہو	رکھ کے پتھر مہر کے نیچے یار سو	مخمل و دیبا کا تکیہ گر نہ ہو
ہو سکے ہے اُس کا بدلہ بیگیاں	الغرض جس چیز کا چاہے یہاں	بُن کے چل سے گر سہر اوقات کو	اس جہان میں ہے تو چند اک روز کو
قدر اپنی عمر کی پہچان تو	اور جہان میں بے عوض ہے جان تو	تجھ کو حاصل اُس کا بدلہ ہو غرض	جس کا چاہے تو جہان میں ہو غرض
چھوٹ کر حرص و مہو کی قید سے	ساقیا مہر خدا وہ جام دے	اسکو باحقوں سے نہ کھو لے ہوشیار	عمر کا بدلہ نہ ہو سکتا ہے یار
	یار کے کوچے میں قرباں جان و تن	تا کرے امداد جا کر بے محن	

## بیانِ چیزوںِ مختصر متفرق کا اور بیچ اشارہ قولہ تعالیٰ کے

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تَذٰبُوْا لِقَرٰبَتِ الْاَصْفٰى وَاِخْلَاصَ كَمَا سَمِعْتُمْ

خروجِ جاں اپنی کرواے عاشقو	دوستی میں اپنی اگر تم راست ہو	جو کوئی اس راہ سے آگاہ ہے	تو کو جانے ہے کہ سنگ راہ ہے
ٹھو کریں کھانا ہے سب کی وہ سدا	جو کوئی اس راہ سے واقف ہوا	گیند دولت کا وہ آخر لیگیا	جان دی جس نے پیائے دلربا
دو جہاں سے اُس نے از جہت لی	یار کے قدموں پہ چسنے جان دی	گر حیات اور شیش خوش چاہے ہے یار	گاؤ نفس اپنے کو تو اول تو مار
گر جوانی یں نہارے دوست جان	جا عوانِ یمنی ذلکِ پڑھ جو ان	یعنے سچہ یا کہ بوڑھی گائے ہو	اُسکی قربانی نہ ہو وے جان تو
گر جوانی میں تو قرباں آپ کو	یار کے قدموں پہ جو کچھ ہو سو ہو	جو ہو بوڑھا گر ان جانی نہ کر	بوڑھے بکرے کی تو قربانی نہ کر
سب ہوئے برباد ایامِ شباب	مہر دیں کچھ بھی نہ لی تو نے کتاب	دن جوانی کے ہوئے آخر تمام	کچھ کیا حق کیلئے تو نے نہ کام
گذرا سب نچھا سے اور رک سجود	نے کیا تا کام آوے اے بہرود	سناٹے سے بھی عمر زیادہ ہوگی	کام کی جو بات تھی ہرگز نہ کی

وہ کیا ہرگز نہ تو نے اے لعین	تاکہ کام آتا وہ تیرے یومِ دین	ایک بھی مسجد نہ تو نے کر لیا	عمر تیری کام کی گزری سناہ
کر ادا اس کو خزان میں نہ مینار	جو کیا نالہ نہ در فصلِ بہار	کر شروع آہ و فغان چیزِ بنال	اب بھی تو اے عزیز لب کہ نہ سال
تو بہ واستغفار کر ہر لحظہ تو	عجز سے رو کر خدا کے روبرو	اس بڑھاپے کو غنیمت جان کر	اب بھی تو مہر خدا لے بے خبر
تھے کہ نہ تو نقد اور تو بہ اڑھا	تاکہ تو جانے زیاں کا سو یاد	کر ادا اس کو بڑھاپے میں تمام	جو جوانی میں کیا تو نے نہ کام
تو رہے گا کب تک مجھ کو بتا	غرق دریا میں گناہوں کے بھلا	وز معاصی رو سیاہی تاج کے	غرق دریائے گناہی تاج کے
خدا اجرا کا تو سن پھر مجھ سے حال	گوشِ جاں سے پلنے نغمت نکال	کب تک رکھیں گے اے حالِ تباہ	اور بدیوں سے تو اپنی رو سیاہ
دی خدا نے رہنے کو جنت میں جا	اور فرشتوں نے انہیں سجدہ کیا	اور خلیفہ تھے خدا کے جانے	حضرت آدمؑ کہ داد اس کے تھے
داخل جنت ہو تو اے روسیاء	تو طمع رکھتا ہے باچندیں گناہ	مذہبی مذہب نکل اب یاں سے جا	اک گنہ کرتے ہی سن ان کو کہا
کس طرح جنت میں ہو اسکا گذر	جو کرے صد ہا گنہ شام و سحر	حق نے جنت سے دیا پھر ڈر ڈال	اک گنہ کے ساتھ آدمؑ کو نکال
اب تو مت محروم رکھ دینار سے	عمر گذری سحر میں جلتے ہوئے	کر مذہبِ وقت ہے انداد کا	حد سے گنہا انتظار اب ساقیا

اس داستان میں بیان ہے مراد قول نبی صلعم کی حُبِّ الوطنِ مِنَ الْاِيْمَانِ کہ کیا غرض ہے اس سے

یار کے دیدار سے محروم ہیں	جو گناہوں کے پڑے ہیں جاں میں	سزِ غیبی سے وہ نا امید ہیں	قید میں غصیان کی جو قید ہیں
انکی گردن میں سجبلِ من قَسَد	لذتِ تن میں پڑے ہیں جو کہ بند	قید میں ہیں نفس اور شیطان کی	تنِ بدن کو پالتے ہیں جو کوئی
یاد کر اوطان اور عہدِ قدیم	اٹھ تو جگر سوںے ملکِ نعیم	یار کے کوچہ کو اٹھ کر جلد چل	بند تن کو تو طرزِ نذاں سے نکل
راہ لے کوچے کی اس کے جلد تر	یار کی تجھ کو محبت ہے اگر	یار کے کوچے کو اور اس عہد کو	اٹھا کہیں مہر خدا تک سوچ تو
وہ وطن ہے اور جسکا نام لے	یہ وطن ہندو عراق و شام کے	کہتے ہیں ایمان سے ہے حبِ وطن	ظاہر اور باطنِ عظیم اے نیک
یہ خطا سے کب تجھے ایمان عطا	دوستی دنیا کی شر ہے اور خطا	کب کرے تعریف دنیا کی تجی	یہ وطن دنیا کے ہیں سب اے اخ
اس وطن کو نفس پر ہو کر سوار	چھوڑ کر دنیا کو جاتا ہے وہ یار	دو جہاں کا ہوتا ہے سردار وہ	ترک دنیا کو کرے ہے یار جو
رکھتے ہیں وہ راہِ اصلی پر نظر	ہیں سعادت مند جو سب چھوڑ کر	جنگ و رغبت ہے سوںے اصلی وطن	نیک طالع ہیں وہی اے نیک تن
کر لیا تو نے وطن ہی اختیار	دیکھ کر اس راہ کی باغ و بہار	جوں مسافر چاہے کرنا گذر	اس وطن میں ہے تجھے جانِ کافر
تو بڑا کب تک رہیگا خستہ تن	اس وطن میں ہے جو پیچود بیوطن	اس وطن کو کر دیا دل سے جدا	شہر تن میں اس قدر تو آچھنسا
کوئی دیرانے میں رہتا ہے بڑا	چھوڑ کر اصلی وطن اپنا بھلا	اپنا تو اصلی وطن آباد کر	موڑ منہ اور تن سے جا لگو شاد کر
انوں اور پیچود ونگے رہنے کا گھر	ہے یہ دیرانہ سمجھ اور غور کر	اسکو نذاں ہی کرے ہے اختیار	ہے یہ دنیا خانہ سو میران یار
عیش اور آرام نذاں میں کہاں	اور مومن کو ہے نذاں یہ جہاں	ظالم و فاسق و بد اطوار کے	ہے یہ جنت واسطے کفار کے

۱۵

فکر کراہی کوئی اے بے خبر چھوڑ کر کے اپنا خانہ زرنگار کب تک اے شاہباز پر فتوح کب تک اے ہند پر شہر سبسا کیوں پڑا خلی کوئی میں بے کس بل اس نجاست پر یہ سبزہ دیکھ کر واسطے تصویر بچاں کے میاں روح دے سب خیالات کو دھو جب نہ تجھ کو ہو پسند ہر جانی یار	تاکہ تو اسی قید سے ہو دے بدر اس نجاست پر ہے تو مفتون یار تو بیگا دور از اقلیم روح تو رہیگا اس سفر میں بستہ پا گر تو یوسف ہے کنوئیں میں سے انگل ہو گیا مفتون تو اے خیرہ سر آپ کو سوا کیا اندر جہاں جان سے اک یار پر مفتون ہو کیوں نہ ہو نیز اس سے کر دگار	آشتیانہ ہے ترا عرش بریں کیوں خراب آباد میں ہے تو پڑا حیف ہے صد حیف اے صاحب ہنر کر کے کوشش بند پاسے دور کر تا عزم مصر رہا بتی ہو تو ایک دانے کیلئے اے زشت خو بھر ہے دل میں خیالات جہاں یار ہر جانی نہ بن اے نیوفا ایک سو ہو کر یہ سن مجھے مثال	تو پڑا ہے قید میں اندر زین دیکھ چل گلزار کی آب و ہوا ایسے دیرانے میں کھولے بال و پر اور اڑا تو آپ کو پھر عرش پر جسم سے چھوٹے تو روحانی ہو تو حال میں تو نے پھنسا یا آپ کو ذکر و فکر حق جھلا اس میں کہاں خالصا اک دل رہا سے دل لگا تاکہ ہو معلوم تکجو سب یہ حال
تھی اک عورت تو صورت ناز میں ایک دن باناز با صد کدو فر اُس پری کا دیکھ کر حسن و جمال اُسکو یوں مجنوں و شیدا دیکھ کر کیوں کھڑا ہے اسکا تجھ کو دھیان ہے اُس جواں نے یوں کہا جان جہاں عشق نے تیرے مجھے بیخود کیا حسن میں بہتر ہے مجھ سے لاکھ بار سنکے یہ اور چھوڑ کر اسکو وہ خام اک طمانچہ اُسکے منہ پر راکر غیر پر کیوں کی نظر میرے سوا کیا یہی ہو ہے وفائے عاشقان اپنا عاشق ہو کے دیکھے غیر کو غیر کو نظروں سے تو اپنی نکال جو سوا حق کے ہے دے سب جلا	سیمن ناز کیدن اور مہ جیبیں ایک کوچے میں ہوا اسکا گذر ہو گیا وہ مثل تصویر بچیاں عشق کا اُسکے ہوا زں پر اثر کسلئے آئینہ ساں حیران ہے چھوڑ کر کوا ب جھلا جاؤں کہاں کام مجھ کو کچھ نہیں اب تجھ سوا جسپ میں شمس و قمر دونوں نثار ہٹ کے پیچھے کو چلا چند ایک کام یہ لگی کہنے اُسے اے خیرہ سر ہے یہ دعویٰ عشق کا اے بچیا غیر پر پائل ہو ظاہر یا نہاں کعبے میں چاہے بنا نا دیر کو چشم دلسے دیکھ پھر حق کا جمال ایک دلبر سے تو دل اپنا لگا	زلف و رخسار و لب اُسکے رشک حور اتفاقا سوختہ دل اک جواں اٹ گئے سب ہوش اور صبر و قرار یوں کہاں نے اُسے اے سادہ رو جاہاں سے دیکھ اپنا کام کر عشق تیرا کیا اے میر بچاں یہ کہاں نے اُسے اے بیخبر دیکھ اُسے شکر ذرا اے سادہ رو جب لگا جانے نوزن نے دوڑ کر میری صورت پر اگر عاشق ہے تو کرتا ہے دعویٰ تو میرے عشق کا جو کہ ڈالے غیر پر اپنی نظر رکھتا ہے دل پر تو داغ حب غیر دوسرا ہے کون یاں حق کے سوا جز وجود مطلق اور سستی پاک	جسکی الفت میں دل اک عالم کا چور دیکھ اُسکو ہو گیا عاشق بجاں ہو گیا گل خواند ر روتے یار حال اپنے کو بنیاں کر مجھ سے تو کیوں بلا میں پڑتا ہے اے خیرہ سر ہوش و عقل و صبر اور تاب تو اں ہے مری ہمیشہ مجھ سے خوب تر آتی ہے پیچھے مرے وہ ماہ رو دھول اک سر پر لگائی جلد تر اپنے اس دعوے میں جو صادق ہے تو غیر کو کیوں دلیں پھر دیتا ہے جا ہے حقیقت میں وہ مشترک لبر اور چاہے کو چند لبر کی سبیر کیلئے احوال بنا ہے بے حیا دھیان میں تیرے جواؤں سے خاک

### حکایت بسبیل تمثیل کے لکھی گئی نو

تو کہاں اور میں کہاں عالم کہاں ہے یہ اک نورِ منزہ اے جو ان  
 ہے ہزاروں آئینہ میں جلوہ گر ایک صورت جان لے اے بیخبر  
 ہے کہاں سے کثرت آئینہ جان میں سب اسماء و صفات اے نکتہ دل  
 اس نسر نے بند لہوں کو کر لیا گفتگو کی قید سے دل چھٹ گیا  
 جامِ وحدت دیکھ ساقی جلد تر ماسوا کی قید سے آزاد کر  
 اول و آخر نہان و آشکارا ایک ہے خوشبخت اور ذرہ ہزار  
 ہے ہزاروں آئینوں میں اک جمال اس تکثر سے ہے حیران عقل حال  
 اس سے زیادہ کہہ نہیں سکتا ہوں بقدر وحدت سے ہوئے ہیں بند لب  
 ساقیا اس دشت و حشرت سے چھڑا یار کے کوچے کا دے رستہ بتا  
 تاکہ میں سب چھوڑ کر کے بندزن بجز دردِ عشق میں ہوں غوطزن

اس میں بیان ہے بلاؤں اور محنتوں کا حال جو عشق کی راہ میں ہیں اگرچہ بھاری ہیں لیکن  
 سب اور ہلکی ہیں عاشقوں پر بلکہ بڑی راحتیں اور چین ہے اوپر عاشق آزاد کے

میں طریق عشق میں صد ہا بلا اے دل نکلن غم میں مبتلا  
 محنت و خواری و لذت اور حذر انتظاری بیقراری دردِ سر  
 نے عزیزوں سے قرب و بوندے شفیق نے کوئی غمخوار انکا نے رفیق  
 ایک عاشق ماہران عشق میں میں وہ خوش ہر دم بلا درنج میں  
 جان بازی میں ہیں پختہ پر نہ خام بود سے اپنے میں بے خود لاکلام  
 خار خس کو غیریت کی آگ دے با فراغ دل تو تنہا راہ لے  
 ڈھونڈ مت اندر خودی کے بہتری بہتری ہے پیچودی میں اے اخ  
 رنج و غم ہوتا ہے فرحت اور خوشی جبکہ حاصل ہوئے مقصود ولی  
 بکریوں کے پاؤں کی گرد و غبار بھیڑے کی آنکھ میں باغ و بہار  
 انکو حاصل یاں جمال یار ہے گرچہ تن ان کا منان خار ہے  
 عیش و عشرت جہنمک چھوڑے نہ تو غیر حق سے اور منہ موڑے نہ تو  
 کبھی حاصل تھے پوراہ عشق مبتلا ہے تو تو اندر جوہر و فسق  
 توشہ ہے اس راہ میں تقویٰ اترا نان و حلوا طاق میں رکھ لے فتا  
 نان و حلوا کیا ہے یہ فرزند وزن تیری گردن میں پڑے جو طوق بن  
 نان و حلوا کیا ہے یہ باغ و بہار مسند و نکیہ و خانہ زرنگار  
 نان و حلوا کیا ہے اے بد قماش یہ سعی تیری ہے از بہر معاش  
 بے نفاق و واسطے اے خود پسند ہو گا کس کس کا تو یاں احسانند  
 تجھ کو یہ صبر توکل سے چھڑا در بدر رسوا چھرتا ہے سدا  
 وجود یا لوح توکل سے سمجھی نام تیرا جان اے مردِ غمی



گوشتہ صبر و توکل چھوڑ کر یعنی ہے رزاق وہ پروردگار جاقناعت پیشہ کرائے بیخبر	کیوں پھرے سرمایہ ایدھر ایدھر رزق سب کو دیتا ہے لیل و نہد صبر کے گوشہ میں اب تو بیٹھ کر	کان میں تیرے پڑا بھی ہے لیٹیم رزق دیتا ہے تجھے شام و دھر گھر کے کتے ہی کو جا مرشد بنا
اس میں بیان اُس عابد کا ہے کہ دنیا کو ترک کر کے پہاڑ کے غار میں بیٹھا تھا اور آ زمانہ اللہ تعالیٰ کا اُس کو امتحان اور نصیحت لیتی اُسکو ایک کتے سے	کہو لبناں میں تھا ایک عابد مقیم غار میں جس طرح اصحاب الرقیم رات کو کرتا عبادت پیشہ رات	چھوڑ کر ظاہر کی ساری حق و بقی قدرت حق سے اُسے اک وقت پر الغرض وہ رات دن مُرد خدا
یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا فلک کھانے پینے کا اُسکو نہ تھا ہو گیا موقوف وہ حلواؤ نان	ادھا اُس سے رات کو کھانا تھا یوں بسر اوقات کرتا تھا گدا فلک کھانے پینے کا اُسکو نہ تھا	نان و حلوا دیتا تھا اُس کو خدا انتظاری کی نہ آیا پر طعام بھول سب جاتا ہا صوم و صلوة
آخر شب اک روز بہر امتحان جب نہ آیا شام سے لے تا سحر اور شب کی اُس نے عبادت کچھ ادا	آخر شب اک روز بہر امتحان جب نہ آیا شام سے لے تا سحر اور شب کی اُس نے عبادت کچھ ادا	ہو گیا اتنے میں ہنگام سحر اور لگا چھوڑ دیکھنے ایدھر ایدھر گاؤں کے اندر گیا با حمد خوشی
آتش اٹھ کر وہ با صد اضطراب جبکہ چاروں طرف کی اُس نے نظر اُس تو اُس قریب میں رہتے تھے تمام	آتش اٹھ کر وہ با صد اضطراب جبکہ چاروں طرف کی اُس نے نظر اُس تو اُس قریب میں رہتے تھے تمام	بگرنے ڈروٹی اس عابد کو دی گاؤں سے باہر نکل کر وہ جوان بھوک کے مارے یہ تھا اتوار سنگ
تو وہ کتا روٹی اُسکو جان کر کتا تو پا کر کے عابد کی ذرا ایک روٹی بیچ رہی تھی اُس سے	تو وہ کتا روٹی اُسکو جان کر کتا تو پا کر کے عابد کی ذرا ایک روٹی بیچ رہی تھی اُس سے	دوسری روٹی جو اُس کے پاس تھی دوسری روٹی بھی جب وہ کھا چکا ہو کے عاجز اُس سے عابد نے کہا
سو وہ دونوں تجھ کو اب میں بھوکا	سو وہ دونوں تجھ کو اب میں بھوکا	اور کیا چاہے ہے تجھ سے اے پلید

قدرتِ حق سے وہ کتنا ناگہاں	گفتگو کرنے لگا جوں مردمان	یہ لگا کہنے کہ اے مردِ خدا	غور کر ٹک میں نہیں ہوں سچیا
بچنے سے اب تک اے نامور	رہتا ہوں اُس گھر کے دروازے اوپر	گھر کا اسکے بن رہا ہوں دارباں	بکریوں کا اسکے ہونمیں پاسباں
گاہ تو دیتا ہے جھکو پارہ ناں	اور گاہ دے ہے مشت استخوان	اور گاہ ہے مجھول جاتا ہے مجھے	کچھ نہیں اُس دن کھلاتا ہے مجھے
گزرے ہیں مجھ پر بہت شام و سحر	روٹی ہری کچھ نہیں آتی نظر	گاہ ہوتا ہے کہ یہ کبر تو	نے میسر آپ کو نے مجھ کو سو
بہنہ بہنہ گزرے ہیں یہ ناتواں	خشک ٹکڑے کا تہ پایا کچھ نشاں	پرورش پائی جو میں اُس در اوپر	اور کے در پر نہیں کرتا گذر
گرچہ صد ہار پنجاب بہتا ہوں میں	در پر اسکے پر پڑتا ہوں میں	اسکی نعمت کا کبھی کرتا ہوں لشکر	صبر سے رہتا ہے گاہ مجھ کو لشکر
کھینا ہوں عشق کی بازی سدا	ساتھ اسکے میں بصد رنج و عنا	الغرض یہ عاصی اسکے در سوا	اور کے در کو نہیں پہچانتا
اور تجھے جو ایک دن اے نوجوان	نے ملا تقدیر سے حلو اذنان	پس بنائے صبر میں آئی شکست	غیر کے در پر گیا اے خود پرست
اپنے اُس رزاق کا در چھوڑ کر	گھر کے در پر تو آیا دوڑ کر	کچھ نہ کی رزاق پر اپنے نظر	مانگئے آیا تو اک کافر کے گھر
واسطے روٹی کے اپنے دوست کو	چھوڑ کر آیا تو یاں اے نیک خو	اور دشمن اسکے سے کی دوستی	کچھ جیتا تجھ کو نہ آئی اے اخی
اب ذرا منصف ہو اے مردِ خدا	بے حیا تو ہے کہ یا میں ہوں تبا	تسکے یہ عابد گراں بد ہوش ہو	پیٹ کے سر ہو گیا بے ہوش وہ
اے سگِ ملعون نفسِ امارا کی	یہ نصیحتِ گہر کے کتے نے کی	صبر کا در بھی اگر تجھ پر کھلے	گہر کے کتے سے کمتر پھر تو ہے
ساقیا میری خبر لے جلد آ	نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بچا	نفس و شیطان نے کیا تجھ کو اس پہر	ہو کہیں بہر خدا تو دست گیر
اس میں ندمت ریاکاروں اور مکاروں کی کہ بڑا لشکر شیطان کا ہے	کیا ہے دنیا جان اے مردِ عربی	دستار و مسواک لسیج و ریا	چہرہ و دستار و قلب بے صفا
زہد کا دعویٰ تو تجھ کو بے شمار	جاہ و عزت کیلئے اے نابکار	لے بنا تقویٰ کی صورت بے نظیر	تاں میں تعظیم سب شاہ و وزیر
ہے گماں تجھ کو کہ ایسے مکر سے	سارے عالم کو مطیع اپنا کرے	ہے توقع تجھ کو اے مردِ عربی	تا کہ اس جھوٹی فقیرمی سے تری
معتقد ہو کر کے سب اہل جہاں	لائیں نظریں پاس تیرے بیگماں	یہ نہیں معلوم تجھ کو اے عزیز	ہیں جہاں میں سیکڑوں اہل تمیز
میں بہت عالم میں عاقل نکتہ دان	جاننے ہیں سب کی خوبی و زباں	یہ جو کرتا ہے فریب و مکر تو	اس سے وہ واقف ہیں بیشک موبو
پر یقین ہے تجھ کو اب بیشک یہی	حال سے میرے نہیں واقف کوئی	اپنی خود بینی سے تو ہے مارتا	لافِ تقویٰ اور عدالت کی سدا
فکر میں ہر دم ہے تو اس بات کی	جسکے یاں کی عزت اور دولت ملی	کار تیرا سر بسر لیل و نہار	کرتا ہے تحصیل جاہ و اعتبار
واسطے زر کے بنے اے نابکار	منتق و عاقل و پرہیز گار	نان و حلو لے کیلئے تو نے لعین	کھو دیا ہے ہاتھ سے اسلام و دین
جاہ و عزت کیلئے اے بے خبر	دین و ایمان سے پڑا تو دور تر	دیں دیا تو نے لیا نانِ حرام	مکر و حیلہ مہر تسخیرِ حرام
مال کھانا شہو نکا باکر و شہید	چھوڑے غنیمت سے نہ تیری عمر زید	لے فریب و مکر سے تانا ہونکا مال	ہر طرح سے پھر اسے سمجھے حلال
پھر یہ تقویٰ اور عدالت باوجود	ایسے دھوکوں کے ہے قائم اے جہود	ہے ہمیشہ برقرار اور پائدار	یہ عدالت اور تقویٰ نابکار

سنگ و آسن سے بھی یہ مضبوط ہے

جو نہیں نقصان کسی شے سے آسے  
نہ خلل اسکو کسی شے سے عزیز

کچھ نہیں نقصان فریب و کر سے  
چوں وضوئے محکم نبی تمیز

اس عدالت اور تقویٰ کو ترے

## حکایت تمثیل

حال اس عورت کا سن ایک عزیز

جو کہ تو کھنا ہے کچھ عقل و تمیز

شہر بڑا میں تھی سن اک بیوہ زن

کہندہ زہد و صلہ ساز و پُر زفن

نام اس عورت کا تھا اے ہوشیار

کہتے ہیں بی بی تمیز ہوشیار

بس عبادت سے آسے لیل و نہار

تھی سدا رغبت بہت اے نامدار

صبح سے لیکر کے تا وقتِ عشا

با وضو رہتی تھی اے مہرِ خدا

بعد عشا کے صبح تک وہ بے شعور

رات بھر کرتی زنا فسق و فجور

ایک دم بھر مرد بن رہتی نہ تھی

گرچہ چھوڑ دیا چار ہوڑے کوئی

آنا جو اس بے حیا کے پاس یار

اگے اگے پڑتی تھی دامنِ پسا

لے نمازِ شام سے نا بامداد

نامرادوں کو سدا دیتی مراد

اور نہ خالی ہوتی تھی اسکی ادوات

ایک دم بھر بے قلم سے نیک ذات

جو کوئی لا تا مراد اپنی وہاں

جمعہ رقم کرتی وہ اس پر بیگیاں

رند اور اوباش کے مقصود کو

خوب بر لاتی تھی وہ اے خوب رو

اسکی علیٰ شیع کے مانند یار

پھرتی ہی رہتی سدا لیل و نہار

اور اسی حالت میں بچہ وہ بنا بکار

کرتی تھی حق کی عبادت بیشمار

جس کسی کے نیچے سے اٹھتی بناز

ہوتی تھی فی الحال مشغول نماز

بے وضو بے غسل بے نیت سدا

خوب کرتی تھی رکوع سجدا ادا

اسکے اوپر کہتی تھی وہ بد گہر

با وضو رہتی ہوں میں آٹھوں پہر

ایسی بد ذاتی سے بچہ وہ بیخیا

آپ کو کہتی تھی میں ہوں پار سا

ایک دن اک رند نے اس سے کہا

کیا کہوں مجھ کو تعجب ہے بڑا

اس طرح کے کار سے تیرے مجھے

حیرت آتی ہے بہت ایندیک پے

با وجود ایسی جنابت کے سدا

خوب رہتا ہے وضو تیرا بجا

نیت اور آداب یہ محکم وضو

کر میاں کچھ حال اسکا مجھے تو

یہ وضو تیرا سن اے نیکو سیر

سنگ درو میں سے بھی ہے مضبوط تر

بلکہ ہے سدا سکندر سے دو چند

جو کسی شے سے نہیں اسکو گزند

ہے مثال ایسی ہی تقویٰ کی ترے

بہر طرح کے کار سے قائم رہے

جس طرح بی بی تمیز کا وضو

سو جنابت سے نہ ٹوٹے تھا کبھی

یوں ہی تقویٰ اور عدالت تیرا بار

سوفریب و کر سے ہے پاندار

ہے خدا کی مارا ایسے شخص پر

بے حیا بے شرم جو ہوا اسقدر

ساقیا احد سے گذرا انتظار

جام دے وہ جس سے ہو سینہ و نگار

کر کے تا ناموں کے دامن کو چاک

آتشِ دل سے میں ڈاؤں سر پچاک

اس میں مذمت اُن درس کہنے والوں کی ہے کہ مقصد اُن کا محض ظاہر کرنا فضل اور علم اور بزرگی کا اور دھوکا دینا ہے خلقت کو

کیا ہے دنیا جان تو اے خود پسند

مگر وحید کا ترے یہ وعظ و پسند

درس تیرا اسلئے ہے صبح شام

تاکہ ہو مشہور علم اور فضل تام

بہرا ظہارِ فضیلت اور عمل

آپ کو ڈالے ہے تو اندر خلل

تو بہر کتاب جو وعظ و پسند ہے

خالق میں مشہور ہونے کیلئے

علم و فضل اپنا جتانے کیلئے

سو خرابی اور بلا میں تو پڑے

بہر طرح اپنا جتا فضل و کمال

مردوزن کی واسطے ڈالے ہے حال

تاکہ ہوں تابع ترے کچھ عام ہیں

سو فریبوں سے تو لایا دام میں

جاہل و نادان و بے عقل و شعور

جال میں تیرے پڑے اے پر ضرور

معتقد تیرے ہوئے وے پر ضرور

کون شونی کا نہیں جھکو شعور

جاہلوں میں ملے کر بن سدا

علم و فضل اپنا جتا یا خوب سا

اور ہوئے خود فصیحیت لاکلام	دوسرے کو تو نصیحت ہو ملام	جاہلوں ناواقفوں کو دے فریب	خوب ہی تقریر کو دیکر کے زیب
اور لیوے آپ رستہ نار کی	رہ بناوے اور کو گلزار کی	آپ لے دوزخ کی رہ بے گفتگو	راہ جنت کا بناوے اور کو
اور ہووے آپ مگرہ جان کر	کرتا ہے اوروں کو سیدھی راہ پر	آپ بتاتا ہے پیالہ زہر کا	شہد و شربت اور کو دے بے پلا
لوگ جانیں تا ترا علم و عمل	ہے یہ سب اس واسطے اے پر عمل	آپ کو ڈالے ہے تنہا غار میں	بھیجتا ہے اور کو گلزار میں
محکم ان دوسے نہیں ہے ایک بھی	پراصول و فرغ تیرے اے اخی	مگر اندر مگر لکھا ہے سہنر	خوب ہے شیخی جتنا ہی کھول کر
یہ ریائی درس نامعقول ہے	جان اس رہ میں نرا کیا غول ہے	حق تعالیٰ اور پیمر سے بھلا	کچھ حیا بھی کچھ کو آتی ہے بتا
زہر ہے باطن میں اور ظاہر میں قند	یہ ریا کا جو ترا ہے وعظ و پند	ہے یہی شیطان تیرا اور نفس	کرتا ہے جو تو ریا کا وعظ و درس
دولت ایمان کو ہے لوطت	چور ہے پوشیدہ دل میں یہ ریا	درس ہے کب ہے وہ اک قہر و بلا	ہوتی ہے جس درس میں روی و ریا
بانوشی جنت میں جا ڈیرا کیا	دولت ایمان لی اس نے بجا	قتل جس نے کر دیا لے نیکو	خیر لاجول سے اس چور کو
کر دیا آزاد جان لے نیک پے	آپ کو جس نے گرا اس مرض سے	ہے نہیں وہ درس لیکن ہے مرض	درس جو قربت نہ ہو اس سے غرض
نفس و شیطان نے کیا زبرد زبر	ساقیا لے بہر حق میری خبر	ہے وہ دوڑتا مفر از عرض پر	اسلپ و دولت کو وہ اپنے باہنر
اُس کے قدموں پر کرے سر کو فدا	تا کہ یہ جا کر کے بے روی و ریا	کر کے امداد نکلے بچوں سے چھڑا	وقت ہے امداد کی امداد کا

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اسباب دنیا کا اکٹھا کرتے رہتے ہیں اور غافل ہیں حاصل کرنے اسبابِ عقیقی کے سے

اور کرے راہ ہڈا سے تجھ کو دُور	بیر کرے قرب خدا سے تجھ کو دُور	آفت جاں ہے ہر اک پیر و جوان	کیا ہے دنیا یعنی اسبابِ جہاں
اس طرح کے نان و حلوے نے تمام	کر دیا ہے تلخ تیرا یار کام	نہو گیا تو راہِ حق سے دُور تر	کر دیا قربان اُس پر اپنا سر
بیخ دیں سے تو اکھاڑ اور دُور کر	جلد اس اسباب کو لے بہرہ ور	لے گیا ہے رونقِ اسلام کو	اور بھی اکثر تر اے نیک خو
واسطے دنیا ئے دُور کے سر بسر	سچی تیری ہے یہ اے صاحب ہنر	آپ کو بلد گراں سے تو نکال	اور اس دنیا ئے دوں پرخاک ڈال
اس کی رہ میں موٹنگانی اشقی	باوجود اس سعی و محنت کے فرا	سچی دنیا میں رہا تو مبتلا	سچی کچھ جانی نہ عقیقی کی ہے کیا
جو کہ چاہے تھانہ وہ حاصل ہوا	سعی عقیقی کی جو تو کرتا میاں	اسکے چھپے جانے جیسے خربگل	پچھے اسکے دوڑے ہے ازجان دُل
کار دنیا کا بھی ہر آتما میاں	اسلئے فرماتے ہیں خیر البشر	کیا ہو حاصل تجھے جز درد دُور	سعی دنیا میں رہا تو عمر بھر
جو کوئی دنیا ئے دُور کو ترک کر	کار اسکے دنیا زدین کے تمام	کار دنیا کے بھی سب ہو دُور	کار عقیقی کا جو کرتا بند و بست
ہوتے ہیں آسان سب اے نیک نام	اپنے اس اللہ کی جانب رجوع	ہوتا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع	ہوتا ہے جھٹ باخضوع و باخشوع

اسکے اوپر یاد آئی ایک مثال | کان دھرنے میں اسے اچھے سمجھا لیا

## اس میں بیان ہے کہ اختیار کرنا کار آخرت کا اور پرکار دنیا کے بہتر ہے

تھا کوئی ایک مرد صالح نوجوان | کرتا تھا کھیتی کا پیشہ اے میاں | پاس اسکے کہتے ہیں تھا اک شہتر بھاگنے کی اسکے عادت تھی مگر

اتفاقاً دن جو آیا جمعہ کا | اونٹ اسکا بھاگ جنگل کو گیا | اور آدے دن جمعہ کا اسلئے | تھا کہ پانی زرع کو دے نہر سے

مرد حیراں ہو کے بولا اے خدا | پانی دینے کا بھی یہ وقت ہے میرا | گزریں دوں کھیتی کو پانی اب میں | اونٹ اپنے کو میں پھر پاؤں کہاں

اور نماز جمعہ بھی دوں ہاتھ سے | ہوں خرابی میں پڑا اس بات سے | گزرتی دوں کھیتی کو پانی اس زمان | ہوتی ہے بالکل خراب اے میراں

جو میں ڈھونڈوں اونٹ کو جنگل میں جا | میں نماز اور زرع دونوں کھو چکا | اس تردد سے وہ مرد خوش بقا | ہر طرح کے رنج میں تھا مبتلا

آخرش بولا تامل کر کے وہ | چل نماز جمعہ کو جو ہو سو ہو | کیونکہ اس دولت کو ہے بیشک بقا | اور سوال اسکے ہے سب شے کو فنا

یعنی کار دین کو ہو دے بقا | اور کار دنیوی کو ہے فنا | جو کہ فانی سے لگا وہ دل عزیز | اس سے زیادہ کون ہے بس یہ تمیز

کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ | حج مسکینوں کا ہے دن جمعہ کا | جا عرض تکبیر مسجد اُس نے کی | اجز قربانی کا پایا اونٹ کی

سجائے مسجد میں ہوا مشغول ذکر | اور بھلائی دل سے سب دنیا کی فکر | بانضووع دل بصد عجز و نیاز | سائے حق کے پڑھی اُس نے نماز

ہو کے فارغ جبکہ آیا اپنے گھر | دیکھا کیا ہے کہ وہ اسکا شہتر | ہے کھڑ اپنے مکان پر اے میاں | عاجز و مسکین غریب و ناتواں

۲۲ اپنی بی بی سے یہ پوچھا آئے جا | کس طرح یہ اونٹ آیا ہے بنا | یہ کہا عورت نے اسکی اے میاں | اک درندہ اسکو لایا ہے یہاں

ہو کے گرد اسکے قوی سا بیٹھ یا | مار کر یاں تک اسے پہنچا گیا | شکر حق کرنے لگا وہ نیک خو | یہ کہ رب لایا ہے میرے اونٹ کو

اب میں جا کر سنیٹا ہوں کھیت کو | اپنے اس معمول پر جتنا کہ ہو | گل نہ آوے ہاتھ میں تیرے اگر | جز تو موت چھوڑ پر اے میرے در

آخرش اٹھ کر وہ مرد نوجوان | کھیت کی جانب ہوا اپنے رداں | جا کے دیکھا کھیت کو جو غور کر | پایا سب سر سبز اور خوش تناہ تر

خود بخود اُس نہر سے بس بیگیاں | اسکی ہر کھاری میں چھ پانی رداں | ہو کے حیراں مرد بولا اے خدا | کھیت یہ میرا ہے کیونکر ہو گیا

ہے نہ ہمسایہ میرا ایسا بھلا | کھیت میں پانی مرے دیتا جو آ | پوچھا آخر اُس نے ہمسایوں سچا | کھیت میں پانی مرے کس نے دیا

بولے سب ہی یہ عجب اک ماہرا | خود بخود پانی ادھر کو مبولیا | سینتے تھے ہم تو اپنے کھیت کو | پر یہ پانی جانتا تیرے کھیت کو

روکنے تھے ہر طرح سے ہم اگر | پر یہ تیرے کھیت میں کرتا گذر | ہو گئے ناچار جب اے با ارب | چھوڑ کر آخر گئے ہم بیٹھ سب

حکم حق سے کھیت میں تیرے میاں | ہر کھاری میں ہوا پانی رداں | ہو کے شاداں اور خرم وہ جوان | شکر حق کرنے لگا بس بیگیاں

جو کوئی دنیا لے دوں کو ترک کر | باندھ لے حق کی عیلات میں کر | آپ خود آ کر یہ دنیا لے لیلیں | پاؤں میں اسکے چلے ہو کر ذلیل

دین کو دل سے کرے جو اختیار | خود بخود دنیا ہو اُس پر شمار | اور جو حق کو چھوڑ دینا میں پڑے | دین دنیا سب خراب اپنی کرے

جس نے کی دنیا مقدم دین پر | وہ ہوا خوار و تباہ مستہ جگر | ہو گیا اُس شخص پر قبر خدا | جو مواد نیلے دوں میں مبتلا

ہوئے حاصل دین اور دنیا لے دوں | فقر و رنج میں پڑے جا سترگوں | ساقیا وہ جام دے اب تو بنو | عیش دنیا جس سے چھ پر سرد ہو

چھوڑ کر دنیائے دُور کو سر بسر حکم پر دلدار کے ہاندھوں کمر |  
سوال کرنا کسی زائر کا ایک امیر سے کہ کس قدر سعی اس امیر نے کی بیچ حاصل کرنے اسباب  
دنیا کے اور تنبیہ کرنا اور ڈانڈنا اُس کا اور پر حاصل کرنے سامانِ آخرت کے

ایک عارف نے کہ تھا صاحب کمال ایک منعم سے کیا اُس نے سوال یہ کہ دل تیرا ہے ہر شام و سحر در پے مال و متال اے نامور  
سعی تیری بہر دنیائے دنی کس قدر ہے کہہ تو اے مردِ عجبی یوں کہا اُس نے کہ بچہ و شمار کار میرا ہے یہی لیل و سہار  
یہ کہا عارف نے اس کو تو بھلا رہتا ہے اسکی تنگ و دُور میں سدا کیا ہوا حاصل تجھے میرے غلیل یہ کہا اُس نے کہ کچھ قدرِ قلیل  
پر جو ہے مقصود اے روشن ضمیر پر نہ آیا اُس سے کچھ عشرِ عشرت یہ کہا عارف نے اسکے ہے نواب فکر میں تحصیل کے ہر روز و شب  
رُخِ دُغم میں تو بحث اُسکے مہیاں عمر کو کرنا ہے اپنی رائگاں قبلہ اپنا شغل کو اس کے کیا عمر اپنی اس پہ کی تو نے قدا  
جاتا ہے وہ جو کچھ تو اے فتنا اس سے کچھ حاصل نہیں تجھ کو ہوا مدِ عادل کا ترے اس سے کہیں کچھ نہیں حاصل ہوا اے نیک دیں  
ہے بھلا دنیا بھی بے عیب کا گھر سعی کچھ اسکی نہ کی تو نے مگر اُس سے کچھ حاصل تجھ کو نہ کر سچاں میں نہیں کہتا تو کہہ اے نکتہ واں  
یعنے اس دنیائے دُور سے اب تجھے دارِ عجبی ہو وے حاصل کب تجھے مرد وہ میں جو کہ دنیا چھوڑ کر باندھتے ہیں راہِ عجبی میں کمر  
اور تو بہر گاہ و نفس بے حیا کرتا ہے ہر دم نماز اپنی قضا یاد حق کو تو نماز فرض جان اس سے رہتا ہے تو غافل ہر زماں  
اس جہاں فانی میں تو فانی ہوا راہِ عجبی کو دیا دل سے بھلا واسطے عجبی کے تو اے بہرہ ور چھوڑ تا مردار دنیا کو اگر  
خود خود یہ زماں دنیا ہو ذلیل پاؤ نہیں پڑتی ترے باقال و قلیل

اس میں یہ بیان ہے کہ جو شخص دنیا کو چھوڑتے اور ترک کرتے ہیں دنیا انکے پیچھے  
دوڑتی ہے اور جو لوگ دنیا کے درپے ہوتے ہیں دنیا ان سے بھاگتی ہے حکایت

ایک صاحبِ دل ولی باغِ رجاہ باخوشی بیٹھا تھا اندر خانقاہ اور گرد آسکے مرید اور طالبین جمع بیٹھے تھے بصد صدق و یقین  
ناگہاں کہ جانور اک طرف سے سامنے کو آگے اڑتے ہوئے ایک کے تھا ایک پیچھے بھاگتا اور اُسکی جستجو میں دوسرا  
ان میں آگے تھا کبوتر نہیں رواں سب سے علجز اور حقیر و ناتواں اڑتا جاتا تھا نہ اک بھی ایک کے  
اور پیچھے مرغِ زیت کے اڑا جاتا تھا بد بخت کو احوں ہوا کزتا تھا ایسی ہراک کوشش و لے ہاتھ آتا تھا نہ اک بھی ایک کے  
دیکھ یہ بولے مرید اے شاہ دیں ماجرا ایسا کبھی دیکھا نہیں کیوں کو توڑ کے پیچھے مرغِ نیوں اور پیچھے مرغِ کے تو اے ہے کیوں  
ہے کبوتر کا مطیع کیوں مرغِ یوں زانغ باغی مرغ کا تابع ہے کیوں جنسہائی مختلف ہیں یہ کیا ایک کا تابع ہوا جو دوسرا  
جنس کا طالب ہے اپنے ہر کوئی جنس سے جنس کو میل اے انھی جنس جانب جنس کے کھتی ہے میل ساتھ دیکھ دن ہے اور ہے شب کیل  
ہوتا ہے مومن کا مومن آشنا اور کافر پر ہو کافر مبتلا صالحوں کیساتھ ہوں صالحان ساتھ نہ کار و نیک ہوں بد کار یان  
زانغ بہر زانغ کے ہو کر اڑیں بلبلوں کیساتھ بلبلوں خوش رہیں انبیا اسوا سٹے پیدا ہوئے جنس سے انسان کے اے نیک پے

فیض ہے ہم جنس سے سب کو شتاب راہ حق لینے فرشتوں سے شتاب غیر حسیت سے ہوا تنہا ضرور خواب و شور میں اس لئے ہے مبتلا نفس آمارہ بنے ہے اس گھڑی آوے تو آمارہ کی جانب ڈوڑو مطمئنہ ہووے وہ اہل و داد	جنس ہے جنس اپنی کامیاب کب بھلا انسان ہو کر نہ محجوب فائدہ، بھجنس سے ہو جن قدر جسم ملک خلق سے پیدا ہوا جو کرے یہ میل جانب خاک کی میل ملک امر کا جب اسمیں ہو بعد تہذیب اور کمال اجتہاد	بے تکلف راہ حق کی سیکھ لے کب کھپتے ان سے آسیت بشر اور ہوں بجنس سے لگ تجمبات زہد و طاعت سے ہے راغب سلئے حق نے جو دونوں کی اسمیں جمع کی نفس تو آمارہ بنے اس وقت پر ملہم کی طرف پھر رکھتا ہے پا اس سخن کی کب ہے امداد انتہا	آدمی تا بلکہ اپنے جنس سے انبیاء ہوتے فرشتوں سے اگر اک خلاف جنس سے ہوں سو حجاب روح جو آئی ہے ملک امر سے اُس کی پیدائش ان درد سے ہوئی اور کرے جو روح کی جانب گذر جو بہت کوشش سے لاہوتی ہو جا
---	--	---	--

جو اب دینا اُس صوفی کا مریدوں کو واسطے تسکین اور دل جمعی کے اور بیان کرنا  
حال طائروں کا کہ ایک کے پیچھے دوسرا اڑتا تھا

مرد صوفی کو نرا آئی نہاں بھاگتے ہیں ایک جو دنیا سے دور طالب و تارک ہیں جو دنیا کے اب اور درپے مرغ زریں اے ہے اور پیچھے مرغ زریں کے اڑا جان عارف ہے کبوتر کی مثال زانع یعنی اہل دنیا حرص سے اہل دنیا واسطے دنیا کے یار بھاگتا ہے مردِ حقانی مگر ہے یہی دنیا کا یار و ماجرا	یہ مریدوں سے تو کر اپنے بیان دوسرے طالب ہیں اسکے بالضرور ایک کو ہے دوسرا کرتا طالب تاکہ اس پر آپ کو قرباں کرے حرص سے جاتا ہے تو ابھیجا جاتا ہے حق کی طرف قبیل و قال چوں زغن مردار دنیا میں پڑے دوڑتا ہے ہر طرف ہو بے قرار مگر سے اس بیجیا کے خوف کر بھاگے ہی جو اس سے اس کی پاس جا	جو اڑے جاتے ہیں یہ ہیں جانور یہ مثال ان کی ہیں نمون جانور بھاگتا ہے یہ کبوتر پے بہ پے ایک ہرگز یہ کبوتر ناز نہیں پر نہ ہاتھ آتا ہے اک کے دوسرا اور زریں مرغ تو دنیا کو جان کر تو دنیا دار کو کو آ شہار لیک وہ مکارہ ان سے بھاگ کے دوڑتی ہے اسکے پیچھے یہ سدا اور جو اسکو طلب کرتے ہیں یہاں	ہے مثال انکی سمجھ اور غور کر ایک سے اک بھاگتا ہے دورتر مرغ زریں کے فریب و مکر سے ہاتھ آتا مرغ زریں کے نہیں گرچہ کوشش کرتے ہیں بے انتہا دوڑے ہے عارف کے پیچھے بیگان ہوتا ہے مردار دنیا پر نثار مردِ حقانی کے جا پیچھے پڑے بھاگتا ہے اس سے وہ مردِ خدا بھاگتی ہے ان سے یہ کوسوں یہاں
--	---	---	---

### مثیل

اور سن اس پر تو مجھے اک مثال اور گرد اسکے بکثرت لاکلام نیک لوگوں کا بیان کرتا میں حال نخنے کھڑے آداب سے لوڈی غلام تخت پر بیٹھا تھا با صد عز و جاہ حکم یہ مختار کاروں کو دیا	ایک دن ہاروں رشید بادشاہ جہر باں آنپہر جو کوچہ سلطان ہوا
--	---

جو کہ توشہ خانہ میں موجود ہے	سامنے لاکر دھریں ہر ایک شے	سننے ہی مختار کاروں نے جھبی	پیش شہ ہر ایک نعمت لادھری
حکم پھر لوٹری غلاموں کو دیا	شہ نے کیں یہ نعمتیں تم کو عطا	جس کو اس نعمت سے جو مطلوب ہو	لے اٹھا اس میں سے وہ بے گفتگو
سننے ہی اس بات کے لوٹری غلام	گر پڑے ایک ایک ہر نعمت پہ نام	کچھ کسی نے اور کسی نے کچھ لیا	ہاتھ اک لوٹری نے شہ پر رکھ دیا
ہو خفا بانڈی سے یوں شہ نے کہا	رکھ دیا کیوں ہاتھ مجھ پر اب بتا	عرض کی لوٹری نے جب اے نیکیو	صاحب ان نعمات کا موجود ہو
اسکی کہتی ہے کیا پھر جو شہا	چھوڑ صاحب کو پڑے نعمت پہ جا	بادشاہ سننے ہی جھٹ اس بات کے	اُسپہ عاشق ہو گیا دل جان سے
اور کہا شہ نے اُسے اے بادب	کر دیا آزاد تجھ کو میں نے اب	اور یہ سب نعمائے اور بانڈی غلام	کر دیے تجھ کو عطا اے نیک نام
اس طرح سے جو کوئی حق کے لئے	دلے سب نعمائے دنیا چھوڑ دے	چھوڑ کر نعمائے دنیا سب بسر	دل لگا وے اپنے حق سے بیشتر
حق تعالیٰ ہو کے خوش اس شخص سے	اترت کی نعمتیں سب اس کو دے	تو بھی اے امداد بہر ذوالجلال	دو جہاں کی نعمتوں پر خاک ڈال
	ماسوا پر ہونہ ہرگز مبتلا	خالصاً اللہ حق سے دل لگا	

اس میں مذمت اور بُرائی ان لوگوں کی ہے کہ فخر کرتے ہیں ساتھ مصاحبیت بادشاہوں کے اور دعویٰ رکھتے ہیں شامل ہونی کیا بیچ اہل سلوک کے اور جمع ہونا وضدوں کا محال ہے

کیا ہے دنیا جان تو اے بہرہ ور	قرب سلطان ہے تو کراس سے حذر	ہوش ہر سے بھی ہے اور دل سے سرور	قرب سلطان اس سے تو دور دور
ہے سعادت مند وہ ہی اے فتا	آپ کو جس نے لیا اس سے بچا	قربت سلطان سے بچ کر بچ سکے	کیونکہ یہ تیرا دل جان ہے
اور ہے ایمان کا بھی اسمیں ضرر	ہو سکے جتنا تو کراس سے حذر	اس کے اور پرکھتا ہوں اک داستاں	کان دل سے تم سنو اے ہر باں
	نیک لوگوں کا طریقہ ہے یہی	جو نبیاں کرتا ہوں تجھ سے اے غبی	

## داستان

ایک تھا درویش بس روشن ضمیر	راہ حق میں چیت و کمال بے نظیر	چھوڑ کر دنیا کے سارے کاروبار	کر لیا عاقا اُس نے گوشہ اختیار
خلاق سے ہو کر جو اجنگل میں جا	کر تا تھا تنہائی میں یادِ خدا	بیٹھ کر اک غار میں تنہا سدا	ذکر حق میں ہر گھڑی مشغول تھا
یا سر آتا تھا نہ وہ اُس غار کے	پر کبھی حاجتِ ضروری کیلئے	بعد ہیقتے کے جو ہوتی اشتہا	کھانا تھا بگ بگ شجر وہ پار سا
ایک مدت ہو گئی اُس کو بسر	ذکر حق کرتے ہوئے اس طرح پر	تھی اُس عارف پر عنایاتِ خدا	واصل مولیٰ وہ رہتا تھا سدا
چھوڑے اس عالم کو جو حق کیلئے	بے شہ وہ اپنے دل سے لے	جدو کوشش شرط ہے پر لائے پسر	راہ میں دلدار کے شام و سحر
ہے بہت باریک راہِ دل ربا	چل سکے بے راہ بر کے کب بھلا	ہیں گی اس وہ میں بہت سی گھٹیاں	طے ہو کب بے راہ بر کے اے فلاں
کہتے ہیں حضرت محمد اس لئے	راہ بر لے ساتھ پھر تو راہ لے	راہ بر لے تا تو سیدی راہ جا	گھاٹیوں میں ورنہ ہو کا مبتلا
اولیا ہیں راہ بر اس راہ کے	اُن کے دامن کو پکڑ اور راہ لے	عمر بھر گر چہ کرے روزہ نماز	بے مدد و مشد کے کب ہو ستر باز



تیر باطن کب ترے دل پر کھلے جو کہ تھی حرص و ہوا دلیں بھری کہتا ہے حق دیکھ دیدہ کر کے باز پیروی کر جان سے مرشد کی تو سوچ تو دلیں فرائے نیک پے کس نے پایا ہے صراط المستقیم	تو عبادت گرچہ کیسی ہی کرے اس عبادت سے نہ وہ کچھ کم ہوئی منع کرتی ہے گناہوں سے نماز تاکہ کر دے تجھ کو سیدھی راہ کو بے کمان کے تیر کیونکر حل سکے بے مدد مرشد کے بتلا اے کریم	گرچہ کی تو نے عبادت سالہا جو نہ جا حرص و ہوا دلیں سے ترے عادت ہے یہ تیری روزہ نماز ورنہ اس رہ میں تو بے مرشد سدا تیر دیکھا ہے کوئی بھی اب بتا انتہا کھتا نہیں ہے یہ سخن	لیک بے مرشد تو ویسا ہی رہا اُس عبادت کو ترے پھر کیا کرے سیر باطن اس کے تجھ پر ہونا ز ٹھوکریں کھاتا ریگا جا۔ جا بے کمان کے جاننا نے پر لگا حال اُس درویش کا اب تجھے سن
آنا دنیا کا ایک عورت نازنین کی صورت بن کے	ذکر و مکر حق میں رہتا تھا مسکا آگنی خدمت میں اس درویش کی کیا کریموں کے کرم سے دور ہے کر لیا معلوم باطن سے وہیں دور ہو مجھ پاس تو سرگز نہ آ مگر سے ڈرتا ہے تیرے ہر سعید فائدہ کچھ منع کرنے میں نہیں اور عارف کو سوئی وحشت بڑی	نالگمان اک روز اے فرخندہ فال دست بستہ با ادب ہو کر کھڑی تیری خدمت میں رہو گی میں ملام ہے یہ دنیا بد بگہر اور نابکار بھاگ کر تجھے یہاں آیا ہوں نہیں یہ کہا اُس نے کہ اے درویش جان آئی ہوں میں حکم حاکم سے یہاں یہ کہا عارف نے وہ جو آئے گی	ایک عورت صاحب حسن و جمال عرض خدمت میں یہ کی درویش کی جو کہ فرماؤ بجالاؤں تمام سامنے آئی مرے کر کے سنگار چھپکے آ بیٹھا سہوں تنہا غار میں حکم سے حق کے ہیں آئی ہوں یہاں کیوں خفا ہوتا ہے تجھ پر اے میاں جو تیاں مجھ سے بہت سی کھائیگی
دُریاں اُس غار کے وہ پار سا باہر ازل خونی وزی بندگی جو کہ واسد م قبول حضرت مجھے دیکھ کر درویش نے اسکے تئیں یہ کہا درویش نے اے بیچیا پھر کے کیوں آئی ہے اسجا اے پلید حق میں میرے تجھ کو لے سرو بقیں کہلے یہ نظروں سے وہ غائب ہوئی	گور کا مصروف روزگاریں اُسے گرا سے پاوئے تو اُس پر ڈال خاک اُسکے بدلے پاوئے تو جھصے وہاں کرتا ہے اسباب اُسکے آشکار کیونکہ استی سے تھا جنگل دور تر تخط عالم میں پڑا حد سے پرے	کر نہ جانے گی وہ میرے پاس سے مال دنیا ہے یہ نہ ہر سہم ناک واسطے حق کے جو دے تو اک یہاں چاہتا ہے وہ جو کچھ پروردگار کوئی آنا تھا نہ اُس پاس اے پسر انفاقا اک برس تقدیر سے	خرچ اسکو راہ عقبی میں کروں تاکہ کام آوئے وہ تیری قبر میں تاکہ راضی تجھ سے ہو پروردگار متھار ہا مشغول حق کے کار میں واں تک آتے نہ چرنے کیلئے آدمی حیوان گل مرنے لگے
کے لے چوپائے چرانے کے لئے نور حق تھا اُس کے منہ سے آشکار	کچھ بھی جس جاپائے تھے سبزے کی بو چند اک چوپائے گرد اُس غار کے ناگہاں اک دن وہ عارف غار سے دور سے چرواہے صورت دیکھ کے	کے لے چوپائے چرانے کے لئے نور حق تھا اُس کے منہ سے آشکار	کے لے چوپائے چرانے کے لئے نور حق تھا اُس کے منہ سے آشکار

اعتقاد دل سے جاہر ایک نے	رکھ دیا پاؤں پر سرد رویش کے	جو کہ تھا درویش مشغول خدا	ان کی جانب کو نہ کچھ راعب ہوا
جس کو حاصل ہووے وصل دلربا	پھر ہے اسکو اور سے مطلب کیا	آخرش سب نے بصد عجز و نیاز	یہ کہا درویش سے اے پاک باز
اپکو خواہش ہو اب جس چیز کی	حکم کیجے ہم بجالا وہیں اچھی	دیکھا جو درویش نے انکے تیش	پاس سے میرے یہ ملنے کے نہیں
کر کے ان کی عجز زاری پر نظر	یہ کہا کچھ دودھ لاؤ ہو اگر	ایک مدت سے یہ نفس بد سرا	مانگتا ہے دودھ مجھ سے بر ملا
شیر کے دو ایک دیکر گھونٹ یار	تا میں مار نفس کا دل زہر مار	عرض کی یوں قسط سے باران کے اب	گائیں بکری ہو گئیں بے دودھ سب
جب نہ انکو چارہ کھانے کو ملا	شیر انکے خشک پستان سے ہوا	اور کہا رو رو کے سب نے با محن	تم نے جو چاہا نہ آیا ہم سے بن
دیکھ کر درویش ان کا اضطراب	یہ کہا ان کو کولے مردان کار	ایک گالے کر کے اب سب سے بدر	اس کو دو صوم خد کے نام پر
کر کے بسم اللہ اب لے نیک راہ	سعی کرو ہو گی امداد آ کہ	کا رفتی میں ہے کوشش شرط یار	جدد کوشش کرو تو ہے پوشیدہ
گوش جان سے سن ذرا لے نہ رہاں	کہتے ہیں کیا سرور پیغمبریاں	سعی و کوشش ہے ان ہی کی باہر	کرتے ہیں جو نفس پر اپنے جہاد
بے سفر چلنے کے کب ہو راہ طے	جہد کر چل منزل مقصود پیے	راہ کو قطع چلی پاؤں اٹھا	بیٹھے کا راہ میں کیا ہے فائدہ
ہو مسافر کو کہاں آرام و خواب	ہر گھڑی رہتا ہے اسکو اضطراب	راہ حق دیکھی ہے کیا آسان یار	جو پڑا ہے تو یہاں پاؤں پسند
راہ لے چل عیش کے دامن کو چھاڑ	تا نہ اٹھے ان سے اندر خار و جھاڑ	یہ ہے منزل پنظر جا خار و زار	جو تو جا کپڑوں سے ہو بالکل دکار
یعنی یہ کپڑے اٹھ کر جھاڑ میں	خوب ساتن کو ترے زخمی کریں	طاق میں رکھتے ہیں تو کپڑے تار	بادل فارغ تو پھر لے راہ یار
دور ہے منزل بہت راہ میں پہاڑ	اور بہت سے جا بجا کانٹوں کے جھاڑ	چاہتا ہے جو تو جا اس راہ کو	ہاتھ میں لے اپنے تیش نہ آہ کو
قطع کر یہ خارہ سے تاکہ تو	جلد پہنچے منزل مقصود کو	ورنہ لے تیشہ تزان ہو فگار	روکدیں راہ سے تجھے یہ سنگ و خار
یعنی لاسے نیز سے تیشہ بنا	سنگ غیر تیت کو پھر راہ سے ہٹا	منزل مقصود الا اللہ کر	سیرواں جا بادل آگاہ کر
یعنی یہ جڑیں و موٹے دینوی	غیر حق کے ہے ترے دلمیں بھری	بہر حق نودل سے ان کو دور کر	نور عرفان سے اسے معمور کر
	بے سخن ہے بے بنیاں اے دستو	حال اس درویش کا مجھ سے سنو	

## قصہ دوہنا ایک چرواہے کا آزمائش اور بد اعتقادی سے

ایک چرواہا عرض ان سے اٹھا	پاس گاؤنا رسیدہ کے گیا	اسکے دوہنے کا ارادہ کر لیا	تاکہ لیوے امتحان درویش کا
اس جوان نے پاس اس گالے کجا	ہاتھ جھٹ اسکے تھنوں پر رکھ دیا	ہاتھ رکھتے ہی تھنوں پر بیگیاں	دودھ کی دھاریں ہوئیں اسے اُن
ہو کے حاضر سامنے درویش کے	دودھ لے با اعتقاد حاضر ہوئے	دودھ لے عارف نے اس پی لیا	بعد اُس غار میں جا کر چھپا
ریوڑوں کو لیکے سارے راغیاں	شہر کو کجا نب ہوئے یار و رواں	شہر میں وہ سب کسب داخل ہوئے	اس کرامت سے وے حیران ہوئے
دن کی گندے عرض اس طرح پر	آتے تھے چرواہے وے اسغار پر	رفتہ رفتہ پھر شہر میں جا بجا	اس کرامت کا بہت چرچا ہوا
تھا خلائق کی زباں پر یہ کلام	شاہ نیک بھی ہو گیا یہ قصہ عام	سننے ہی اس بان کے شہ نے کہا	سب امیروں اور وزیروں سے بلا

جیکے اُس عارف کی زیارت کیجے کہہ کے یہ اور اٹھ کے باہر التجا صحبت میر و وزیر و بادشاہ ان کی صحبت سے ہر اک حیراں ہوا پاس سلطانوں امیر و نیکے نہ جا اس لئے فرماتے ہیں خیر الزماں جو کہ عالم جا امیروں سے ملے الغرض شہ عجز و زاری سے سدا ہوتے ہوتے چاہا یہ سلطان نے باعث برکات رحمانی ہے یہ شہر میں ہوا اس طرح کا مہر جو بادب کی عرض یہ درویش سے بولادہ سن اے وزیر اب مجھ کو کیا ہے موافق طبع ویرانہ مجھے مرضی حق کا ہوں طالب میں سدا کہتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ فائدہ وحدت میں ہو کے جس قدر پھر وزیر جلیل جو نے عرض کی یوں اگر گوشہ پکڑتے اولیٰ ایک جو بیمار ہوا اے باشعور اور صحت جس نے پانی مرض سے ایک مجھ میں حرص کچھ باقی ہے اب تارک دنیا ہوتے تو بالیقین تیرے نفس پاک سے اے ہر باں سامنے تیرے ہوا و حرص سب نفع جس سے ہو خلائی کو تمام	کیونکہ وہ دُورے میں اپنے فرج خدمت درویش میں حاضر ہوا ہے بڑا فتنہ سمجھ اے نیک راہ عاجزان کے مکر سے شیطان ہوا آپ کو ان سے بہ صورت بچا دین حق کے میں امیں یہ عالم اس دین کے بیشک ہونے وہ چوٹے پاس اُس درویش کے رہنے لگا خوب ہے جو شہر میں عارف چلے سنا یہ انوار ربانی ہے یہ زیب شاہی رونق اسلام ہو شہر میں چلے تو اب کیا خوب ہے خلق کے ملنے سے بتلا فائدا اور ہر اک طالب آرام سے خوب تنہائی میں ہو فرضی ادا جو رہا تنہا وہ آفت سے بچا اس سے تنویر جو بہ کثرت میں شہر گر پکڑتے اس طرح گوشہ نبی لہ حق پاتی یہ کب خلق خدا چاہئے پر ہیز اُس کو بالضرور کیا دوا پر ہیز کی حاجت اُسے چاہئے پر ہیز مجھ کو اس سبب آپ سے ہم پاس تم آئے نہیں ہو گئی روشن بیماری جان جاں محو دل سے ہو گئے یک نعت اب فائدہ اُس سے اٹھاویں خاص و عام	اُس کا ثانی کوئی عالم میں نہیں شہ کے آنے سے ہوا درویش کو ہے سلاطینوں کی صحبت مثل آگ ہے تیکڑا نیکے دلیوں بھرا صحبت انکی کبر و غفلت لائے ہے پر نہ ہو جو ہنہشتین وہم طعام بس ڈروان سے بچو اے مومنیں پھر تو دونوں عارف و شہ بنظر سوچ کر دل میں کما دستور کو اس کے قدموں کے طفیل لہجہ و ر العرض آیا وزیر جلیلہ جو مرد آزارہ تھا وہ مرد خدا مجھ کو آبادی سے ویرانہ بھلا طالب آرام نفس اپنے کا اب ہے بھلا حق میں مرے گوشہ سدا اختلاط خلق سے ہے جو بچا جس نے کثرت سے بچا یا آپکو کب پہنچتا حلق کو دین خدا یوں کہا درویش نے اے باخدا جو نہ بیماری میں پر ہیز اب کرنے اُنیا اور اولیا اے راسخین سنے بولادہ وزیر اے نیک خو خود بخود آتے ہیں ہم با التجا تیری صحبت سے ہوئے ہم پر تمام ہیں یہ فرماتے امام المرسلین تم بھی اس پر اب عمل کچھ کیجئے	عالم و کامل ولی سلطانوں میں شغل میں حق کے حرج بے گفتگو تیر کے مانند ان سے دُور بھاگ بکریوں میں جس طرح ہو بھڑ یا اور قناعت کا اثر لیجائے ہے ساتھ سلطانوں امیروں کے سدا تا تمہارا بیچ سکے اسلام و دین ہو گئے آپس میں جوں شہر و شکر جو چلے مخلوں میں عارف خوب ہو رحمت حق ہووے نازل شہر پر پاس اُس عارف کے با صد گفتگو بھاگتا تھا وہ سے کو سوں سدا اختلاط خلق سے ہے سو بلا میں نہیں ہوں اے وزیر با ادب کا و خیر میں رہنے کا کیا فائدہ جان اپنی کو سلامت لیگیا ملک وحدت کا ہوا سلطان جو رہتا گمراہی میں ہر اک بتلا جو کما تو نے یہ حق ہے اور بجا بے شبہ وہ ہاتھ دھوئے جانے رنج و بیماری سے میں پاک اے میں کسر نفسی سے یہ اب کہتا ہے تو آپ کی خدمت میں اے پیر ہدا عیش دنیا سر و بالکل لا کلام ہے وہ سب لوگوں میں بہتر بالیقین فیض اپنا ایل کے سب کو دیکھئے
--	--	---	--

<p>تیری صحبت سے ہوں تیار کروا لے بھی  میں بھلا کسوا سٹے جاؤں وہاں  یہ وزیر آبیاں سے طلعے کا بہنیں  وہ کروں گا تیری خاطر جان کے  اٹھ کے آیا واسطے تعظیم کے  چھوڑ دے سلطان مجھ کو الے ولی  بھاگ کرواں سے گیا با درواہ  حکم حق سے وہ مکان جھٹ کر پڑا  کیونکہ تھا معلوم اسکو کشف سے  حکم حق تھا بنتلا یہ اور ہو  آکے شہ عارف کے قدموں پر پڑا  جو رہی تیرے ہزاروں لطف میں  گردیا سورتہ قاتل سے پار  مرضی حق تو اب یاں آپھنسا  چاہئے راضی رہے صبح و مساء  شہر میں آیا نکل کر غار سے  واسطے درویش کے با صد خوشی  لیک باطن میں تھا وہ سب جدا  کرتا تھا یاد خدا شام و سحر  پر فقیروں کو دیا کرتا تھا مالے  نیک ہے گر خرچے اسکو نیک جا  خوب ہے گر خرچے اندر کار دیں  سانپ ہونے دوست اسکا دیکھلے  یاد رکھ یہ بات میری مان لے  ہو گئے دس سال پاس اس شہا کے  گرچہ ظاہر میں رہا دنیا میں عرف</p>	<p>کرتے ہیں کفرانِ نعمت جو کوئی  جو کہ چاہے مجھ سے وہ آوے یہاں  آخر شس جانا جو عارف نے کہیں  بعد اس کے جو صلاح وقت ہے  شاہ نے دیکھا جو اس کو دور سے  تا کہ دیوانہ سمجھ کر اس گھڑی  بے محابا اس قدر مارا کہ شاہ  اس مکان سے شاہ جب باہر ہوا  اس مکان میں تانہ بید بکمر لے  چاہے تھا عارف چھٹا نا آپ کو  صدق دے باہر اراں التجا  کیا کروں احسان کا تیرے شکر میں  اس طرح مجھ کو بھی تو نے خضر دار  ولیں اپنے پھر وہ یوں کہنے لگا  یعنے خواہش پر خدا کی بر ملا  الغرض کہنے سے عارف شاہ کے  اور نعمت بھی ہر اک موجود کی  عیش و دنیا میں تھا ظاہر میں پھنسا  ایک حجرے میں وہ تنہا بیٹھ کر  کچھ نہ اس دولت سے حطل تھا مے  مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا  مال دنیا کو بقا گرچہ سنہیں  جاننا ہے جو کہ منتر سانپ کے  تا نہ دھو دے ہاتھ اپنی جان سے  الغرض درویش کو رہتے ہوئے  زہر و طاعت میں آیا چھ بھی عرف</p>	<p>جو بیڑے رہتے ہیں غفلت میں طلم  چاہے پیاسے پاس کب جا لے سپر  عرض کرتے ہو گئی اس کو بسر  میں چلوں گا شہر میں سلطان کے  سوئے دولت خانہ شاہ کبیر  مارنے پتھر لگا سلطان کے  مارتا تھا بے خطر پتھر ہزار  جس میں بیٹھا تھا وہ سلطان سے  مارتا تھا مجھ کو پتھر اس لئے  تا کہ اس صدمہ سے مجھ کو بچا  اور ہوتا شہ کو زائد اعتقاد  لطف کا تیرے کرو نہیں کیا بیاں  تا کہ وہ ظالم کے ہاتھوں سے بچے  کیا ہے چارہ جب ہو امر قضا  زہر بھی اک عرصہ چکھنا چاہئے  زہر بھی چکھئے ذرا سہرہ خدا  کر دیئے تیار محل اور خانقاہ  ہو گیا ظاہر میں اندر سرتو ناز  نفس پر کرتا جہاد ہر دم ولے  فقیر بکرتا تھا محکم آپ کو  پر ہے مومن کیلئے بیت العمل  ور نہ تو کتا سا ہے مردار پر  اور نادانوں کو بلا سلوب ہے  سانپ کے من گرو پھرتو زیندار  جو تو جاوے خرینج کر راہ خدا  پر ہاویسا ہی اپنے حال پر</p>	<p>فیض سے ہوں تیرے وہ ذکر تمام  بولا عارف جائے نشہ چاہ پر  ایک مدت الغرض اس طرح پر  بولا بہتر تیری فرحت کے لئے  ہو لیا درویش ہمراہ وزیر  وہ فقیر اپنی خلاصی کے لئے  باسم درویش واں مستانہ وار  بھاگ کر نکلا جھٹ اس لئے  شاہ نے جانا کہ عارف لطف سے  مارنے میں اسکے یہ تھا فائدہ  چاہئے تھا یہ تو کہ ہو بد اعتقاد  عرض کی الے پیشوا الے عارفان  خضر نے کشتی جو توڑی جو رہے  جانا عارف نے کہ ہے حکم خدا  مرضی حق پر ہی رہنا چاہئے  مال دنیا گرچہ ہے زہر اور بلا  شہ نے عارف کیلئے با عذر و چاہ  وہ فقیر پاک جان و راست باز  پونستیں اور دل کو چپنے ہوئے  با خوشی رہتا تھا اس گڈری میں  گرچہ دنیا ہے یہ ملعون ازل  نیک کاموں میں تو اسکو صرف کر  واسطے دانا کے دنیا خوب ہے  گر نہ ہو منتر تجھے معلوم یار  مال دنیا کے زہر گز گز و جا  دس برس اسکو گئے یوں ہی گز</p>
--	--	--	--

۶۹

تھی یہ رسم شاہ جو سوتا سوار  
العرض اک دن اسی معمول پر  
ناگہاں وہ زن جو پہلے آئی تھی  
عرض کی آسنے کے اے سلطان جان  
تو دعا دے ہے ہر اک کو پر جو درد  
پاس میرے دونوں یہ موجود ہیں  
ہو گئی غائب نظر سے سن یہ ذکر  
معتقد تھے سے ہے ہر چھوٹا بڑا  
شاہ رکھتا ہے بہت تعظیم سے  
جو قضا آوے تو ہو برعکس کار  
ایک دن تقدیر سے ناگاہ یار  
رنج بیحد پایا اور تکلیف سخت  
گر کے قدموں پر وہ اس درویش کے  
شدت گرنی تھی رستے کی نکال  
شاہ تنہا اور وہ عارف تھا واں  
چاہے تھا اس کے شکم پر پیٹھا  
دوڑ کر جھٹ محل میں داخل ہوا  
اور کرے آقتل اس کو بڑلا  
کیا نکوئی کا ہے بدلہ یہ کہو  
کر کے اپنے لطف و احسان نظر  
چھین کر اس سے یہ میل و منال  
مت ہونازان لطف پرانکے کبھی  
ایک دم بے حقیقت سے وہ شاہ  
دل لگا اس شاہ سے بیوفا  
چھوڑ دے جو ایسے شاہنشاہ کو  
مال دنیا کا بھی ہے بس بیوفا

مہر نظر ملک یا بہر شکار  
ہوئی تھی زیارت سے ہوا وہ بہر دور  
سامنے سے دوسری بار گئی  
تجھے میں ہوتی ہوں خست نعل  
ہو تر اتابح تو اُس سے دور ہو  
میں نہیں آیا ہوں تیرے داؤ میں  
اسکے فتنے کا ہو اعارف کو فکر  
آپ سے مجھ کو کرے کیونکہ جدا  
دیکھے سوا کرے کیونکہ مجھ  
ہوویں سب تدریس باطل اور زار  
شاہ جنگل کو گیا بہر شکار  
دل ہو اگر می ہے شہ کا تخت  
پاؤن پر بوسہ دیا سو صدق سے  
کچھ ہوا آسودہ شد اس سے ماں  
خیر ساطال نکل کر از میان  
الطرف رکھ دوں غافل با شاہ  
پر غصے سے آگ کا شعلہ بنا  
تا کہ دیکھے فعل کی اپنے سزا  
کھینچے خنجر جو ہمارے قتل کو  
جان بخشی اسکی کر لے نامور  
کر کے نہ گنا شہر سے باہر نکال  
دم میں ہوں شیطاں اور دم میں دل  
ہو گیا بظن اسی عارف سے آہ  
جو ہزاروں جرم بخشنے اور خطا  
اُس سے زاد یہ خوف اور کون ہو  
دل لگانا اُس سے بے بیشک خطا

دقت بیٹنے کے وہ سلطان راجھی  
اور اسی حالت میں وہ پیر ہند  
پوچھا عارف نے کہ تو کس واسطے  
یوں کہا چل دور ہو اے بے حیا  
دور ہو مجھ سے کہیں اب اے غبی  
دور ہو یاں سے تو جلدی بیچیا  
دیکھے کس طرح ہووے کا جدا  
دیکھے تقدیر سے ہو کیا سبب  
پڑھ کے پھلا حول ہوا غافل  
جو کیا چاہے ہے کوئی کار رب  
جستی کی اور محنت بے شمار  
واں سے ہٹ کے شامی حول پر  
آیا تھا گری میں گھبرا ہوا  
اک طرف تکیہ لگا دیوار کا  
ننگا ہوشہ کے شکم پر گر پڑا  
چونکہ اٹھا کیا بارگی شہنشاہ سے  
بول غصے سے کہ جھٹ آوے وزیر  
کیا کیا تھا میں کہو اُس کا بُرا  
جو وزیر اس امر سے آگہ ہوا  
شاہ بولا مجھ کو بخشی اُس کی جان  
ہو ہے یہ صدق و وفا ہے اہل دل  
اعتقاد اہل دولت پر کبھی  
دشمن جاں اس قدر اسکا ہوا  
دیکھ کر کے سب وہ جرم و گناہ  
سو خطا میں کر کے تو آ رہے جو پھر  
جان سلامت اپنی عارف لگیا

کلیات امداد پر  
آکے زیارت کرتا اُس پر درویش کی  
یاد میں اللہ کی مستغاث کھا  
آئی ہے مجھ پاس اب بتلا مجھے  
مگر سے تیرے خدار کھے بچا  
پوستیں اور وق مجھ پاس ہے وہی  
کبت ملک دے گی مجھے بتلا دعا  
مال و دولت دینیوی مجھ سے جھلا  
تیل کھل سے ہو جدا کس طرح اب  
ہو گا جو حکم خدا سمر ہے اب  
غیب کرتا ہے اُس کا کچھ سبب  
پر ملا اُسکو نہ واں اُس دن شکار  
خدمت عارف میں آیا دوڑ کر  
اس جگہ آرام کچھ اس نے لیا  
جوں مسافر تھک کے غافل سو رہا  
دیکھ کر یہ عارف دین خدا  
ڈر گیا شمشیر تنگی دیکھ کے  
نا کرے درویش کو اس دم امیر  
پاؤں پر رکھا تھا سمر اسکے سدا  
پڑھ کے استغاثریوں شہ سے کہا  
پر تجھے لازم ہے اسکو اس زمان  
دسم سے بس صدق میں آیا خصل  
دل نہ دیکھ کوئی اے میرے راجھی  
جن طرح بکری کا ہووے جھڑیا  
دے ہے روزی لطف سے شام و لگاہ  
خاص ہو درگاہ میں اُسکی تو پھر  
کیونکہ دنیا پر نہ اُس نے دل دیا

جو دعا کھاتا وہ اسکے مکر سے	قل موتنا ہاتھ سے سلطانی	زیر تیغ بے دریغ شاہِ دون	سہو تا عارف بے شہہ زار و زبوں
کی تھی اُس نے احتیاطِ حدیث	مال دنیا پر نہ کی تھی کچھ نظر	جان و تن اپنا سلامت لیگیا	مکر سے دُنیا نے دون کے وہ بچا
چیف بے صد حیف اے صاحبِ سلوک	تو تیوں نازاں تعظیمِ ملوک	خاص لذت اُسکے جو وقتِ خطاب	ہے نہ آوے وہ ز صدمہ شراب
شیخ اپنا شہ نہچے ہر دم کے	یہ ندا سنکر کے نوبہ ہوش ہے	مسّت و مد ہوش اس خطاب سے ہے	ہر دم آگے شہ کے تو مسجد کو ہے
بو جتا ہے گو یا تو اس شاہ کو	کچھ نہیں کرتا ہے یا اللہ کو	اللہ اللہ ہے یہ کیا اسلام دینی	شُرک سہے بیتو رب العالمین
جرعہ اک بجز قدم سے نوش کر	آیت کا قشر بجز اپر گوش کر	ساقیاب اکہیں مت دیر کر	دل مرا تجھ جن ہوا زیر وزبر
عیش کے سامان سب موجود ہیں	تجھ بنا پر ساقیا نابود ہیں	اکہیں دے بہ حق اک بجز کجاہ	عیش و عشرت جس سے ہو دیر تمام

اس میں مذمت ان کی ہے جو مضمون دنیا میں غرق ہیں واسطے حظ بے بنیاد کے

کیا ہے دنیا منصب دینائے دُن	گرد مت جائے تو بے پرفنوں	اس سے آلودہ کئے تو نے اگر	ہاتھ اور منہ اپنے اے نیکو سیر
روئے آسائش کو دیکھے گا تو جان	اک سر ہو ہے کلین اندر جہاں	منصب دنیا نہیں تو جانتا	ہے وہ کیا سُن لے تو اب مجھے ذرا
راہ حق سے دور جو تجھ کو کرے	اور ڈالے کوئی قرقت میں تجھے	ہے یہی دنیا سمجھ اے نیک تن	نے تمہاش و لغو و فز و زان
مائیہ بدنامی اس کا نام ہے	سر بسر ناکامی اسکا کام ہے	یہ منہاں ہر لحظہ خاص و عام ہے	زہر کا پیالہ پلاتی ہے تجھے
واسطے اُس نہ رہے تو دنِ برات	ہوگا تو کب تک خراب لہجیکدات	منصب دنیا ہے وہ جس نے دیا	خزین دین کو ترے بالکل جلا
منصب دنیا ہے وہ اے پرتوں	باس طرح جس نے کیا تجھ کو زیوں	خوش ہے وہ مقبول جس نے ہاں بھو	ہاتھ سے چھوڑا نہ اپنے دین کو
اور اس حلو و ناں سے اے فنا	منہ کو اپنے کچھ نہیں شیریں کیا	خوش ہے وہ داناکہ جو یاں چھو کر	منصب دینائے دُن کو سر بسر
مار کر اس پر وہ اپنے پشت پا	خلد میں چون شاہِ مرداں کیگیا	مثنوی میں مولوی معنوی	نکتہ اک فرماتے ہیں سُن اے اخی
ترک دنیا کبیر تا سلطان شوی	ورنہ ہم چوں چرخِ سرگرداں شوئی	چھوڑ دینا کو کہ تا سلطان ہو تو	ورنہ مثل چرخِ سرگرداں ہو تو
زہر دار و در دروں دنیا چو مار	اگر چہ دار و از برون نقش و نگار	زہر این مار نقش قابل ست	می گر ز در و زہر آن کو عاقل ست
زہر قاتل ہے یہ مار نقش وار	بھاگتے ہیں اس سے جو ہیں ہوشیار	زین سبب فرمود شاہِ اولیا	آں گزین انبیا و اولیسا
اس سبب کہتے ہیں شاہِ اولیا	ہیں وہ مقبول ولی و انبیا	حُب دنیا اس کلِ غیبتیہ	ترک دنیا اس کلِ عبادتہ
حُب دنیا سبب خطا و نکات ہے سر	ترک دنیا سر ہے ہر طاعتِ کل	چھوڑ دنیا کو جو تو ہشتیار ہے	عاقلوں پر جہاں یہ مہر دار ہے
پہلے تو تحصیل میں اسکے تو یار	کھینچنے محنت اور لذتِ ہیشمار	بعد اسکے چھوڑ کر چھراہ لے	حسرت اور افسوس کو ہمراہ لے
اس میں اول تو ہزاروں محنتیں	اور آخر میں ہوں حاصلِ حشر نیں	اہل دنیا الغرض یاں اور وہاں	محنت اور حسرت میں ہینگے لیگاں
یا الہی تجھ کو بھی بہر خدا	الفتِ دینائے دُن سے رکھ بچا	حُبِ منصبِ حُبِ جاہ و حُبِ مال	واسطے اپنے مرے دل سے نکال
حُبِ مولیٰ حُبِ بنی حُبِ خدا	مجھ کو اب بہر محمد کر عطا	غیر کی الفت سے کر کے مجھ کو دور	ہر دم دہر لحظہ تو رکھ اے حضور

اس میں بیان ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ خلق کے بھلے بُرے کینے پر خیال

نہ کرے اور موافق حکم خدا و رسول کے کئے جاوے

اگر تو چھوٹا خلق میں خلقت سے اب بزرگانِ خلق سے چمکتا ہے کب کون ہے بزرگان سے ہو سچا حق پرست ہو یا کہ ہو دے خود نما

گو کہ میں تجھ میں کرامتیں ہزار اور ہو گھوڑے پہ گرتو بھی سوار	گر نہیں سے آسمان تک تو اڑے	پر نہ طعنِ خلق سے ہرگز بچے
گر سکے کوشش سے نالہ بند تو پر نہ بند ہووے زبانِ عیب جو	جمع ہوں اہل نفاق اسپہیں جب	اہل تقویٰ کی بدی کرتے ہیں سب
تو خدا کی بندگی سے منہ نہ موڑ کہنے دے جو کچھ کہے خلقت کو چھوڑ	چاہئے راضی ہو بندے سے خدا	خیر کی راضی و ناراضی سے کیا
حق سے بداندیشی کب آگاہ ہے خلق کے غوغا سے وہ بیراہ ہے	چھٹ سکتے ہیں ان سے کپڑے ولی	گو کرے سو جیلے اور از حد سعی
چھوڑتی ہے خلق کب پھچھا ترا گر چہ تندی بریں کرے تو لاکھ ہا	جو کوئی گوشہ کرے ہے اختیار	اختلاطِ خلق سے رکھتا ہے عار
یوں کہیں اسکو کہ ہے یہ کرو یوں آدمی سے بھاگتا ہے مثل دیو	اور جو ہوئے خندہ رُو و خوش ادا	اسکو کب جانے یہ نیک اور پارسا
اور جو کوئی ہو غنی اور کامراں اسکو یوں لے یہ فخر و زماں	اور جو کوئی مُرد و درویش نکو	فقر و فاقے سے کوئی سختی میں ہو
یوں کہیں اس کو جو یہ ناچار ہے اسکی بد بختی کا یہ آد بار ہے	اور جو کوئی کامراں تقدیر سے	رتبہ شہابی سے اپنے گز پٹے
خوش کہیں کب تک ہو یہ گردن کش ہو خوشی کے بعد آخر ناخوشی	اور جو کوئی مغمس و مسکین فقیر	تنگ دستی سے وہ ہو جاوے امیر
کھولیں حق میں اسکی کینے سے زماں ہے یہ دوں پرور فر و مایہ زماں	ہاتھ میں دیکھیں جو تیرے کوئی کار	سمجھیں تجھ کو بس حریص اور دنیا دار
اور جو بے کاری کرتے تو اختیار سب گدا پیشہ کہیں اور چتہ خوار	اور جو تو باتوں میں ہو بولیں تجھے	حقِ حق و بقی صدا کرتا ہے بے
اور جو خاموشی کرے تو اختیار نقش دیواری کہیں تجھ کو پکار	اور کہیں نامرد جو سو بُرد بار	ڈرتا ہے ہر شخص سے تو زینہار
اور دلیری مروی گرتو کرے تجھ کو دیوانہ سمجھ بھاگیں پرے	اور کم کھاویں کریں طعنہ اُسے	مال اُسکا ہے یہ اوروں کیلئے
اور جو خوش خوراک و خوش لباس تن شکم پر و کہیں اسکو یہ ناس	بے تکلف ہو جو کوئی مال دار	یہ کہ زمینت بامیزوں پر ہے مار
اسکو لوں طعنہ کریں یہ بے حیا ہے یہ بد قسمت نہ پینے اور نہ کھا	اور جو گھر اچھا بناوے لعنت دار	خوش لباس اور خوش وضع ہو باقار
اُس کو دینِ طعنہ کرانے کو جوان رکھتا ہے آراستہ مثل زماں	جو مسافر ہو نہ کوئی عمر بھر	مرد اسکو کب کہیں اہل سفر
یعنی ہے زن کی بغل میں بیڑا کسی طرح عقل و ہمت آوے سجا	اور کریں اہل سفر کو یوں خطاب	بخت برگشتہ پھرے ہے بیڑا ب
یعنی یہ صاحبِ نصیب ہوتا اگر پھر تا کیوں شہر و شہر و در بدر	مرد بے زن کو کہیں یوں خرویدیں	اسکے پھر نیسے ہے ریچندہ زمین
اور کرے گزن کوئی کہتے ہیں یوں پڑ گیا دلدل میں سر سے خرے جوں	گر کسی سے بُرد باری تو کرے	یہ کہیں غیرت نہیں ہے کچھ اسے
اور سچی کو یوں کہیں کراب تو بس ہاتھ تیرے ہونگے کل کو پیشِ پیش	جو ہو قانع بنانِ خشک و دلق	رات دن کرتی ہے طعنہ اسکو خلق
باپ کے جوں یہ بھی آخر سفر مرد جائیگا دنیا سے باقوسِ درد	کون ہے جو زباں سے جو پچا	باخوشی کچھ سلامت میں رہا
جب نہ چھوٹے ہاتھ سے حضرت نبی دشمنوں کے کیا حقیقت اور کی	ہے خرابے مثل بے انباز و خفت	کیا کہا نرسا نے اسکو اتنے سنگت

جور اور بیٹیا مقرر کر دیا	مریم علیہا السلام کو اس کا بر ملا	پاک ہے وہ ذات ازوجہ ولد	لہ یلد و کم یولد لہ اللہ الصمد
کب چھٹے کوئی کسی کے ہاتھ سے	بتلا کو صبر ہر دم چاہئے	کب کوئی یاں جو مردم سے بچا	نیک ہو یا بد بر ما ہو یا بھلا
کہنے سننے خلق پر مت کر دھیان	صبر کر کے فحش سے بے داستان	اگر سننے تو دل سے بے میر بیان	حلق کے ہاتھوں سے جب پادما
ایک بوڑھا مرد تھا بس بے شعور	عقل سے غم سے تھا وہ جھینے سے دور	ناگہاں عزم سفر اس نے کیا	ساتھ بیٹے کو بھی اپنے لئے چلا
ایک گھوڑی پاس تھی اس پر کے	ہو سوار اس پر کیا رتنے کو طے	تھا سپر اس کا پیادہ در رکاب	ہر دو با ہم در کلام و در خطاب
مل گیا جو اک گروہ رہ رواں	یہ کہا سب نے کہ اے بوڑھے میان	خود سوار ہو کر کے طے کرتا ہے تو	رحم بیٹے پر نہیں کرتا ہے تو
باری باری چاہئے ہونا سوار	تاناہ ہو تو اور بیٹیا تھک کے زار	پیر نے جب یہ سنا اس کا کلام	ہاتھ میں بیٹے کے دیکر تب لگام
کر دیا گھوڑے پر بیٹے کو سوار	خود پیادہ ہو لیا زار و زار	سامنے اک خلقت آگئی	دیکھ اس کو مارنے طعنے لگی
بے عجب بوڑھا ہے بے عقل و شعور	ہے یہ جنجلی یا کہ مجنوں بالضرور	طفل کو بے عذر رکب کر دیا	خود ضعیفی میں پیادہ ہو لیا
راہ طے آسان کرے طفل اور جواں	پیر سو اک کوس میں بس ناتواں	یہ نصیحت جو منی اس پیر نے	طعنہ پہلوں کا بھی یاد آیا اسے
کر کے دونوں قول کے عکس کار	ایک گھوڑے پر ہوئے دونوں سوار	سوچ یوں گھوڑے کو اب تکلیف دین	تاکہ کچھ طعنہ سے اور دن کہیں
اتنے میں اور اک جماعت آگئی	جھٹ ملامت پیر کو کرنے لگی	اے شکر رحم کر بے زبان	بوڑھا ہو کے تو ذرا ہو مہرباں
چاہئے اک اسپہورے اب سوار	رکھا اس عاجز یہ تونے دو کا بار	یہ ستم اس بیڑیاں پر کب روا	گر ہے حیواں پر ہے مخلوق خدا
شکر کر حق کا سواری تیر کو دی	تیر بانی کر تو اس پر اے اخی	جو سنا بوڑھے نے یہ اے بغور	دل میں کی نادانی سے تند ہیر اور
یعنے دونوں چھڑو گھوڑے سے اتر	پا پیادہ ہو لئے بہر سفر	گرتے پڑتے جاتے دونوں پاریش	جار ہا تھا گھوڑا اخالی پیش پیش
اور اک فرقہ ملا آکر براہ	دیکھا اس بوڑھے کو باحال تباہ	گرتا پڑتا جاتا ہے آپ اول سپر	اسپ بھی ہمراہ ہے کوتل مگر
ہے سواری ساتھ موجود آگے پر	ہیں پیادہ دونوں اور خستہ جگر	پہلے تو اسکے بڑھاپے پر ہنسے	بعدہ پھر اس کو یوں کہنے لگے
کیوں نہیں ہونا سواری پر سوار	تاناہ ہوں محنت سے پاتیرے فکر	جیغ ہے ہوتے سواری چھوڑ کر	رہنچ رکھا اپنے اور بیٹے کے سر
تیر سا ناداں کوئی عالم میں نہیں	نے سنا ہے اور نہ دیکھا ہے کہیں	اٹے ہوں سب کام جو اپنے قضا	عقل و ہوش و فکر سب ہو ویں فنا
عقل کامل پر ہو حاصل خیرگی	فہم روشن پر ہو مال تیرگی	پیر مرد القصد حیراں ہی رہا	اور سہرا ہی ہوئے مثل ہوا
جا کے منزل پر کیا سب مقام	وہ رہا رہ میں پڑا عقل خام	گرنہ سنا تیا کبھی قول فضول	راہ چلتا بے ملامت وہ ملول
جو کیا ہر قول پر اس نے عمل	راہ چلنے میں پڑا اسکے خل	رکھتا ہے ہر کام میں جو اشتغال	کام میں اسکے ہوں پھر سو قبل و قال
لغو سے بچتی ہے کب خلق خدا	آپ کو امداد تو ان سے بچا	خلق کے اچھے بڑے کہنے سے تو	رہنچ و غم میں ڈال مت بس آکھو
کہنے سننے پر نہ کر ان کے خیال	کام کر راضی ہو جس سے ذوالجلال	نیک اور بد پر نہ کر ان کے نظر	کام کا جو کام ہے وہ کام کر

۳۳



ساقیا کہ کوشم دنیا دین اس اُس سے تائیں ہوں فلغ کیں ہونہ دنیا میں خیال اکتساب اور نہ عقبی میں غم اجر و ثواب  
شغل ہو ہر دم خیال یار سے بے خبر ہوں اپنے کار و بار سے ہوں میں یوں اندر خیال عشق یار غیر استغراق کے ہو کچھ نہ کار

اس میں بیان ہے خاموشی کا جو بہتر ہے سب تو بیوں و عداوتوں سے انسان کی  
کیا ہے دنیا جان اے صادق کمال یہ جو ہے سچا لیری قیل و قال کھول کان اور بند کر لب از مقال بہتہ ہفتہ ماہ و ماہ و سال سال  
کز تو خاموشی کی عادت اختیار جس سے جو اے ترادل ہوشیار ہووے بعضی گفتگو اے نیک پے ہو کے وہ زنا گر نہیں پڑے  
خوش نصیب ہوتے ہیں مردان خدا بند رکھتے ہیں زبان اپنی سدا کر کے خاموشی بہت سی اختیار کرتے ہیں دل سے وہ یاد کردگار  
خاموشی بس ہے مقال بل حال گر بلاویں تو وہ ہو جاتے ہیں لال بیٹھ جا خاموش ہو کر اے جوان ناخوشی ہوتی نطق و بیان  
یوں رہیگا کب تک اے میفروغ تو گرفتار دروغ اندر دروغ ہوش میں آہ بھی تو بہر خدا آپ کو گرفتار باطل سے بچا  
بیٹھ کر خاموشی مجھ پاس اے جوان گوش دل سے سن ذرا یہ داستان تاکہ ہو معلوم تجھ کو نہ نہ ہمار فائدہ اور نقص خاموشی کا یار

## حکایت تمثیل

۳۴  
تھا کہیں اک بادشاہ عالی جناب ایک بیٹا اُس کا تھا نائب مناب شاہ چاہے تھا کہ ہو یہ ذوفنون  
اک معلم باہنر تعلیم کو کرد بادشاہ نے مقرر نیک خو تاکہ اُس سے سیکھے بیٹا ضرور  
چند عرصے میں غرض اُس کا پسر عالم و فاضل ہوا با کرو فر حل معلومات و محمولات کے  
عقل کامل جو کرے کسب کمال ذوفنون دہر ہووے لا محال چند برسوں میں غرض اے نیک نام  
دیکھ کر فضل و کمال اس کا تمام کرنا تھا سو افرین ہر خاص و عام لیک وہ شہزادہ والا حسب  
وصف خاموشی کا تھا اتنے پڑھا اسیلے خاموش رہتا تھا سدا علم سے دل پر تھا لب خاموش تھا  
بادشاہ نے جو کمال اُس کا سنا پاس اپنے جھٹ لیا اُس کو بلا سامنے اپنے بٹھا کر خاموشی  
وہ پسر خاموش تھا اندر جواب سنا تھا سب کچھ صواب انا صواب بادشاہ نے اس بات سے حیران ہوا  
کہ یہاں باعث یہ کیا ہے باہنر رہتا ہے خاموش کیوں میرا پسر عرض کی اُس نے کہ جس دن شہزادہ  
ہو گیا خاموشی جب سے یہ پسر کچھ نہیں اچھی بُری کہتا خبر شاہ نے اُس پر معین کر دیئے  
کہ یہاں سب سے یہ جیب بولے کلام پاس میرے لاؤ اُس کو والسلام الغرض اکن گیا شاہ جہاں  
تھا پسر سمرا گھوڑے پر سوار درشتہ جنگل میں مشغول شکار صید کر میں ایک تیر تھا نہاں  
ناگہاں بولا وہ تیرت ایک بار شاہ نے جھٹ کر لیا اُس کا شکار شہزادہ دیکھ کر یہ ماجرا  
جو یہ اس دم جانور رہتا خاموش بند رکھا لب نہ کرنا کچھ خوش صید کر بہوتا نہ یہ گر بولتا

گر نہ اسدم بولتا یہ جانور	قطع کیوں ہوتا اب اسکا نیک	جا کے جاسوسوں نے دی شہ کو خبر	ہو مبارک آپ کا بولا پسر
شاہ نے خوشی ہو یہ اکرام تمام	سامنے آسکو بلا یا لا کلام	یوں کہا شہ نے پسر سے میر سچاں	جو کہا تھا تو نے کر تجھ سے بیان
ہریشیاں اُس سخن سے وہ پسر	رہ گیا خاموش لب کو بند کر	شاہ نے گرچہ بہت تاکید کی	شاہزادہ پر نہ کچھ بولا اخی
غصے سے بولا وہ شاہ بے خبر	مرد اس کو تازیانے بے شمر	اُس پسر نے پھر ندیموں سے کہا	کیا یہ تم بائیں بناتے ہو سدا
ایک دفعہ جانور بولا تھا واں	قطع سر اسکا ہوا اور میں یہاں	اک سخن کہنے سے یہ پائی سزا	اے سخن گوڈر تو انڈر نر جزا
اک سخن کہنے سے دیکھو بغضب	تازیانے تن پٹنو کھائے ہیں اب	چچ حق و حق بقی حق میں جو رہے ہیں بال	دیکھے کیا حال ہو اُن کا ویاں
تو بھی اے اندرابِ باموشی رہ	شو حکایت گرنے خاموشی رہ	خاموشی کا ہے قلعہ مضبوط تر	صاحب اس قلعہ کا رہتا ہے نڈر
کیونکہ اس عالم میں سود و زریاں	ہوں زباں سے آفتیں کتر یہاں	تا دم آخر زاول دم مزین	از دم خود کار خود بر ہم مزین
ساقیا آہے کہاں تیرا خیال	بے قراری ہے یہاں تجھ کو کمال	ابکس دے خم کے خم منھ سے لگا	جرعہ جرعہ دے کے ترساتا ہے کیا
	ختم سے بھی نسکین ہوتی ہے حال	آج قفل میکدے کو ٹوڑ ڈال	

اس میں مذمت اور بُرائی اُن لوگوں کی ہے کہ مشابہت رکھتے

۳۵ ہیں ظاہر میں ساتھ فقرا کے اور باطن میں وہ اشقیاء سے ہیں

کیا ہے دنیا یہ ترا اعمال ہے	جبتے پشیمیں روانے شمال ہے	یہ مقام فقر خورشید اقباس	ہوے کب حل کسی کو در لباس
اسی رواذ جبتے پر تیرے اخی	مجھ کو یاد آئیں دوستِ شبنوی	ظاہر ت چون گور کا فر پر حل	واندروں قبر خدائے عزوجل
ان بروں طعنہ زنی بر بایزید	وا ز برون تنگ میدار دیزید	ہے ترا ظاہر خبات سے بھرا	جس طرح ہو گور کا فر پر بلا
اور تیرا اندرون اے پسر	ہے بھرا قبر خدا سے سر بسر	رکھتا ہے ظاہر سے تو طعنہ سدا	بایزید پاک پر اے بے جیا
اور باطن سے ترے اے جان پلید	سو حیا اور تنگ رکھتا ہے یزید	اسن ریا کو آپ سے کر کے بعید	پاک لوگوں کا طریقہ اے پلید

### حکایت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی

ایک کوچہ تنگ میں سے بایزید	جاتے تھے اتنے میں کہ کتا پلید	ناگہاں اُنکے برابر آ گیا	اپنے دامن کو لیا اُس سے بچا
یک بیک کتے نے کھولے اپنے لب	عرض کی اُس نے کہ اے مقبول رب	اپنے دامن کو بچا یا کس لئے	مجھ سے اب اسکا سبب سن لیجئے
خشک ہوں گر میں تو ہے پڑا بھی پاک	اور جو زرموں تو ہو دھو نیسے پاک	اور جو دیکھے اپنے اندر غور کر	وہ جنابت تجھ میں ہے اے باخبر
سات دریاؤں سے بھی دھو سگر	پاک کب ہو اُس سے تو اے بہرہ ور	یہ لگے کتے سے کہنے بایزید	تیرا ظاہر میرا باطن ہے پلید
آگرمیں آپس میں ہم تم دوستی	خوب گذرے گی ہم میری نری	عرض کی کتے نے اے سلطان دین	دوستی کے میں ترے قابل نہیں

پس ہوں مردود اور نومبول ہے	تیری میری اب بھلا کون کرے	دیکھتا ہے مجھ کو جو کوئی بشر	دور سے مارے ہے پتھر بے نظر
اور تجھ جو دیکھتے ہیں خاص دعاء	کرتے ہیں تعظیم بھلا اور سلام	اور یہ ظاہر ہے کہ میں رکھتا نہیں	کچھ ذخیرہ وقت اگلے کا کہیں
اور تجھ پاس ایک ٹسکا ہے بھرا	آرد گندم کا اے مرد خدا	تجھ میں تجھ میں دوستی کس طرح ہو	میں پیدا اور تو ہے پاک اے نیکو
رو پڑے سنکر کے یہ وہ پاک ہیں	وائے میں گئے کے بھی قابل نہیں	آہ کیونکر ہونگا تجھ میں بے خلل	قابل درگاہ حضرت کم یزل
پاک لوگوں کا تو ایسا حال ہے	اور یوں تیرا نہ رہتا اب فال ہے	میرا اتنی کوئی عالم میں نہیں	عالم وزاہد ولی اور پاک ہیں
اور حقیقت میں ہے یہ حال آپ کا	جسے شیطاں بھی امان چاہے نہدا	دست بر تسبیح در دل گاؤنتر	ایہ جنیں تسبیح کے دار دائر
یا تجھ میں تسبیح دل میں گاؤنتر	ایسی کب تسبیح رکھتی ہے اثر	ہاتھ سے تسبیح کو تو در کر	ذکر دبر سے تو دل معمور کر
پھونکا دے اس جہنہ ناپاک کو	اور عصا دشمنہ و مسواک کو	ظاہر اور باطن ترا اگر ایک ہو	پاؤں بے شک جب تو حق کی راہ کو
مختلف ہوتا ہے اور باطن اگر	تیرا ہوا دے بہنم میں مقرر	تو بھی اے امداد اب حق کیلئے	بیخودی میں اب خودی کو چھوڑ دے
ہے خودی میں جہنمک بخود ہے نو	ہو تو بخود پھر تو خود ہے ہو ہو	خود ہے تو کسی کی کرے ہے مستجو	تو حجاب اپنا ہوا ہے آپ کو
آپ کو اپنے میں اول دیکھ لے	غیر کو ترک بل اس یار سے	معرفت پیدا ست از عرفان خویش	گر شناسی خویش را گشتی ز خویش
ساتیا و بخود کا جام لے	جس میں اپنے میں اول آپ سے	آپ کھو کر محو ہوں در حسن یار	محو اندر محو ہوں میں زینہار
نام عین رسم آثار اپنا سب	ہو فنا اندر فنا یک نختہ: اب		

## اس میں بیان ہے کہ خدائے تعالیٰ کو صرف خدائی کے واسطے پوجے نہ طمع جنت کیلئے اور نہ خوف دوزخ سے

کیا ہے دنیا جان اے نیکو مرشد	بعبادت ہے نرمی بہر بہشت	ہے یہی نزدیک اہل دل مہتر	دین گھٹا نا جان تو اے بہرور
یعنی مزدوری عبادت پر یہاں	مانگتا ہے حق تعالیٰ سے وہاں	جا حدینت ماعبدالک اے پسر	تو کلام مرتضیٰ سے یاد کر
یعنی فرماتے ہیں یوں حضرت علیؑ	عاشق حق نائب حضرت نبیؐ	اے خدائے خالق ہر دو جہاں	ہے تو ہی مطلوب تجھ کو ہر زمان
پوختا ہوں اب نہ تجھ کو اس لئے	طمع جنت اور نہ خوف نار سے	پوختا ہوں تجھ کو تیرے واسطے	ہر طرح تیری رضا مطلوب ہے
جب نہ پایا میں کہیں تیرے سوا	پوجنے کے لائق اے میرے خدا	پس میں پوجا تجھ کو کیسا جان کر	غیر کی الفت کو کی دل سے بدر
لیتی ہے طاعت پہ اجرت بہر گروہ	رکھی ہے اجرت کی طاعت بہر گروہ	آرزو اجرت کے عملوں پر اگر	رکھتا ہے تو ہے یہ مگر ایسی تیر
واسطے حق کے ہے کب اے پر خلل	طمع اجرت کے ہے یہ عمل	یاد آئی اک مثال اس پر مجھے	ہوش کر کے سن تو اسکو غور سے

## حکایت محمود بادشاہ غزنوی اور ایاز غلام کی

کہتے ہیں اک شخص نے محمود کو | یہ دیا طعنہ کہ اے مرد نکو | ہے ایاز ایسا نہ کچھ صاحب جمال | جیہ تو عاشق ہے پورا اے بالکل

سننے ہی اس بات کے محمود شاہ	اُس سے یوں کہنے لگا اے نیک	اُسکی جوئے نیک پرہوں میں فلا	اور نہ عاشق اسکے رنگ و روپ کا
نعل ہے ایک دن کہ وہ جانا تھا شاہ	ایک کوچہ تنگ کو عز و جاہ	ساتھ اُسکے تھے جو اہرے بھرے	چند صندوق اونٹوں کے اور دھڑے
انفاقا گھا کے ٹھوکر اک شتر	اُس گلی میں گر پڑا اے سبر و زر	گرتے ہی اُس اونٹ کے کچلے	ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے صندوق
ہو گئے اک لخت واں اُس سے بدر	نعل و یاقوت و زمرد و سیم و زر	دیکھ کر اس حال کو محمود شاہ	لوٹنے کا حکم دے کر چل دیا
سننے ہی یہ حکم جو ہمراہ تھے	یک بیک سب لوٹنے پر پڑ گئے	چھوڑتے سب کو سب سب پیادہ سوار	لوٹنے پر پڑ گئے بے اختیار
اور رہا ہمہ نہ کوئی شاہ کے	رہ گیا پر اک ایازاے نیک پے	دیکھ کر سلطان بولا اے ایاز	تو نے بھی بولنا ہے کہ مجھ سے تو راز
عرض کی اُس نے کہ اے سلطان دین	جسکی سب نعمت اُسے لانا ہو نہیں	دور ہو کر اب تیری خدمت سے میں	کچھ نہیں حاصل کیا نعمت سے میں
قرین سلطان حاصل ہو جسے	چھوڑا سکو چھوڑہ کیوں نعمت کو لے	ہے طریقت کج خلاف اب یہ کہ یار	غیر حق کو حق سے مانگے زینہار
اُس سے زیادہ کون ہے میں ادب	جو سوا حق کے کرے حق کی طلب	نفس پرورد ہے جو رکھے کچھ نظر	دوست سے جو دوست کے احسان پر
تو جو کرتا ہے عبادت بے شمار	واسطے حق کے ہے کب سے مالکار	نفس کی خواہش سے کرتا ہے ضرور	یعنی بہر جنت و تورو و قصور
خوشامتنانِ نفس میں یہ سب کسب	زید کے پردے میں کرتا ہے طلب	کتنا ہے پوچوں ہوں میں اللہ کو	خوشامتنانِ نفس کو پوچے ہے تو
اجر عابد چاہے طاعت پر اگر	ہے وہ طاعت گر سمجھ اے پیغمبر	اجر پر کب تک تو ہے امیدوار	بہتر اس سے اجر کیا پھر کیا یار
اُس نے فضل و لطف سے تجھ کو فنا	اپنی خدمت کے لئے پیدا کیا	باوجود آلودگی کے قدر ترا	اپنی قدرت سے عزیز کیا
اور اس قدر تیرے اے باوفا	خلعت عرفان کیا آراستہ	ساقیا آدے وہ جام بیقرار	جس میں میں محو اندر روئے یار
ہوں میں یوں دیناے دُور سے پیغمبر	نے امیدِ غلہ نے خوفِ سقر	غلہ اپنی مظہرِ لطف و جمال	دورخ ہم کو ہے ظہور اتِ جلال

اس میں بیان ہے چھوڑنے کا ماسوا کے اور شائق ہونا طرف شراب  
ظہور کے۔ مراد اس سے محبت الہی ہے

عروض اور قضا میری ہوئی	اے ندیم اب بہر حق اٹھ تو سہی	تا کہ پیمانوں میں اپنے وقت کو	رانگاں گذرا ہے جو اے نیکو
کر عطا بہر خدا اک بھر کے جام	اُس شرابِ پاک سے اے نیک نام	ہے خوشی کے درد کی بیفکد کلید	اُس سے منت رکھ بہر حق مجھ کو عبید
اور رہا ساقیا ارواح کو	قید سے رنج و دالم کے جلد تو	اور چھوڑا جلدی خدا کی واسطے	تن بدن کو رنج و غم کی قید سے
اس شرابِ آباد ویراں میں مرا	خانقاہ و مدر سے سے دل اٹھا	نے تو مجھ کو نفعِ خلوت سے بلا	اور نہ کچھ اب سیر سے حاصل ہوا
دیر و کعبہ میں پھر اسرار تا	نے ملا مقصود دل کا کچھ پتا	اب بہت بچھریں ہوں اے ساقیا	سومری مشکل کا تو مشکل کشا
بس شراب بے خودی مجھ کو پلا	قید سے تباہیاں کی دل چھوٹے مرا	وہ جو عالم سے اسی عالم کے سوا	ہے وہی دربار مجھ کو ساقیا
ایک عالم چاہوں اس عالم سے اور	ہو تو لا اس سے اُس عالم کا کو	تا کہ ہوں مقصود دل سے بھرور	خاک ڈالوں سننے ہو ہوس پر

آہ و نالہ شور و عمل ایسا کروں	حلق میں اک حشر سا بر پاکوں	وہ شراب اب ساقیا مجھ کو تو دے	استخوان کہنہ کو جو زندہ کر لے
آتش موی سے اک شعلہ ہے یار	اگس شرار پاک کا نور آشکار	طور ہے اس نور کا سینہ مرا	تم ہے اس کا قلب اپنا اے فنا
پس بلا لاکر کے وہ چھ کو شراب	جس سے اپس ہو مراد شہاب	ہو وہ ایسی جو پئے اسکو ذرا	دو جہاں کی قید سے ہو وہ رہا
اٹھ کہیں بہر خدا ہو جلوہ گر	صبح ہونے آئی اب مت دیر کر	ماہ بھی اور سب ستارے چھپ گئے	اور صد امیں مرغ بھی دینے لگے
مطر با کچھ کہہ یہ میری التجا	رانگاں گدڑی ہے در رخ و ثنا	عیش ہے بے عیش میرا مطر با	بے غنا کہے کچھ غنا مجھ کو سنا
کر بیاں کچھ یار کی باتوں سے	دل مرا اس بن ہے غم میں مبتلا	دور کر مجھ سے اب ایام فراق	ہو گئی طاقت مری دوری سے طلاق
یاد ف و تے سے تو اٹھ کر مطر با	مجھ کو شاعر عرب سے کچھ سنا	تا کہ ہوں ہم پر یہ سب اے نیک نام	عیش و عشرت تھو کیفیت تمام
آہ کب تک میں کروں آہ و فغان	ایک بھی سنا نہیں وہ جاں جاں	آہ واویلا درینا حسرتا	حسرتا صد حسرتا صد حسرتا
پھر سنا مجھ کو وہ نظم مستطاب	جو کبھی تھی میں نے در عہد شباب	عمر سب گدڑی مری در قیل و قال	اپنی غفلت سے ہو امیں پائمال
مطر با اب بہر تھی اٹھ تو سہی	کچھ بھی طاقت اب نہیں چھو رہی	پھر کوئی شعر غم مجھ کو سنا	تا کہ دل قیدِ الم سے ہو رہا
اور کہہ کوئی تو بیتِ مثنوی	از حکیم مولوی معنوی	بشنو از نے چوں حکایت میکند	وز جلدائی ہا شکایت میکند
بشنو از نے بشنو از صاحب نفس	کز جمارے نالہ تشنید ست کس	نے سے مت سن سن تھو جان نفس سے	کیونکہ جامد سے کوئی نالہ سنے
ہو مخا طلب اٹھ کہیں اے بہر چو	سب زباں سے تو مجھ آگاہ کر	وہ کوئی نغمہ سنا اے نیک خو	خواب و شور سے تا کہ دل بہار ہو
دل مرا غافل ہے اپنے حال سے	ہے سدا مشغول قیل و قال سے	بند آس میں پڑا ہے تیں او پر	جہل سے بھی اپنے قائل ہے مگر
اور کہتا ہے کہ ہو اس سے سوا	یعنی پامیں بظری ہے حرص و ہوا	سر بسر گمراہ ہوا اے نیک خو	اپنی گمراہی سے بھولا راہ کو
ہے غفلت سے مدہوشی اس قدر	آپ کی بھی کچھ نہیں رکھتا خبر	ایک مدت گدڑی ہے اسکے تیں	ہے بیتخانہ میں یوں گوشہ نشین
تہنہ مارے ہیں کافر بر ملا	دین اور اسلام پر اسکے سدا	اب بھی اے امداد تو بہر خدا	خواب غفلت سے ذرا تو چونک جا
غیر دل کو تو دل سے دور کر	جلوہ دلب سے دل معور کر	ما سو ادلبر کے دلیں ہے جو شے	جان لے تیرا وہی معبود ہے
یعنی بی حرص و ہوا و حب غیر	سب یہ بخانے ترے ہیں اور دیر	ہو سکے غنا انھیں دل سے نکل	اپنے دلبر سے تو پھر ہو ہم مقام
دلیں جب تک تیرے حجب غیر ہے	مل نہیں سکتا تو اپنے یار سے	غیر سے ہے بیز اسکو اے جواں	غیر ہو جس گھر میں وہ اسکا کہاں
غیر سے تو خالی گھر کو جلد کر	نور دلبر تا ہو اس میں جلوہ گر	ہو کے تو خاموش قیل و قال سے	ہو خبر دار اب تو اپنے حال سے
الغرض امداد تو اپنی کتاب	ختم کرو اللہ اعلم بالصواب	ساں سبجری بھی ہوئی جب ختم یار	یکہزار دو صد و شصت و چہار
	جب ہوئی بی مثنوی یار و تمام	رکھ دیا اسکا غذائے روح نام	

## حکایت کتاب

علمِ نظم و نثر بھی رکھتا نہیں

گردیا ہے یہ جو کچھ میں نے بیان  
شاعری سے کچھ کو کچھ بہر نہیں

بعد اسکے سن لو اب اے دوست

چاہئے مقصود دل اُس یار سے ہے نہ مطلب خوبی اشعار سے شاعری سے کچھ نہیں ہے کچھ کلام چاہتا ہوں یہ کہ ہوئے فیض عام  
 جسکے یہ زیادہ ہوشیاری عاشقان اور ہوئے دور فریق فاسقان شاعروں سے کچھ نہیں ہے اتنا عرض ہے اہل صفا سے یہ ذرا  
 جو کہ دیکھیں اس میں کچھ سو و خطا دین بنا اپنے کرم سے بر ملا کر کے اپنے لطف و احسان پر نظر ہمیں دیں اصلاح بخوف و خطر



نکتہ قابل یاد ہر ذرہ اسم ذات اللہ کا مظہر ہے اور ہر چیز سے نام مبارک اللہ ظاہر ہے

### رباع

ہر چیز کہ خواہی عددش گیر دو بار یک ساز تر زیادہ و سہ چنداں بشمار  
 پس از طرح ششم جو باقی ماند در بست و دوم ضرب کردہ اللہ برابر

تفصیل اس اجمال اور تحمیل اس اشکال کی یہ ہے کہ خالق اکبر کے اسم کی ظاہریت اور مخلوق اصغر کے اسم کی مظہریت  
 اس صنعت سے بالبداہت یوں ظاہر ہے کہ جس وقت منظور ہو کسی شے سے نام مبارک اُس صالح حقیقی کا تو اس  
 چیز کے عدد بحساب ابجد کائینے اور اُن اعداد کو دو چند کیجئے اور اُس میں ایک ملا کر تین میں ضرب دیجئے اُس کے  
 بعد چھ سے تقسیم کیجئے جو باقی رہے اُس کو بائیس میں ضرب دیجئے۔

اعداد ذات باری ہو پیدا ہوں گے۔ مثلاً اگر اسم چاہیں کہ ولی سے اعداد ذات بحت پیدا ہوں تو بحساب  
 ابجد عدد ولی کے چھ بائیس ہوئے اُس کو دو میں ضرب دو بانوئے ہوئے اس میں ایک ملا کر تین میں  
 ضرب دو (۲۷۹) ہوئے (۲۷۹) کو چھ سے تقسیم کیا تین باقی رہے اُس کو بائیس میں ضرب دو اعداد  
 ذات مقدس (۶۶) پیدا ہوئے اور یہی مطلوب ہے و علیٰ ہذا القیاس من سائر الالاسماء الغیر  
 المتناہیۃ المستخرجۃ محمد جعفر علی نگیونی سلمہ اللہ

### تاریخ وفات شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی مرحوم

عالم و عارف شہ عبدالغنی کرچوں جملہ مراتب عمر طے  
 ایں ندامت نہر سوغم فنا داد جاں عبدالغنی باجلوہ سے ۱۲۹۴ھ

### تاریخ وفات مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی مرحوم

بست و ہستم ذیقعدہ جمہ کو چلے تے جنان کو یعقوب  
 روکے کہا سب نے کہ جہاں سے ماہ ہوا آہ غروب ۱۲۸۲ھ

# رسالہ دردِ غمناک

از شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی قدسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیان کرتا ہوں میں جو غم کا مارا  
گزرتا ہے جو کچھ اب میری جان پر  
نہ تھا کچھ اس سے پہلے غم کا جنجال  
نہ تھا کچھ مبتلا ہستی کے غم میں  
جگا کر سو مصیبت میں پھنسا یا  
کہ جس نے مج کو سودا ئی بنا یا  
کہ جس میں عقل تک میں نے گنوائی  
ہوا تیغ نگہ سے اس کے بسمل  
بلا میں عشق کی مجھ کو پھنسا یا  
قرار و صبر ہوش و جملہ ساماں  
کیا بخود بھلایا مجھ سے مجھ کو  
کیا مجھ کو وہیں بس طوق و زنجیر  
گو یا قید دو عالم سے چھڑایا  
کیا سو مجھے عالم میں دردِ در  
پنھانی مجھ کو عریانی کی پوشاک  
رکھا اک تاج رسوائی کا سر پر  
دیا اک آہ کا جھنڈا مرے ہاتھ  
بٹھایا یا بخودی کے تخت اوپر  
بنا یا عشق کی اقلیم کا شاہ

سنو یار و عجب قصہ ہمارا  
سناتا ہوں تمہیں اس کو سرا سر  
گزرتا ہے جو مجھ پر ان دنوں حال  
پڑا سو تا تھا میں خوابِ عدم میں  
سو آ کر عشق نے مج کو جگا یا  
کچھ ایسا سنے پھر نقشہ دکھایا  
عجب اک عشق نے رنگت دکھائی  
مرا اک دلبر سے دل گیا مل  
اٹھا کر زلف رخ اپنا دکھایا  
یکایک لیگیا وہ جانِ جاناں  
چمک اک حسن کی دکھلا کے مجھ کو  
ہوئی زلف اسکی آمیری گلو گیر  
کچھ ایسا دام گیسو میں پھنسا یا  
شرابِ شوق کا اک گھونٹ دیکر  
جنوں نے آلباس تن کو کرچاک  
خزانہ مفلسی کا مجھ کو دے کر  
غم و دردِ عالم کی فوج کرساتھ  
شرابِ آباد کے قلعہ میں لا کر  
وزیر اک کر کے نادانی کا ہمراہ

ہزاروں غم کی لالائش لگائی  
 گیا اس دن سے سونا اور کھانا  
 اچی جس کے ہودل میں دردِ فرقت  
 وہ کیا جانے ہے اس دردِ عالم کو  
 اٹھا چھاتی میں دردِ عشق جس کی  
 پڑا جو غم کا لشکر دل پہ آٹوٹ  
 تڑپ کر غم میں شب کو صبح کرنا  
 وہ جن آنکھوں میں خارِ بھر ہووے  
 گیا سب بھول کھانا اور پینا  
 لگی کہنے مجھے خلقت دیوانہ  
 سمجھ کر فحش کو سودائی جہاں نے  
 غرض دیوانہ مج کو جان کر کے  
 مرا اک کھیل خلقت نے بنایا  
 کہوں میں آہ کس سے اس الم کو  
 کہاں جاؤں کہوں کس سے حقیقت  
 وہ کیا جانے ہے اس دردِ عالم کو  
 رہ جانے اس تڑپنے کے مزے کو  
 جو اپنے دل کے دلیر سے جدا ہو  
 وہ جانے اس تڑپنے کی حقیقت  
 کروں میں آہ غم کا کس سے اظہار  
 یونہی کہتے ہیں اپنی اپنی سارے  
 اگر ظاہر کروں حالِ درونی  
 جو میں ظاہر کروں سوزِ جگر کو  
 دکھاؤں بے کلی اپنی کو میں گر  
 جو آئے دردِ دل اپنا زباں پر

میری سب عیش کی پوجی گنواہی  
 ہوا میں غم کے تیروں کا نشا نا  
 اسے کیا ہووے خوابِ فحش کی فرصت  
 نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو  
 اسے پھر نیند کس کی بھوک کس کی  
 مناعِ صبر و تسکین لیگیا لوٹ  
 صبح سے شام تک رو رو کے مرنا  
 بھلا وہ عمر بھر کیوں کر نہ رووے  
 پڑا مشکل مجھے اب اپنا جینا  
 کسی نے درد کو میرے نہ جانا  
 کیا ٹھٹھا ہر اک پیر و جوان نے  
 ہووے گردِ آمرے لڑکے شہر کے  
 تماشے کو بھی وہ لیکن نہ آیا  
 سمجھتا ہے ہر اک سودائی تجھ کو  
 کوئی مہدم نہیں جز دردِ فرقت  
 نہ دیکھا جس نے ہو فرقت کے غم کو  
 گذر جس دلمیں حضرتِ عشق کا ہو  
 وہی اس دردِ غم سے آشنا ہو  
 کہ ہو جو بتلائے دردِ فرقت  
 غمِ فرقت سوا کوئی نہیں یار  
 نہیں واقف کوئی غم سے ہمارے  
 بناؤں ایک عالم کو جنونی  
 کروں شرمندہ دوزخ کو شر کو  
 تو اک بلچل پڑے عالم کے اندر  
 پڑے آفت کا ٹکڑا ایک جہاں پر



حقیقت دل کی گراپنے دکھاؤں  
 نہ کہہ سکتا ہوں کہ اب کیا کروں میں  
 ہوئی ایسے ستمگر سے محبت  
 نظر پتا ہوں میں جس کے غم سے دنرات  
 ارے یارو کہو ہو جس کو الفت  
 محبت نام جس کا یاں رکھا ہے  
 کہے ہے عشق جس کو ساری خلقت  
 ارے یارو کسی کو دل نہ دیجو  
 کیا جب عشق نے بیتاب مجھ کو  
 کہ صبر آئے دل غمگین کو کیوں کر  
 نہ دیکھے جب تلک دیدارِ دلبر  
 سو تیرے عشق میں اے دلکے دلبر  
 کہ اک تو سر پہ افلاک الم ہے  
 ہے چاروں طرف فوجِ درد گھیرے  
 یہ آکر ناتوانی نے کیا زور  
 جنوں نے مجھ پہ کی آکر چٹھائی  
 کیا وحشت نے آکر جب مجھ تنگ  
 جو آکر مجھ کو رسوائی نے گھیرا  
 پڑی یہ مجھ پہ فوج بے قراری  
 ڈبوئے ہیں ادھر اشکو نکلے نا۔ لے  
 ہوا ہے ہاتھ سے عاجز گریباں  
 لگاتا ہے سدا سوزِ جگر آگ  
 بچوں کیوں کر کہو اب اس بلا سے  
 کروں میں صبر اب کس کس بلا پر  
 کتیرے عشق نے مجھ کو ستایا

ہمسوں میں اور عالم کو رلاؤں  
 نہ ہو سکتا ہے جو چپ ہی رہوں میں  
 نہیں ہے اس میں اصلا بوئے الفت  
 خبر اس کو تمہیں سیہات ہیہات  
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت  
 بلا اوپر بلا اوپر بلا ہے  
 قیامت ہے قیامت ہے قیامت  
 جو دو امید جینے کی نہ کیجو  
 کہا میں نے یہ اس پیارے سے رورو  
 ہو تسکین عاشق مسکین کو کیوں کر  
 قرار اور صبر ہووے اسکو کیوں کر  
 ہوا ہے حال میرا حد سے ابتر  
 تلے پاؤں کے پھر دریا نے غم ہے  
 سدا آہوں کے مارے تیر میرے  
 کیا تاب و توان کا مار کر مجھ پر  
 میری سب ہوش کی پونجی لٹائی  
 گئے اس کے سب ناموس اور تنگ  
 لیا عزت کا سب اسباب میرا  
 متارح صبری ہے لوٹ ساری  
 لگے ہیں اس طرف آہوں کے بھالے  
 ہے گریاں سیل اشک غم سے دہاں  
 میرے پیارے بنا جاؤں کو کھربھا  
 میں ہوں اک اور ہزاروں خونکے پیاسے  
 ہے بہتر جاؤں اس غم سے کہیں مر  
 مرے دل کو پھر اک دشمن بنایا

ابجی جس کا ہر دم دل سا پیارا  
خدا کی واسطے جلدی خبر لے  
جو اپنی جان کی جاں سے جدا ہو  
اگر آنے میں ہو گی دیر تجھ کو  
کہ بس جب پاس اپنے دلبر با ہو  
طیب درد دل ہے گا مرا تو  
جو کوئی عشق کا بیمار ہو و لے  
میں دام زلف میں تیرے پھنسا ہوں  
محبت میں بلا کی جو پھنسا ہو  
خدا کے واسطے جلدی سے آؤ  
لگائی تھی جو لوہم سے پیار لے  
جو تھی منظور کرنی بے وفائی  
کوئی ایسا بھی کرتا ہے پیار لے  
اگر یہ بیوفائی جانتا میں  
بہت سہم نے رگڑا خاک پا سے  
سہراک صورت سے میں نے غم اٹھایا  
ہوئی ہے کیا خطاب مجھ سے جانی  
اگر تقصیر مجھ سے کچھ ہوئی ہو  
نظر مت رکھ مری تقصیر پر تو  
میں جانوں ہوں نہیں ہے چاہ تجھ کو  
دوا اب کیا کروں اے میرے دلدار  
نہیں لگتی ہے بھوک اور پیاس مجھ کو  
خدا کے واسطے اب مت ستم کر  
اگر و نامر اتوش آؤ تا ہے  
تو درد و غم سے نت روتا رہوں گا

کچھ کیوں کر کہو پھر وہ بچسار  
کہیں یہ آپ خوں اپنا نہ کر لے  
نہ کیوں اس زندگانی سے خفا ہو  
نہیں پانیکے زندہ پھر تو مجھ کو  
فنا ہونے سے پہلے وہ فنا ہو  
کروں کس سے علاج اپنا بتا تو  
علاج اس کا نہ جز دلدار ہو و لے  
خلاصی تو بتا میں کس سے چاہوں  
وہ جز دیدار دلبر کب رہا ہو  
تڑپ اور بیقراری کو مٹاؤ  
پھر آتے کیوں نہیں ہو گھر ہمارے  
تو کی تھی مجھ سے پھر کیوں آشنائی  
تڑپتا چھوڑ عاشق کو سدھارے  
تو پھر کیوں خاک درد چھانتا میں  
نہ گذرا تو مگر اپنی ادا سے  
ولے تجھ کو نہ مجھ پر رحم آیا  
جو پہلی سی نہیں ہے مہربانی  
خدا کے واسطے تم بخشد بچو  
کرم پر اپنے پیار لے کر نظر تو  
کہ میری کچھ نہیں پرواہ تجھ کو  
ہوا ہوں عشق کے ہاتھوں سے ناچار  
کیا جیتے سے اب بے آس مجھ کو  
خدا کے واسطے اب تو کرم کر  
یہ درد و سنج تجھ کو بھاؤ تا ہے  
تری الفت میں جی کھوتا رہوں گا

جو ہوگا شعلہ رخ کانرے دھیان  
 جو یاد آئیگی وہ زلف پریشیاں  
 تصور تیری پیشانی کا گر ہو  
 جو آئے تیرے گوش و چشم کا دھیان  
 خیال اس تیغ ابرو کا اگر ہو  
 تصور تیری مژگاں کا گر آئے  
 دردندان کو تیرے یاد کر کے  
 جو خال رخ کا ہو تیرے تصور  
 جب آوے یاد تیرا قدر و قامت  
 ترے ناز و ادا کی یاد کر چال  
 وہ تیرا یاد کر آرام و بستر  
 میں یاد اس شمع رو کو جب کرونگا  
 جو ہو گلزار تن زخم جگر سے  
 تری تیغ نگہ کا قتل ہوں گر  
 غرض جو رو و جفا سارے سہوں گا  
 ترے غم سے نہیں خالی رہوں گا  
 نہ ملیٹھوں چین سے تجھ بن کبھو میں  
 اگر پوچھے کوئی یہ مجھ سے آ کر  
 نہ ہرگز حال دل اپنا کہوں گا  
 نہ چھوڑونگا کبھی الفت تمہاری  
 ذرا اس ناز اور غم نے کو دیکھو  
 رہو پردہ میں یوں باتیں بناتے  
 ذرا بہرے خدا پردہ اٹھاوے  
 بہت نزدیک ہوں دل سے تو اے یار  
 ہے بو و گل کی جوں تجھ میں قربت

تو ہونگا خاک جل جھنکر میں اس آن  
 تو بیچ و تاب کھائے گی مر بیجان  
 تو ہو دیوار غم اور میرا سر ہو  
 کروں میں گو ہر اشک اسپہ قربان  
 وہیں قربان اسپہ میرا سر ہو  
 ہزاروں برچھیاں دل میں لگائے  
 بہاؤں اشک سے ٹکڑے جگر کے  
 سیہ داغوں سے ہو سینہ مرا پڑ  
 کروں بر پا وہیں شور قیامت  
 کروں میں خاک میں آپ ہی کو پامال  
 گذاروں عمر ساری میں تڑپ کر  
 تو پروانہ کی صورت جل مرونگا  
 کروں سیراب اس کو چشم تر سے  
 نہ لاؤں اس کو میں ہرگز زباں پر  
 نہ گھبراؤں گانے نمکین ہوں گا  
 جو نالہ ختم رہا رو یا کروں گا  
 سدا کرتا رہوں بس ہائے ہو میں  
 کہ کیا گداری ہے اے دیوانے بھیر  
 سنسوں گا اور رو کر چپ رہو نگا  
 اسی میں جان جاو گی ہماری  
 مری جانب ذرا منہ اپنا موڑو  
 نہیں صورت و لے اپنی دکھاتے  
 وہ کھڑا چاند سا مجھ کو دکھادے  
 و لے تجھ تک پہنچتا ہی ہے دشوار  
 نہیں معلوم پھر کیوں ہے یہ فرقت

نہیں ہے وصل پر قسمت میں میرے  
 ذرا تو سامنے آنکھوں کے آ تو  
 یہ شعلہ عشق کا میرے بجھاؤ  
 غضب ہے تپہ بھی ملنا ہو دردِ شوار  
 رواں ہووے بدن سے خون جیسا  
 یہ کیسی ہے تڑپ اور بیقراری  
 نہیں کھٹنا ہے یہ پردہ ہے کیسا  
 مجھے اس بھید سے آگاہ کر تو  
 ذرہ تو رو برو ہو جا ہمارے  
 کہ اب بچو مجھے مجھ سے بنا دے  
 کبھی تو سامنے ہو گے ہمارے  
 کرو گے جو اٹھاویں گے وہ ساری  
 کرو ہم پر کرم سے مہربانی  
 نہیں تم بن اسے اک دم گزارا  
 پھر اس کے بعد چھاتی سے لگاؤ  
 تڑپ جی کی گھٹے ہو جی کو راحت  
 کروں کیسے نہیں چلتا ہے میرا  
 سراسر محو ہوں بس اس جستجو میں  
 رہے افسوس پھر غم میں تو مل  
 ہم اس حسرت میں خون دل میں کھاتے  
 نہیں ہے فکر کچھ لیکن ہمارا  
 ہمارے نام سے نفرت ہے جانی  
 خدا جانے ہے کیا قسمت میں میرے  
 یہ ایذا ہجر کی پاؤں گا کب تک  
 خدا جانے مقدر کیا کرے گا

میں ہوں سایہِ نمطِ مہراہ تیرے  
 ہے دل میں مرے پیارے سدا تو  
 مجھے چھاتی سے تنک اپنی لگاؤ  
 ہو تو نزدیک میرے مجھ سے اے یاد  
 ہے مجھ میں اور تجھ میں ربط ایسا  
 اجی کس کی ہے پھر یوں انتظاری  
 قریب اتنا ہو اور پھر دور ایسا  
 یہ پردہ دور تک اللہ کو تو  
 کہیں بے پردہ ہو کر کے پیارے  
 تنک اپنے حسن کا جلوہ دکھا دے  
 رہو گے کب تک پردے میں پیارے  
 یہ ناز و شوخیاں پیارے تمہاری  
 ولے اتنا تو گا ہے گا ہے جانی  
 یہ جانو تم تڑپتا ہے بچا را  
 ذرا اپنی مجھے صورت دکھاؤ  
 کہ جس سے دور ہو یہ رنج و کلفت  
 میں جان و دل سے ہوں مشتاق تیرا  
 ترے ملنے کی ہوں بس آرزو میں  
 تڑپتا ہے ترے غم سے مراد دل  
 رہو غم میں تم خوشیاں مناتے  
 سبھوں پر ہے کرم پیارے تمہارا  
 کرو غم دل پہ لطف و مہربانی  
 ہمیں تدریر کچھ ملنے کی تیرے  
 نہ جانے ٹھو کریں کھاؤ لگا کب تک  
 ملے گا یا نہ تو مجھ سے ملے گا

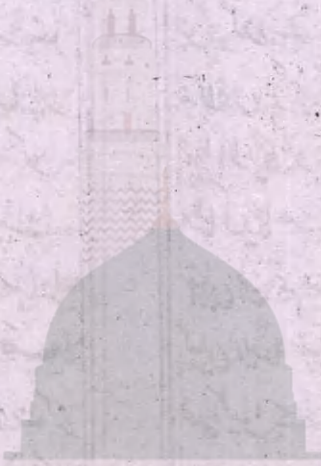
نہ اب تقصیر اس میں کچھ تری ہے  
 ہے تیرے وصل کی منزل بہت دُور  
 کشش میں کچھ اثر میری جو ہوتا  
 جو کرتا شوق میری رہنمائی  
 کہوں میں آہ کیا تیری حقیقت  
 نہ میرے درد و غم کا کوئی غم خوار  
 کہو کس سے کہوں میں اپنا احوال  
 سنے جو درد کا طومار میرا  
 سو تو نے غم مرا رکھا گوارا  
 یہی بہتر ہے اب رویا کروں میں  
 سنے تو یا نہ سن غم میرا مجھ سے  
 ترا دیدار پاؤں یا نہ پاؤں  
 مشرف وصل سے ہوں یا نہ ہوں نہیں  
 نشانِ عیش اور عشرت مٹاؤں  
 کہاں تک درد و غم ظاہر کروں میں  
 یہی بہتر ہے اب خاموش رہنا  
 جو کچھ گذریگا سو گذریگا جاں پر  
 کبھی آویگا آخر رحم تجھ کو  
 دکھا دیگا مجھے دیدار اپنا  
 اگر چہ ہوں بجا پر ہوں تمہارا  
 تمام امداد کر یہ دمِ دقا صبر  
 یہ درد اپنا بس اب اظہار مت کر  
 کہ تیرے درد اور اس غم کو سنکر  
 بس اب تنگ شکر کر مت ہو دیوانہ  
 نہو ایسا تری گستاخیوں پر

بصیبوں میں لکھا میرے یہی ہے  
 اثر ہے لنگ اور بہت ہے رنجور  
 گذر بلشک ادھر بھی تیرا ہوتا  
 تو ہوتی کیوں مری تجھ سے حیدائی  
 مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت  
 ہر اک ہے اپنی اپنی بوجھ کا یار  
 کہ ہے غیروں سے کہنا جی کا جنجال  
 نہیں تجھ بن کوئی غم خوار میرا  
 کہ یوں مجھ کو تپِ فرقت نے مارا  
 سراشکِ غم سے منہ دھویا کروں میں  
 کئے جاؤں گا پر میں عرض تجھ سے  
 ولے سب جستجو میں دن گنواؤں  
 کروں دنرات تیری جستجو میں  
 تمامیِ محنتیں غم کی اٹھاؤں  
 نہیں کچھ انتہا بس چپ رہوں میں  
 جو کچھ گذرے ہے دل پر اس کو سہنا  
 نہ لاؤں پر کبھی ہرگز زباں پر  
 چھڑا دیگا تو درد و غم سے جھکوں  
 مٹا دیگا مرے دل کا یہ کھٹکا  
 نہیں بن تم مرا اکدم گذارا  
 کہیں ایسا نہو پھٹ جائے خامہ  
 خدا کی واسطے رکھ جی کے اندر  
 بھنا جاتا ہے دل عالم کا یکر  
 کہ بہتر درد دل کا ہے چھپانا  
 خفا ہو جاوے تیرا تجھ سے دلبر

نہ کر اب شور و شر ز نہار ز نہار  
 کہ تا امید بر لاوے وہ تیری  
 ملال آوے نہ شاید اسکے دل پر  
 وہ چاہے سو کرے تو دم نہ مارے  
 نہ پڑے ہرگز خودی کی تو بلا میں  
 خلاف اس کے نہ دم تو مارگا ہے  
 تو کہہ اللہ ہی اللہ دل سے ہر دم

وہ تیرے حال دل سے ہے تیردار  
 نہ کر غل صبر کر یہ مان میسری  
 بس اب خاموش ہو گفتار کم کر  
 اسی پر سو نہ پ دے اب کام سارے  
 رضا گم اپنی کر اس کی رضائیں  
 وہ مالک ہے کرے جو کچھ کہ چاہے  
 بس اب خاموش ہو گفتار کم کر

بس اب اللہ بس اللہ بس ہے  
 سوا حق کے جو ہے باقی ہوس ہے



## گلزار معرفت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## التماس جامع اوراق

بعد حمد و صلوة یہ نیا احمد معترف بہ تقصیرات احقر متوسلین و کترین مقبلسین حضرت امام العارفین مقدم الراسخین  
سراج الاولیاء تاج الکبر از بدلة الواصلین قدوة الکاملین شیخ المشائخ سید السادات جنید الزمان بابرید الدوران سیدی  
سندی و معتمدی و مستندی ذخیرة یونی وغدی مکان الروح من جسدی حضرت مرشدنا و مولانا الحافظ الحاج الشاہ  
محمد امد اللہ المہاجر تھا نوی مولد الملکی مورڈ الفاروقی نسباً الحنفی مذہباً الصوفی مشرباً ادمہ اللہ تعالیٰ  
کا اسمہ الشریف امداد من اللہ علی العباد و افاضتہ علی طالبی الرشاد خدمت میں انخون طریقت و غلّان الحقیقت کے  
عرض رسا ہے کہ حضرت پیر مرشد عتقتم الیہم دام ظلہم کا کلام منظوم ہدایت مفہوم اس کثرت سے ہے کہ اسکا احصا و ضبط  
دشوار ہے مگر احقر کو کچھ متفرق و منتشر اوراق ہاتھ لگ گئے بغرض انتفاع و استمتاع و احتیاط و التذاد دوسرے پیر بھائیوں  
وغیرہ کے جی میں آیا کہ ان اوراق کو جمع کر کے ان کی خدمت میں پیشکش کروں اور نام اس مجموعہ کا گلزار معرفت رکھا  
بڑی غرض اس سے حضرت قبلہ پیر مرشد کی رضامندی ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف : یرحم اللہ عبداً قال آمینا

## مناجات

آہنی یہ عالم ہے گلزار تیرا	عجب نقش قدرت نمودار تیرا	جہاں بطف گل ہے وہیں خار غم ہے	ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا
عجب رنگ ہر رنگ میں ہے	یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا	خوشی غم میں کھی ہے اور غم خوشی میں	عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے	ہے پردے میں روشن مہیاں تیرا	یہ کوتاہی اپنی نظری ہے یارب	ترے نور کو کبھی اغیار تیرا
ہر رنگ ہر شے میں جا یہ دیکھو	چمکتا ہے جلوہ قمر دار تیرا	نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکان ہے	کہ جس جا نہیں ذکر و از کار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردے میں ہے تو	تو باطن ہے اور محبت اظہار تیرا	تو اول نہیں ابتدا تیرا یارب	تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن	تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا	نظر کو اٹھا کر جہد دیکھتا ہوں	تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
آہنی میں ہوں بس خطا دار تیرا	مجھے بخش ہے نام غفار تیرا	عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا	کہو کس سے چھوٹے گرفتار تیرا
آہنی بنا چھوڑ سہ کار تیری	کہاں جاوے اب بندہ ناچار تیرا	نگاہ کہ تک بھی کافی ہے تیری	میں ہوں بندہ گرچہ بہت خوار تیرا
دو یا رضاکیا کروں میں آہنی	کہ وار بھی تیری اور آواز تیرا	عرض ملاؤ اکی دو اکی سے چاہوں	تو شفائی ہے میرا میں بیمار تیرا

میں ہوں چیز نیری جو چاہے سو کر تو	لوغدار میرا میں ناچار تیرا	اوتی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا	لیا ہے پڑا اب لو در بار میرا
سو اتیرے کوئی نہیں میرا یارب	تو مولیٰ ہے میں عبد بیکار تیرا	کہاں جاوے جسکا نہ کوئی تھیں	کسے ڈھونڈھے جو طلبگار تیرا
کیا اپنے در سے اگر دور اس کو	کہہ جاوے عاجز بنے ناچار تیرا	نہ پوچھے سوانیک کاروں کے گرتو	کھل جاوے بندہ گنہگار تیرا
گناہوں نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا	سناجب سے ہے نام غفار تیرا	رہے گا نہ کچھ نقد عصیاں سے میرا	لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہوں	کہ ہے نام غفار و ستار تیرا	سدا خواب غفلت میں موتا رہا میں	نہ اکدم ہوا آہ بیدار تیرا
چلا نفس و شیطان کے احکام پر میں	نہ مانا کوئی حکم نہ ہمار تیرا	بڑے کام میں عمر افسوس کھوئی	کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
نہ نہوا ہوں جیسا یہاں حشر کو بھی	نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا	مری مشکلیں ہوویں آسان اکدم	جو ہو جا کر م مجھ پہ اکبار تیرا
خبر بچو میری اس دم الہی	گھلے جبکہ بخشش کا بازار تیرا	ہوں ظلمات عصیانے سے تاروش	جو ہو میر رحمت نمودار تیرا
کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت	کہاں جس کہاں بجز زخار تیرا	لگے کرنے کا فریبھی امید بخشش	لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
گنہ میرے جسے زیادہ ہیں یارب	مجھے چاہیے رحم بسیار تیرا	ڈر ڈر و دشمنوں سے رہا چھو جب سے	کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
تمنا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم	کہ دل سے نہ باہر ہو از کار تیرا	ترا نام شیریں حلاوت ہے دلکی	ہر اک بات سے خوشی ہے تکرار تیرا
الہی رہے وقت مرنے کے جاری	بنتصدیق دل لب پہ اقرار تیرا	نہ کوئی ہر اپنے نہ ہوں میں کسی کا	تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا
تو میرا میں تیرا میں تو میرا	تو افضل میرا مرا کار تیرا	نہیں میں تو ہی ہے تو ہی ہے نہیں میں	تو ہے نور میرا میں آثار تیرا
میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا	تو مسجود میں ساجد زار تیرا	الہی بچا تھر سے اپنے مجھ کو	کہ ہے عقو بخشش کرم کار تیرا
یہ جو روح جاسم سے ہم پر ہے یارب	نہیں ظلم اور جور اطوار تیرا	بدوں کو کرے نیک نیکیوں کو تو	کہ ہے بے نیازی کا بازار تیرا
نہیں کافروں کو جو توفیق ایمان	کہ ہے نام قہار و جبار تیرا	حکومت ہوئی اسکو اصل جہاگی	ہوا جو کوئی حکم بردار تیرا
خفا ہو گیا جو تری دوستی میں	تو ہے یار اسکا وہ ہے یار تیرا	دو عالم خریدار ہو اسکا بیشک	جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا
کھلی اسکی آنکھیں کریں بند جس نے	عیان ہوں نہاں اسپہ سزار تیرا	رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا	الہی ہوا جو کہ ہمشیار تیرا
الہی مجھے ہوش دے اب تو ایسا	رہوں میں سلامت دیجوار تیرا	تو کر بے خبر سدا خبروں سے مجھ کو	الہی رہوں اک خبر دار تیرا
میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جاؤں	جو لگ جا محبت کا آزار تیرا	الہی وہ جلوہ محبت عطا کر	جو کرے مجھے عاشق زار تیرا
الہی عطا ذرہ درد دل ہو	کہ مرنا ہے بے درد بیمار تیرا	بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو	ہے آزاد سب سے گرفتار تیرا
جو جاگا سو سو یا جو سو یا سو جاگا	سلا چھ کو تا ہوں میں بیمار تیرا	بھکاری ترا جاوے محروم کیونکر	کہ نت خوان بخشش ہے تیار تیرا
ترا خوان انعام ہے عام سب پر	ہے شاہ و گدا نہ ہنک خوار تیرا	بھکاری کرڑوں ترے ہوں نہ کیونکر	نہیں کرنا معمول انکار تیرا
کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے	میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا	نہیں اس سے زیادہ مجھ کوئی خواہ	ہر اک شے سے ہے وصل طلبگار تیرا
نہیں دونوں عالم سے کچھ جو مطلب	تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا	ہے جنت کی نعمت تو سب میرے ہر پر	میسر ہوا لے کاش دینار تیرا
دل میں تک جلوہ فرما الہی	کہ تجھ ہی ہے دیران اب دار تیرا	نہیں وصل افسوس قسمت ہی میری	میں سایہ نخط گر چہ ہوں جار تیرا



تو ہے جان دل سے بھی نزدیک میرے یہ قرب و محبت ہے پھر بعد ایسا ذرا آپ اپنے میں امداد آ تو زباں سے طرف دیکھے مشغول ہو تو نہ ڈر فوج عصیاں سے گرچہ بہت تو پڑھ اس مناجات کو بیخ وقتی نبی کریم آل و اصحاب سب پر	وے آہ ملنا ہے دشوار تیرا نہیں گھلتا یارب یہ اسرار تیرا کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا و میں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا کتا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا درد اور سلام ہووے ہر بار تیرا	ہوں باوصف اس نریکے دور ایسا حجاب خودی میرا یارب اٹھا دے تو صیقل آئینہ دل نام حق سے اٹھا غم رکھ امید امداد حق سے امی کی تو خدمت میں رہ دے ہر دم اہلی قبول ہو مناجات میری میرے پیر استاد ماں باپ پر بھی	ستا تا ہے پھر پھر خوشخوار تیرا کہ نہ دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا کہ نہ جلوہ گراں میں ہو یار تیرا تجھے غم ہے کیا رب ہے غم نواز تیرا تو چاکر ہے اسکا وہ سروا تیرا کہ رد کرنا ہر گز نہیں کار تیرا اہلی رہے رحم بسیار تیرا
--	---	---	--

## غزلِ نعتیہ

کر کے نثار آپ پگھر باہ یار رسولؐ اچھا ہوں یا بڑا ہوں غرض جو کچھ ہوں ہو ذات آپ کی تو رحمت و الفت ہے سر بسر جس دن تم عاصیوں کے شفیق ہو کبھی حق تم نے بھی گزرتی خیراں حل زار کی کیا ڈر ہے اسکو لشکر عصیاں و جرم سے ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبین	اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یار رسولؐ ہوں تمہارا تم میرے مختار یار رسولؐ میں گرچہ ہوں تمام خطاوار یار رسولؐ اس دن نہ بھولنا مجھے زنبہار یار رسولؐ اب جا آگیا تیرا وہ ناچار یار رسولؐ تسا شفیق ہو جسکا مدد گار یار رسولؐ ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبین	عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا کس طرح آہ میں کروں خدمت میں حاضر کرتے نہ میرے فعل ہوں پر نگاہ تم بجو خدا کی واسطے اس دن مر سی خبر دونوں جہان میں جھکو وسیلہ ہے آپ کا گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یار رسولؐ	ہوں اُمّتی تمہارا گنہگار یار رسولؐ ہوں نخلت گناہ سے سرشار یار رسولؐ کیجو نظر کرم کی بس اکبار یار رسولؐ عصیاں کا میرے جب کھلے اخبار یار رسولؐ کیا غم ہے گرچہ نہیں بہت خوار یار رسولؐ اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یار رسولؐ
---	--	--	--

## غزلِ نعتیہ

ذرا چوسے پردہ کو اٹھا گیا رسولؐ اتہا کر لیا اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے پیارا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم چھپے ہی بخت سے جا کر پردہ مغرب میں ناگوار یقین ہو جائیگا کفار کو بھی اپنی بخشش کا ہو اسوں نفس اور شیطاں کا بھونکے بہت ہوا کرم فرماؤ تیرا در کرو حق سے شفاعت تم مشرف کر کے جھکو کلہ طیب سے اپنے تم	مجھے دیدار لگا اپنا دکھاؤ یار رسولؐ مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یار رسولؐ کرم کا اپنے اک بیلا پلاؤ یار رسولؐ گر اپنے سخن کا جلوہ دکھاؤ یار رسولؐ جو میدان میں شفاعت کے تم آؤ یار رسولؐ مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یار رسولؐ ہمارے جرم عصیاں پر نہ جاؤ یار رسولؐ پہلے نظروں سے اپنی مت گراؤ یار رسولؐ	گرد و غمے نمود: مری لکھو کو نورانی شفیع عاصیاں تو تم و تیرے بیگساں تو تم خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے لگے گا جوش کھانے خود خود دیریا بخشائیں مجھے بھی یاد رکھو ہوں تمہارا اُمّتی عاصی الکرچہ نیسا ہوں یا مہتمم ہوں چکا نہیں جہان امت کا حق نے کو باہے آپ کے ہاتھوں پھنسا ہوں ہر طرح گرد غم میں ناخدا ہو کر مری کشنی کا ہے پرگڑ یار رسولؐ	مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یار رسولؐ تمہیں چھوڑا اب کہاں جاؤں تباؤ یار رسولؐ ہے ایسا مژدہ کس کا ستاؤ یار رسولؐ کہ جب حرف شفاعت لب پہ لایا یار رسولؐ گنہگار کو جب تم بخشو آؤ یار رسولؐ تم اب چارو سنساؤ یا بلاؤ یار رسولؐ بس اب چلو ٹوٹاؤ تیراؤ یار رسولؐ مری کشنی کا ہے پرگڑ یار رسولؐ
---	--	--	--

اگرچہ ہوں نہ لائق ہر امید ہے تم سے	کہ پھر مجھ کو مدینے میں بلاؤ یا رسول اللہ	عصیب کیا ہو تم امامِ انبیاء ہو تم	میں ہر خدائق سے ملاؤ یا رسول اللہ
شرابِ بخیردی کا جام اک چھ کو ملا کر اب	دوئی کے حرف کو دے ملناؤ یا رسول اللہ	بہت بھٹکا پھر میں داری فرقیں جو وحشی	کرم فرماؤ اتہمت پھراؤ یا رسول اللہ
مشرف کر کے دیدارِ مبارک سے مجھے اکرم	مرے غم دین و دنیا کے سدھارو یا رسول اللہ	خدا کو اسطرحت کے پانی سے مرے اگر	تیرے بھراؤ کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ
	پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں اندر آ جاؤ کو	اس اب قیہر و دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ	

## غزلِ نعتیہ

کے میں ہوں پر ہے ہوس کوئے مدینہ	دے ہے سرخ کعبہ خبر روئے مدینہ	لانے لگی اب بادِ صبا بوئے مدینہ	دل اڑنے لگا ہو کے ہوا سولے مدینہ
پہنچا دے مجھے منزلِ مقصود کو جلدی	یار بے ہنگی دل کو ننگ و پوئے مدینہ	اتو یہ تمنا ہے کہ یہاں کبھی کیوں گرد	قربانی ہوں گرد سر ہر کوئے مدینہ
گرچہ میں بہت شہرِ جاہنِ خوشی و دلچسپ	لیکن ہے مجھ بدمرد و بچوئے مدینہ	حاصل ہے بہت آسکوسماں اور ماں بچی	جو دل سے ہوسا کن پہلوئے مدینہ
دلِ عزقِ علات ہے ہی ہے شکر ستاں	تو جی زبان ہے چوڑنا کوئے مدینہ	اہاں فریضات ہیں عالم میں جہاں تک	ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ
وہ چھوٹ گیا بند دو عالم سے سراسر	جو چھین گیا اندر رخ گیسوئے مدینہ	مخوف ہے آفاتِ دو عالم سے وہ مومن	کی جسے سکوت بہت بازوئے مدینہ
خوشی آوے کب ایں خوشبوئے دو عالم	پے جسکے سب مغز میں خوشبوئے مدینہ	کس ذوق سے لپٹے ہے کلام اپنا زانے	جب ہوئے زبان اپنی طرح گوئے مدینہ
ایذا کے قوس دیتے دعا سنگدلوں کو	دل نرم تھے کیا سرورِ خوشبوئے مدینہ	کب پوچھا عاشق کوئی خوبان جہاں کو	
	امداد سے نت گوہرِ صلوات و سلامی	ایا رب ہوتا شہرہ نیکوئے مدینہ	

## غزلِ نعتیہ

کہے ہے شوقِ نبیؐ یہ اگر چلو مدینے چلو مدینے  
صبا بھی لانے لگی ہے اتنو نسیمِ طیبہ نسیمِ طیبہ  
خدا کے گھر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی سے آخر  
شہرِ شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چلے دولت  
یہ جذبِ عشقِ محمدیؐ ہیں دلوں کو امت کے کھینچتے ہیں  
جو کفر و ظلم و فسادِ عصیانِ ہر اک شہر میں ہوئے نمایاں  
رجب کے ہوتے ہیں جب پیٹے پھرے ہیں شوقِ نبیؐ سے سینے

ہلاکتِ امدادِ اتنو آئی جو فوجِ عصیان نے کی چڑھائی

نجات چاہو تو آئے برادرِ چلو مدینے چلو مدینے

## غزل

نہ دیکھا خار میں گل خار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 نہ دیکھا یار کو گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 جہاں کے گلشن و بازار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 مہ و خورشید کے انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 اگر آئینہ جو ہر دار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 سما پر ابرو ہر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 اگر لعل و در شہوار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 وہاں مضمحل صاحب دار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 نہ دیکھا حال دل بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 فلک سے گرچہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 نہ دیکھا اول آتر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 نہ دیکھا سایہ میں انوار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 نہ دیکھا آپ میں دلدار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 اگرچہ دفتر اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا داغ دل گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا  
 اگرچہ کوئے جاناں میں بھی آچھ بچہ کے سہارا  
 تماشا نے دو عالم ہے مرے دلدار کا کوچہ  
 رُخِ رُششانِ جاناں کی تجلی چاہئے دیکھے  
 کفِ پاکی صفائی کو مرے دلدار کی دیکھو  
 نہ دیکھا برشِ تیغ نگاہ یار کو تم نے  
 ہماری چشم سے لعل و گہر کی دیکھے بارش  
 لب و دندانِ دلیر کی ٹمک آب و تاب کو دیکھو  
 یہاں تو کب مزہ پر لختِ دل کی دیکھ جان بازی  
 طیبیوں نے علاجِ مرض اپنا خوب کر دیکھا  
 نہ دیکھا ایک بھی نم تے اگر درِ جدائی کو  
 یہاں جو دیکھنے کا ہے اسی دم دیکھ لے غافل  
 دلِ مضطرب میں ظاہر یار کو تمہا چاہئے دیکھا  
 نظرِ جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا  
 ادھر دیکھا ادھر دیکھا جہد دیکھا اُسے دیکھا  
 اُسے دیکھا اُسے دیکھا نہ یہ دیکھا نہ وہ دیکھا  
 ہمارے شعرِ اداِ الٰہی سے ہیں ٹمک دیکھو

## غزل

پکتا ہے سنگِ قناعت پہ سدا نان اپنا  
 شکرِ شکر سے شیریں ہے لبِ جان اپنا  
 تیغِ تسلیم پہ سر کرتے ہیں قربان اپنا  
 پوششِ اپنی ہے لباسِ تنِ عریان اپنا

پر نعمِ فیض تو گل سے ہے بس خوان اپنا  
 تلخِ صبر میں حاصل ہے حلاوتِ دل کو  
 طوقِ تقویٰ و رضا کا ہے گلے میں اپنے  
 بھوک اپنی ہے خورنِ پیاس ہے اپنا تبرت

پامالی ہے ہمیں تاجِ دسریرِ شاہی  
 لالہ و گلشنِ و گل کی نہیں پروا ہم کو  
 تو اب گاہِ اپنی ہے اک خاک کی مٹھی آختر  
 دوستی کی رہی اب کس سے توقع یار و  
 دردِ غم کا مرے دردِ ہی ہے نہ کوئی غمخوار  
 اسکے غیر مرے خانہٴ دل میں لیے  
 وسعتِ دل کی کیا کرتے ہیں سیراے امداد  
 کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی کو

فوجِ غم نہرو سامانی ہے سامانِ اپنا  
 کثرتِ داغ سے سینہ ہے گلستانِ اپنا  
 کیوں عبث کھینچیں پھر ہم چرخِ پہ ایوانِ اپنا  
 جب ہوا دشمنِ جاں دلِ سامہر بانِ اپنا  
 غم ہی غمخوار ہے اور درد ہے درماںِ اپنا  
 کہ خیالِ رُخِ دلدار ہے دربانِ اپنا  
 کہ یہی باغ ہے اپنا یہی میدانِ اپنا  
 ہو پریشاں جو سُنے حالِ پریشاں اپنا

## غزلِ تعنیہ

ہو جانے عاشق ہی رہبر کسی صورت  
 جو نقشِ قدمِ جاچوں پر کسی صورت  
 ہے بلبلِ دل شائقِ گلِ روئے ہمیں  
 بے دیکھ نہ ٹھہر گیا یہ منظر کسی صورت  
 لکھا یا کروں بس ٹھوکرینِ نذرِ وفا تیرے  
 اے کاش ہوں درکارے پتھر کسی صورت  
 دی ساقی کو تیرے جو تھجے بارہ اُلفت  
 چھوٹے نہ لبوں سے مرے سا کو کسی صورت  
 ہوا غمخیز پریشاں وہیں مشکِ خلق کا  
 کھل جاؤ جو وہ زلفِ معجزہ کسی صورت

## غزلِ تعنیہ

ذکرِ ذکرِ خدا اور ہے تذکیرِ عبث  
 حمدِ حق میں ہو یا نعتِ ہمیں رقص  
 لکھ سکے کون یہاں حمدِ خدا نعتِ رسول  
 لائی ہے بادِ صبا بُوئے قدومِ احمد  
 آئی ہے شاہ کی دنیا میں نویدِ مقدم  
 سیکھے حق سے رہے سارے علومِ حکمت  
 پیر کے دن جو ہوئے پیرِ دو عالم پیدا  
 نورِ احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو  
 آپ کے عنقِ عالی کا بیاں ہو کس سے  
 رُوئے اسلام سے اُن کے نہ رہا کفر کا نام

جو کلامِ حق کے ہے ہر بات میں تفریرِ عبث  
 پہلے ان دونوں سے ہے ہر بات میں تحریرِ عبث  
 جو خدا اور کی اس فن میں ہے تسطیرِ عبث  
 کب خوشی سے ہے نہسی غنچہ کی تصویرِ عبث  
 قصیرِ نادسی کی نہ ہر گھر میں ہے تعمیرِ عبث  
 یاں کے آنے میں نہ تھی شاہ کی تاخیرِ عبث  
 پیرِ ایام ہے دن پیر کا نئے پیرِ عبث  
 دیکھتے ہو مہم و خورشید کی تنویرِ عبث  
 عرش کی اُس کے مقابل میں ہے توقیرِ عبث  
 یارِ اب زلفِ بتاں کی بھی ہے تکفیرِ عبث

اٹھ گیا ہے کسی گلزار کا پرودہ منہ سے  
 آپ کے بخشش و احام کی کچھ جہی نہیں  
 چاہے معشوق محمدؐ میں مستحضر ہونا  
 دل میں کافی ہے خیال رخ انوار تیرا  
 جسم اپنا نہ ہوا ہائے مدینے کا غبار  
 دیکھے کب ہو بسیر مجھے وصل محبوب  
 شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہو شبہ محبوب

ہے نہ رنگ رخ گلشن میں یہ تعمیر عبت  
 بنے قلیل آپ بایں اور کی تکثیر عبت  
 کیا کریں ملک سلیمان کی تسخیر عبت  
 شمع و مصباح کی اس گھر میں ہے تو بر عبت  
 اس مس عیب کے حق میں ہوئی اکسیر عبت  
 ہو گئی اب تو مری آہ کی تاثیر عبت  
 منع کی حق تے کہ ہے چینی تصویر عبت

## غزل

ہو کے بس شیفۃ نقشہ تصویر عبت  
 خواہش نام و نشان یاں کا ہے اے میر عبت  
 ہو گئے سیکڑوں گھر مثل بگولہ بر باد  
 مثل انجم کے ہیں گردش میں یہاں اہل فروغ  
 چین و آرام ہے کس کو کہو اس کے نیچے  
 دیکھ غنچے کو کہ آخر ہے گل پژمردہ  
 بلبل ساناہ اخیر بحر جہاں میں اتنا  
 مارتا آپ کو تا کہیمیا خود بن جاتا  
 لطف چینے کا اگر پاس ہو جاں بخش اپنا  
 کہیمیا اپنی ہے خاک قدم یار لے دل  
 ڈھونڈنا چھڑنا ہے دشت لے کچھ تو ضرور  
 اے عرضی مری موزوں طبع کے آگے  
 مسکن اس بحر فنا میں نہ بنا تو ابداد

جان بے جان کو دے کر نہ ہو دیگر عبت  
 مثل امواج کے پانی پہ ہے تھریر عبت  
 بس بلند اتنی یہاں کرتے ہو تعمیر عبت  
 ہے فلک سحاب عزت و توقیر عبت  
 چرخ سے ہے ہوس راحت و تیسیر عبت  
 اے جواں ہنستا ہے کیا دیکھ سوئے پیر عبت  
 دم میں ہوگا یہ ترا نقشہ تعمیر عبت  
 مارا اگر پارے کو لے صاحب اکسیر عبت  
 در نہ جوں خضر ہے بس عمر کی تکثیر عبت  
 کس لئے کرتا ہے پھر خواہش اکسیر عبت  
 یہ فلک کی نہیں دن رات کی تدویر عبت  
 تیری فعلان فعلاتن کی ہے تفریر عبت  
 صورت بلبل پانی میں ہے تعمیر عبت

## غزل

ہو کے میں شیفۃ زلف گرہ گیر عبت  
 ہنستے ہو کیا مری گر ہو گئی تدویر عبت  
 گردش سخت سے اپنے میں ستارے ہم آپ

لی بلا سر پہ ہوا پائے بہ زنجیر عبت  
 جملہ تدویر کو کر دیتی ہے تقدیر عبت  
 پھر تو پھر پھر نہ ستارے فلک پر عبت

<p>پابہ زنجیر کو پھر کرتے ہو پھیر عبث اب شہادت میں مری کرنے ہونا تیر عبث تیز کرتے ہو مرنے قتل کو شمشیر عبث زلف پر باد سے دکھلاتے ہو زنجیر عبث تیرے مستوں کی نہیں نالہ شبنگ عبث لوں گا سینہ پہ سجانے کا ترا تیر عبث تو رداں کرتا ہے فرہاد جوئے شیر عبث چرخ پر مارتا ہے آہ کا کیوں تیر عبث</p>	<p>آپ کی چین بچیں ہم کو سلاسل بس ہے سر بکف میں ہوں یہاں آپ میں شمشیر بکف تیغ ابرو کا اشارہ ہے تمہارا کاتی صعقتن سے ہوں ہوا سانہ پھنسو ناکہ گز خوابِ غفلت سے جگاتے ہیں یہ جوں حشر کا شور قوس ابرو سے ذرا تیرنگہ کو چھوڑو عشق کہتا ہے کہ نہ نہر لہو کی جاری چشم بد میں دل بد خواہ میں مار لے امداد</p>
--	--

## غزل

<p>سچ ہے پیشانی کی دتی تہیں ٹھہر عبث ہو گئی جذبِ جھوٹ کی <sup>تو</sup> تیر عبث ایسے مہمان کی کیوں کر دروں محقر عبث کب سے نالہ مرا پالستہ زنجیر عبث کو کہن تیشہ سے کی کوہ کی تکسیر عبث یارو پانوں میں مرے پڑتی ہے زنجیر عبث</p>	<p>گرچہ ہر مارا بہت سب گئی تیر عبث قیمتِ اطمیٰ نے مری لا اسے در سے الطاف دل میں آئے غم دلبر تو رکھوں آنکھوں میں اُن کی زلفوں کے تصور میں ہے بیآہ و فغان ضرب اک مارنا خسر و کے دل سنگین پر مجھ سا دیوانہ بھی زنداں میں ٹھہرتا ہے کہیں</p>
--	--

## غزل

<p>اول قدم پہ جب کا یہاں سر قلم نہیں موجود کب وہ ہو ہے جو اول عدم نہیں مخمور تیرے در سے پر ایک ہم نہیں کیا تجھ کو پاس حرمتِ صیدِ حرم نہیں ورنہ طریق یار کا جو رو ستم نہیں گرمی مہر و ابر ساری سے کم نہیں غم ہے تو بس بیغم ہے کہ کچھ بھی تو غم نہیں روتا ہوں میں کہ ہائے مری چشم نم نہیں ورنہ یہ پھر معاملہ تا صبح دم نہیں</p>	<p>نام اُس کا دفتر عشق میں ہرگز رقم نہیں یہ مرگ زندگی وصالِ صنم نہیں ہے کون سا قیاس ترا جس پر کرم نہیں کڑا ہے تو کب تو دل کو جو میرے ذبح ہم پر جفا و جور جو کچھ ہے نصیب سے پھولانہ تجھ عشق مرا اور نہ چشمِ ودل غمگین ہمارے غم میں ہے عالم مگر ہمیں روتی ہے خلق میری خرابی کو دیکھ کر اے شمعِ جانِ صحبتِ پروانہ مہفتہم</p>
---	---

جو نقد جان پرستش دام و درم نہیں  
اس سے زیادہ کوئی جگہ محترم نہیں

منعم نہ کر غرور کہ بازارِ عشق میں  
امداد رکھ کے سرنہ اتحاد سے یار کے

## غزل

ملنا کہاں سے ہو کہ کہیں تم کہیں ہوں میں  
اقلیمِ عشق میں شہِ مستدلشیں ہوں میں  
باوصف ایسے قرب کے بس دور میں ہوں میں  
پھر ڈھونڈنا غضب سے کہیں کا کہیں ہوں میں  
سایہ کی طرح گرچہ جہاں تم وہیں ہوں میں  
آ جا نظر کہیں کہ دم واپس ہوں میں  
مُرت سے جو نپتہ ترا پاتا نہیں ہوں میں

عرش بریں پہ آپ ہیں زیریں ہوں میں  
گر تختِ حسن و ناز پہ ہیں آپ جلوہ گر  
مثیل نظر ہے آپ کا آنکھوں میں میرے گھر  
ہے بُودِ گل کی طرح سے مجھ تجھ میں ربطِ آہ  
اے دانے بے نصیبی کہ ملنا نہیں نصیب  
رہ تیری تکتے تکتے دم آنکھوں میں آ رہا  
دامِ بلا میں کس کے تو امداد جا پھنسا

## غزل

آفریں وہ ہم کو دیں اُن کو مبارک باد ہم  
ڈالتے ہیں اتنو قصرِ عشق کی جنبِ اد ہم  
پریمی ڈر ہے نہ پڑھائیں بدستِ باد ہم  
چھوٹ جاتے گرفتِ قص سے تیرے اے صیاد ہم  
ہو رہے ہیں اب تو گویا آسیائے باد ہم  
پھنس گئے پر سب بلاؤں سے ہوئے آزاد ہم  
فرج کو احسان تراما نینگے اے صیاد ہم  
گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ و فریاد ہم  
قل کریم کو تو نے قرباں ہوں اے جلاؤ ہم  
ہے رواں خود کیا کریں پھر جھکوانے فساد ہم  
ہو چکے ہیں اب تو کوئے یار میں آ باد ہم  
اور مہاں رکھتے ہیں جو فضلِ حق کچھ زاد ہم  
اپنے دشمن آپ میں پھر کس سے چاہیں داد ہم  
رکھتے ہیں سرِ باب میں اللہ سے امداد ہم

دلے کے دل دلدار کو جب ہو گئے آزاد ہم  
خانہِ مستی کہ ہے بس تنگ جڑ سے کھود کر  
خاک ہو کر اڑ پڑے ہیں اب تو کوئے یار میں  
ہیں وہ ہم صید ہوں پھر جا کے پھنستے دام میں  
چرخ میں ہیں جیسے کھائی عشق کی ہم نے ہوا  
مُرخِ دل اپنا جو اُس کے دام زلفوں میں پھنسا  
ہم تڑپنے سے چھٹینگے تو سہاری فکر سے  
بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں  
ہیں کفنِ بردوش سرِ برفِ نال کیا ہے پھر  
بالِ بال اپنا ہے نشترِ ہرہرینِ موسے لہو  
قصرِ جنت کا رہے تم کو مبارک واعظِ لہو  
زہد و تقویٰ اور عبادت کا سہارا ہے تمہیں  
آہ اپنے آپ کو کرتے ہیں بس خوار و تباہ  
ہم نہ شاعر ہیں نہ لہا ہیں نہ عالم ہیں دلے

اے خدا بخش اس زمین میں کچھ غزل اک اور تو | تاکہ جانیں شعر گوئی میں تجھے استاد ہم

## غزل

اپنے ہاتھوں سے ہوئے جاتے ہیں بس برباد ہم  
 آپ پر کرتے ہیں ظلم اور اپنے ہی منقاد ہم  
 باغِ عالم میں ہیں باآہِ نغاں آزاد ہم  
 داغِ دلِ گلشن ہے اپنا مرغِ دل ہے نالہ گر  
 عشق کے صحرا میں اپنا آپ کرتے ہیں شکار  
 ہو گئے جب محوِ دلبر عشق پھر کس کا رہا  
 قتل اپنے آپ کو کرتے ہیں بے نیغ و تبر  
 دے ہیں اپنے آپ کو فقر و ناکا ہم سبق  
 آپ ہی اچھے ہیں اور میں آپ ہی سب سے بُرے  
 بے نشان بے نام ہیں ویشاں میں اور میں نامور  
 علم اپنا جہل ہے اور جہل اپنا علم ہے  
 اپنے دشمن آپ میں اور آپ ہی ہیں اپنے دوست  
 کیوں نہ ہو گلِ خار میں ظلمات میں آپ حیات  
 ہے مہار ہم کو خزاں میں اور خزاں اندر بہار  
 شادی و غم اپنا محوِ لطف و قہر یار ہے  
 ہے برا بر ہم کو قہر و ہجر و لطف و وصل یار  
 ہم سے ہم پر آپ سے ظلم و ستم ورنہ بحق  
 میں نہ یہ شعر و غزل ہے اپنی مجذوبانہ بڑ  
 ڈر ہے کیا فوجِ گندہ سے ہے خدا بخش اپنا نام

یا الٰہی کس سے تجھ کو جاکریں فریاد ہم  
 آپ ہی مظلوم ہیں اور آپ ہی بیداد ہم  
 آپ ہم قمری ہیں اور میں آپ ہی شمشاد ہم  
 آپ ہی ہم گل ہیں اور میں بلبلِ ناشاد ہم  
 آپ ہی ہم صید ہیں اور آپ ہی صیاد ہم  
 آپ ہی شیریں ہوئے اور آپ ہی فریاد ہم  
 آپ ہی مقتول ہیں اور آپ ہی جلا دہم  
 آپ ہی شاکر ہیں اور آپ ہی استاد ہم  
 الغرض جو کچھ ہیں پر میں جامعِ اضداد ہم  
 جو کہوسب کچھ میں پھر ناچیز بے بنیاد ہم  
 میں اسی دانش سے یار و صاحبِ ارشاد ہم  
 آپ کو کرتے ہیں ویراں تاکہ ہوں آباد ہم  
 ہو گئے آباد تر جتنے ہوئے برباد ہم  
 غم ہے شادی میں ہمیں اور غم میں ہیں شاد ہم  
 ہے مسادی ہم کو گریوں شاد یا ناشاد ہم  
 عاشقِ ذاتی ہیں ان کے ہر طرح منقاد ہم  
 یار کو کب جانتے ہیں ظالم و بیداد ہم  
 بڑ سنہیں عشان کو کرتے ہیں کچھ ارشاد ہم  
 اور تفسیر رکھتے ہیں البشر کی امداد ہم

## غزل

کہ یہ وہ درد ہے دل میں رہے دریاں جاں ہو کر  
 ذرا تو جلوں کو مہر جاؤ آنکھوں میں عیاں ہو کر  
 کہ عظمتِ اسمِ اعظم کو ملی آخر نہاں ہو کر

غمِ جاناں نہ لیں کیوں جان میں ہم شادیاں ہو کر  
 نہ ہو پورہ دل میں مرے پیارے نہاں ہو کر  
 نہ رکھیں کیوں تہ ہم پوشیدہ سترِ الفتِ جاناں



نہ کیوں ہو نغمہ بلکہ خاک میں سر سبز باراد  
 نکالیں بجز الفت سے درِ مطلوب وہ جن کے  
 اٹھایا بارغم تو نے دلا صد آفریں تجھ کو  
 ہمارے غم کے گھر میں خواب راحت آسکے ہو نہ کر  
 ادب بند نہاں ہے کیا ہوں کچھ کہہ نہیں سکتا  
 یہیں پردہ کب ہے لالہ و گلزار و گلشن کی  
 کہاں جادے کہ کر کے ترک جو گھر بار کو اپنے  
 کہاں جائے کسے ڈھونڈے نہ ہو جب کا کوئی بچہ جن  
 ترے قربان پیارے مت اٹھا امداد کو در سے  
 لے ہے گوہرِ مطلوب بحرِ عشق سے اُن کو

ہوئے ہم نامور ذیشان بے نام و نشاں ہو کر  
 نکل کر بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ دل ہو کر  
 لیا کوہِ گراں سر پر ضعیف و ناتواں ہو کر  
 کہ صورت اُن کی آنکھوں میں پھرے ہے پاسباں ہو کر  
 کہ دل کے دل میں رہ جاتے ہیں بس شور و فغاں ہو کر  
 دکھنا تا داغِ دل ہے سیرِ ہم کو بوستاں ہو کر  
 درِ جاناں پہ آبیٹھا سونقشِ آستاں ہو کر  
 پڑا ہو جب کہ آدر پر ترے بے خادماں ہو کر  
 مریضِ عشق تیرا آٹھاپے ناتواں ہو کر  
 کہ جن کے بہہ گیا آنکھوں سے دل اشکِ دل ہو کر

### غزل

صوفی نہ شیخ عام مستد نشین ہوں میں  
 عاقل ہوں یا دیوانہ ہوں مجوں ہوں یا سہوش  
 گناہ نام بے نشاں ہوں ذیشان ہوں نامور  
 ظاہر ہوں اور چھپا بھی ہوں آنکھوں میں جیسے نور  
 سر میں ہوائے ماہ ہے اے ناصح اس لئے  
 مت کر کوتاہی حسن سے محروم بہر حق  
 گرچہ ذلیل و خوار ہوں امداد ساد لے

بندہ ضعیف و عاصی بس کمتر ہیں ہوں میں  
 جو کچھ کہ ہوں پہ عاشق ماہ جیوں ہوں میں  
 سب کچھ ہوں اور جو چھپو تو کچھ بھی نہیں ہوں میں  
 عالم میں سیر کرتا ہوں خلوت گزیں ہوں میں  
 درِ در پھروں ہوں اور کبھی خانہ نشین ہوں میں  
 مسکین غریب و عاجز و اندوگ ہیں ہوں میں  
 انگِ تری خلق میں مثلِ نیکیں ہوں میں

### غزل

تپِ غم سے جو دیدہ تر میں ہوتا خشک پانا ہے  
 ہوا باز شوق اب گرم ہے وہ شمعِ رُس جا  
 نہ چاہوں کس لئے قاتل سے میں اپنی شہادت کو  
 نہ اپنی آہ سوزاں ہے دھواں سارا کیاں جاتا  
 میں لوہِ عشق پر تیرے ہوں گرچہ دفتر آرنی  
 ادب بند زباں ہے عرضِ مطلب میں مری ورنہ

تو بے آبی سے باغِ دل میں اک سوزِ نہانی ہے  
 کہ جان اپنی ہمیں اس آتشِ رُرد پر جلانی ہے  
 کہ واں آبِ دم شمشیر یاں تشنہ دہانی ہے  
 کہ پہنچانے کو کعبہ وصل تک مرکبِ دُخانی ہے  
 نہیں لاتا زباں پر کیونکہ خوفِ لسنِ تراتنی ہے  
 گرہ میں اپنے خامہ کی تشکایت کی کہانی ہے

ہمارے کارواں میں کب ہے جس قبل قتل ایل  
ہے آواز جس گویا جگانار ہنروں کا بس  
صدف کی جوں رہے گا منگو گھلا اسکا قیامت تک  
جو ہیں ہم صاف مشرف سمجھے ہے ہر قوم اپنا سا  
غزل اور اس زمیں میں پڑھ کے امداد الہی سے

کہ راہ کشف میں گمراہ دلیل طے لسانی ہے  
زباں کا گھولنا غارت گرسر نہانی ہے  
جہاں خامہ سے دائم مثل دربار فشانہ ہے  
کہ اپنے رنگ پر ہر طرف لیتا ہوا پانی ہے  
حلاوت بخش عالم کو تری شیریں زبانی ہے

## غزل

تپ سحر میں جی جلتا ہے جا آنکھوں سے پانی ہے  
حریف نفس کب ہو عقل جو سحر معانی ہے  
ہے اپنا لطف ہر نکتے میں سونگ شکر رکھنا  
ہے بے درووں سے اپنے درد کی کرنی دوا ایسی  
ہیں ہے کسر شال ہونا مفید بند عزت میں  
کل آسا صحیح پیری میں وہ بے حسرت کے خمیازے  
جو زرا آتش میں گم ہو جاتا تو خاکستر سے ملتا ہے  
لئے جاتا ہے کوثر سا تھو صحرائے قیامت میں  
ہمارے جرم سے چلیں ہر جہیں کیوں عفو ہو اس کا  
سکے ہے دیکھنا بادیدہ کثرت نور و حدت کو  
نہ کیوں ہونگا آئینہ کار ہر سوئے روشنی گہ  
عبت کھانڈے فکریں میں غم سخت انسان کیوں  
بڈاریں تہرے گردہ نہیں شکوہ ہمیں ان سے نکالیں  
بلا دیں ہر بانی سے بڈاریں کچھ نہیں شکوہ  
مثال جان و تن ہے کچھ میں اسمیں قرب چھوڑی  
نہ دوناشاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو تم

اجی دیکھو تو اس بارش میں کیا آتش فشانہ ہے  
کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہے  
حلاوت بخش تلخوں کو مری شیریں زبانی ہے  
کہ نوک خار پا کو نیش کتر دم سے اٹھانی ہے  
مثال اسم اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہے  
جو کھوتا خواب غفلت میں شب قدر جوانی ہے  
جوانی کا عمل پیری میں پیری میں جوانی ہے  
کہ جو اشک ندامت سے لئے آنکھوں میں پانی ہے  
کہ آئینہ کو بد صورت سے کب ہوتی گرانی ہے  
کہ حرف و جسم ہر اک شاہد روح و معانی ہے  
مجھ زشتی سے حاصل کیسے مفصود جانی ہے  
کہ تاب خور سے پتھر میں غدا لے لعل کافی ہے  
بلا دیں ہر سے اپنی تو ان کی مہربانی ہے  
ہمیں ان کی ہر صورت بجا مرضی کو لانی ہے  
ہیں کھتا ہے اے امداد کیا سر نہانی ہے  
اجی اے دل تمہیں کیا عادت ایذا رسانی ہے

## غزل

رخ سے کا کلی اٹھا دیا کسی نے عرش اور فرشتی سب کو پانہ سکیں ابرگیاں میں برز جن دکھا ہے نہ عالم میں وہ تو عالم میں شعلہ رخ دکھا کے اپنا ہمیں میں تو نام و نشاں مٹا بیٹھا شخص واحد ہے سیکڑوں میں نام	رات میں دن دکھا دیا کسی نے میرے دل میں سما دیا کسی نے روتے روتے ہنسا دیا کسی نے شورائیں کا چچا دیا کسی نے سر سے پانک جلا دیا کسی نے شہرہ میرا اڑا دیا کسی نے ایک کہ سو بنا دیا کسی نے جن پہلے دکھا کے الے امداد	لاکھ کو ایک ایک کو لاکھوں ڈنڈے ٹٹھنے لگے آپ کو کھویا منہ تو عاشق سے پھیرا تو نے اُسے نغمہ سردی سنا کے ہمیں عشق معشوق عاشق اک کہہ کر اول آنو عیاں نہاں ہو کر ہنستے ہنستے جو دم میں رونے لگی تجھ کو مجھوں بنا دیا کسی نے	کر کے ظاہر چھپا دیا کسی نے چھ کو اُس میں گما دیا کسی نے ہنستے ہنستے رولا دیا کسی نے مست و بیخود بنا دیا کسی نے سرو و صحت سچھا دیا کسی نے حرف شرکت مٹا دیا کسی نے شمع تجھ کو جلا دیا کسی نے
---	--	---	--

### غزلیات فارسی

الرحمہ بخود مستم لے بشیار میگروم چو دیدم رونے خوش را بہر جلے بہرنگے ز چہیت ہے بیخودان سید را بے تزلزل شراب شوق عالم را تو می طلعی و می خنچی	بیاطن شاہ کو نیم بظاہر خوار میگروم ایں در بحر و بر کو چہ بازار میگروم چو میں باہیں نہ آنم زہر زمان خوار میگروم مگر جو دم گرد خانہ خمار میگروم بیا تو زخرد کن دل امداد را روشن	مر را بطیبت جاہاں چو نور خود لغرض آں عجب بخود و بہر مستم کہ طرف ما جرای است چو شد منظور نقل من تغافل حیرت اتقال مر انا فخر خود اشد نصیحت با صحابہ گز کہ عکس نور ہے کیغم ہے انوار میگروم	بصورت زو جہاں گز بسایہ دار میگروم کہ دلدار لے بہر وارم ہے دلدار میگروم کہ سر بر کف کفن بردوش گزوار میگروم کہ سوو الیش بسوارم نہیں سیکار میگروم
--	---	---	---

### جواب خط شاہ سید علی احمد صاحب تخلص صل علی احمد انبیطھوی

چو آمد ساقے مشکل کشا دشوار کار من صبا آدر دچوں بوئے گل وصل نگار من بجد اللہ چہ راحت یافت جان بقیار من خبر آمد خط آمد قاصد آمد ہم پیام آمد باہیں شکر انہ بردیدہ نہادم پلے قاصد را چو میں منظور جذب اشتیاقم در جناب تو ایں از مدت بر آمد آرزوی جان و دل یعنی بدے ذوق حیات من بسا تلخ از غم سہراں بدیدہ گریہ لب نالاں بجانم سوز تن لوزاں بعین گریہ من خنداں و سہم در خندہ من گریاں گئے گریاں و گریہ خنداں گئے حیراں گئے الاں	بیک جبرے زے بکشو و عقد ولفکار من بر آمد بر ہوائے شوق این مشت خبار من کہ آمد ناگہاں نامہ ز کوئے شہر یار من ولم حیراں کہ باشند بر کداحی جاں نثار من کہ از نامہ منور کرد چشم انتظار من بجرم دوستان گوئید و بس عز و وقار من سحر گردید از نہر فطرت شہانے تار من خوشا این طالع شیریں کہ گشتے نغمہ گسار من ہمیں تسکین دل بودے ہمیں صبر و قرار من ہمارا اندر خزاں بود و خزاں اندر سہار من بجز این شغل یک لخطہ بنودے روزگار من
---	---

غرض جز ذکر و فکر تو نبودے پیسج کارِ من  
 یکایک رفت غمہائے دل اندوہ گارِ من  
 کہ از یک جزعہ زان مے بود کل رنج و خمارِ من  
 با حسا نیکہ یاد م کردائے پروردگارِ من  
 بماند در ولت یادِ دل امیدوارِ من  
 رسد اے کاش جائے نامہ آن نامی نگارِ من

نہیں گدو بیان شوق وصل و شکوہ سبجراں  
 کہ آمد نامہ خوش ناگہاں صل علی احمد  
 ادائے شکر آن ساقی نہ گدو از زبان و دل  
 بیاد خود نگہدارش ز مشغولی غیبِ حرق  
 ز لطف چشم آن دارم کہ دایم بچنین جاری  
 کتم تخریر اے انداز تا کے شوق وصل او

### عزل شوقیہ ارکان حج

رفتم چون بیکم ہوں کوئے تو گروم	دیدم رخ کعبہ دگر روئے تو گروم	مخواب حرم گرجہ بہ پیش نظر شد	من سجدوئے در حرم اہر وئے تو گروم
چوں حلقہ در بصد عجز گزفتم	دگر زبانی سلسلہ گیسو تو گروم	سر میدہ عالم پے بوسہ حجر اسود	من میل خجال سبہ بندوئے تو گروم
در سعی طواف و حج بچشم بقاے	ہر مت متنازعے نیکوئے تو گروم	لبیک و دعا خوان تمہ مخلوق بعرفا	چوں قبلہ نما من دل خود سوئے تو گروم
در عصر عرفات بپا خشر نمودم	چوں یاد من آن قلمت دلجوئے تو گروم	قربانی حیوان بتی میکند عالم	قربان سر خود من بسر وئے تو گروم

### عرضی عبداللہ مسکین در مدح شریف عبد اللہ بن عون بصنعت تو پیش

شاد باش اے شاہ اقلیم عرب	رحمت حق بر تو باد روز و شب	یا ایہی دار سایش را در انر	فیض بخش بر سر اہل حجاز
عون حق تاں بود لے ابن عون	باد خوش از تو غدا لے ہر دو کون	دوست خوش دشمنت بر باد باد	اہل حرمین از تو سہ دل شاد باد
لنگر انعامت اے شاہ کرم	سہنت جاری و ائما بر ہر امم	ای دعا گویم ز خوان عام تو	بود نعمت خوار از انعام تو
نیست تو تش شد کنوں محتاج سخت	عین رحمت بر کشا اے نیک بخت	در دما کن جاری وہ لقمہ مرا	نعمت داریں بخشند حق ترا
	نام حمدت چو خوار ی اے امیر	حرف اول از سر ہر مصرع گیر	

### شجرہ قادر یہ فیصیہ منظومہ

### بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمامی حمد اے محبوب مطلق	بذات تو سزاوار ست دلائق	پس از حمد و ثنا صلوات بچید	بدر گاہ تو بندہ عرض وارد
خداوند بحق ذات پاکت	پذیرا کن مناجاتم بر رحمت	خداوند بحق شاہ لولاک	مرا کن از غم دنیا و دین پاک
باتکہ اسمہ احمد محمد	امام انبیا سلطان سزید	عطا فرما طریقت با شریعت	دلہ روشن کن از نور حقیقت
بحق مرتضی شاہ ولایت	خداوند ناما را ہر بیت	بحق شیخ حسن بصری الہی	ز سر خوش کن آگہ کما ہی

بجی شیخ حبیب عجمی شہ دیں	دُعا بالفصلِ خویش گزین	بجی حضرت داؤد طائی	مرا از قید استی وہ رہائی
بجی خواجہ معروف کرخی	مرا محفوظ دارا ز شہر چترخی	خداوند بجی سری سقطلی	شبا تم وہ براہ نیک بجی
بجی شہ جنید گیل شیخ بغداد	ز قید دوجہاں مارا کن آزاد	بجی خواجہ بو بکر شبلی	بکن بر عاشقانِ خور تجلی
بجی معبود واحد بو الفضل شاہ	خداوند کن از اسرار آگاہ	بجی بو الفرج آن شاہ طوطا	بکن بازار رحمت خویش یا بوس
بجی بو الحسن ہنکاری با حق	بہ تیغ عشقِ خود کن سینہ ام شت	بجی بو سعید آن شاہ بو الخیر	بکن جو از دل من الفتِ غیر
خداوند بجی شاہ جیلان	محمی الدینِ غوثِ قطبِ دوراں	بکن خالی مرا از ہر تیا لے	ولیکن آنکہ زو پیدا ست حالے
بتاج الدین شاہ عبد رزاق	بدہ چالا کیم در راہ عشاق	بجی شاہ زین الدین دالا	مزین کن مرا از دین و تقویٰ
بجی شیخ سبحی زاہر حق	مشرق ساز از دیدارِ مطلق	خداوند بجی شاہ موسیٰ	بہ نام برورت دلم جہیں سا
پاں عبدالوہابِ بحر ثنائی	مرا کن عزق در موجِ معانی	بجی عبدالقادر راسی الہسا	بہ ملک معرفت کن شاد مارا
بجی احمد قدسی عاقل	نشان ماسوا نگہ در ردل	بجی شاہ مولاناے مغرب	بگرداں مدقم در خاکِ یغرب
بجی شاہ عبدالحق عالی	دلہم را کن ز حُبِّ غیر خالی	خداوند بجی شاہ الیاس	پناہ خواہم تو از سرِ خناس
بجی حضرت قمیص الاعظم	بکر یہ چشم را وہ عشقِ باہم	بجی بو محمد شاہ محمد	عطا فرما مرا عرفان بے حد
بجی شاہ محمد غوث ثنائی	مدوہ در دوغم دسوز نہانی	بجی شاہ عبدالحق کامل	جمال خویش چہ تم ساز شامل
بجی شاہ سید عبد رزاق	بوصلِ خویش مارا در مشتاق	خداوند بجی رحم علی شاہ	با سر را لگنی ساز آگاہ
بشیخ عبد الرحیم آن شاہ شہدا	شہیدیم کن بہ تیغِ عشقِ شایا	بجی حضرت نور محمد	متور کن دلم از نور بجد
خداوند بجی جملہ پیراں	مرا ہم دظرفی شایاں بمریاں	بجی آل وازواج و صحاب	بجملہ اولیا ابدال و اقاب
بغوث و فرود و ابرو باد تار	بشقاق و لعباد و بز ہاد	ز دستِ نفس کا فر کیشِ خو خوار	آلہ العالمین مارا نگہ مدار
بخود مشغول دارا اندر حیاتم	اگر میرم بدہ یاربِ نجاتم	بھصیاں بیشوم بر باد اللہ	بیا و جلد کن املا اللہ
خداوند بایں پیراں عظام	بو وقت مرگ کن بالآخر انجام	ہر آن شخصے کہ این شجرہ بخوندار	مرا ہم از دعائے یاد آرد

رہائے

ہے بُرا اچھا جو سمجھے آپ کو	اور بالاسب پہ کھینچے آپ کو
مردم دیدہ سے سیکھ امداد تو	سب کو دیکھے اور نہ دیکھے آپ کو

عیدی

عید گاہ ماغز پیاں کوئے تو	انبساطِ عید دین روئے تو
صد بلالِ عید قرپانت کنم	اے بلالِ عید ما بردے تو

# رسالة در بیان وحدۃ الوجود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از فقیر حقیر امیر آدالته فاروقی چشتی صابری عفا الله تعالی عنه  
 بعد حمد و صلوة و انیات و بتقدیم سلام و تحیات مؤدت سمات بخدمت مکرم و معظم درویشاں و قدره  
 ایشاں حقایق آگاہی معارف و سنگاهی جناب مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چشتی صابری زاد الله تعالی مجده  
 مبرین و مکشوف باو معاوضه سانی بمضمون عجیب با اشارات غریب موصول شده ممنون یاد آور بهیافرمود  
 بلحاظ هم مشربی و هم طریقی در باره مسئله وحدۃ الوجود ماینتعلق بهاستدراکی شده است و بطلب جوابش  
 مبالغه رفتہ محذوم و ما فقیر این لیاقت کجادر و خود را در زمره عارفین حقایق شناس کجائی شمارد که منتصدی  
 چنین امر خطیره گردد. اما از آنجا که جناب بکمال جوشش و کوشش جواب طلب فرموده اند و سپاهیا گفته فرستاده  
 لاعلاج امتثالاً للامر تلم برداشت و هر چه حق است در فهم رسید از طب و یابیس نگاشت و الله الموفق والمعین  
 رجائی بدارم که اگر سبوی و خطای و یا بند پوشند بلکه باصلاح آن کوشند که منت خواهد بود. چرا که فقیر بیچمدان  
 راجز منصب ترجمانی بیسج نیست.

## آغاز

فقره ما خود مکتوب بطریق انتخاب مضامین آن سوال اول مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم معتقدان  
 وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود را للمحد و زندیق میگفتند مرید و شاگردشان مولوی احمد حسن صاحب نیز همچنان  
 میگویند و اقوال ضیاء القلوب را ما اول میدانند تاویل وان آن جز خود دیگر لے رانمی شمارند و مولوی رشید  
 احمد مولوی نور یعقوب صاحب نیز هم برین مسلک بوده اند با وجود آنکه اجازت از تو گرفته اند و مشرب اهل چشت میدارند  
 خلاف مشائخ چشت سخنان می گویند

## جواب

نکته شناسا مسئله وحدۃ الوجود حقی و صحیح است در این مسئله شک و شبه نیست معتقد فقیر و همه مشائخ

فرد معتقد که با نیکو یا غیر نیکیت کرده و تعلق میداردند پس است موقوف بر تقدیم صاحب موم و موقوف بر تقدیم صاحب صاحب و موقوف بر تقدیم صاحب و غیر هم از طرفین این فقیر را در تعلق با غیر میدارند  
 بیچگاه خلاف اعتقادات فقیر و خلاف مشرب مشایخ طریق خود مسلکی نخواستند پذیرفت مگر با تمنا و کیفیت است قلبی که تدریجاً راز  
 کمال علم و یقین صدق برامری در دل مستحکم گردید و این را در عرف شرع شریف تصدیق قلبی کافی است این مسئله وحدۃ الوجود  
 چنان نیست بلکه در نیخانه تصدیق قلبی و یقین و اکت لسان واجب است چرا که اسلام شری تعلق با خدا و با خلق میدارد  
 اسلام حقیقی محض تعلق با خدا دارد آنجا تصدیق با قرار ضرورت است اینجا تعلق تصدیق باید - سوره آل در استفسار  
 این مسئله فائده همین که اسباب ثبوت این مسئله بسیار نازک و نهایت دقیق فهم عوام بلکه فهم علماء ظاهر که از اصطلاح عرفا  
 عاری اند قوت درک آن نمی دارد و چه علماء بلکه صوفیا نیکه هنوز سلوک خود تمام نکرده باشند و از مقام نفس گذشته بجز تلب قلب  
 نارسیده از این مسئله ضروری یابند و از کفر نفس و تزلزل و لغزش پا در پناه اباست و قروضات سرنگونی می افتند بلکه گروه با  
 افتاده اند کما شهدنا همد لغو ذبا لله صحت ذلک جنابیم نیکو میدارند که این مسئله خاصیت عجیب می دارد  
 بعضی را هادی و بعضی را مضل بر چند نعمت خوشگوار است اصحاب از ان لذت حلاوت حاصل مرضی را تلخ و ناگوار و در حق  
 شان اذیت قاتل برای همین فرموده صَوَّاحُ اسْوَادُ الرَّبُّوبِيَّةِ فَتَقْوُ كَفْرُ اسْتِثَارِ اَنْ لَازِمِ افْتِشَاءِ اَنْ نَاجِزِ اَوَّلِ  
 (۲) کیسه در این مسئله غرض فرمود شیخ می الدین ابن عربی است قدس سره اجتهاد او در این مسئله و اثبات آن بهر اهل و اصحاب  
 گردن جمیع مصلدان تا قیام قیامت منت نهاد لطف اینجا است که شیخ الشیوخ شهاب الدین عمر سهروردی قدس الله  
 سره همه و هم بلد او مردمان حال شیخ ابرار و پرسیدند گفت نهو زندیق مردمان از صحبت او احترام می کردند چون وفات  
 یافت از شیخ الشیوخ مال آخرت او پرسیدند فرمود صحت قطب الوقت صحت کلمات دینی الله سیمه مردمان تعجب  
 کردند پرسیدند که چرا او را زندیق گفته ما را از استفاده محروم داشتی گفت او ولی واصل بحق بود اما مجذبه قوی  
 داشت هر چند مقرب بارگاه بود لکن قابل اتباع نبود و در زمان اخیر مجذوب شده بود زبان او در افشای  
 اسرار بے اختیار شده اگر شما در صحبت او میرسید گمراه می شدید چرا که از غلبه حال سخنان که می گفت در فهم  
 شما نمی آمد و عوام را زبایان دارد اگر دانید بر شما منت نهادم پس اینجا غور باید فرموده که مردمان را چه می رسد  
 که با کسی او تا کسی با زار مسئله وحدۃ الوجود گم داریم و عوام را که جزوی از ایمان تقلیدی میدارند از ان هم بی نصیب  
 سازیم در اینجا گفتگو حاصل است وقت خود اعتقاد عوام ضایع کردن است معارف آگاه با برکت همین احتیاط  
 احباب فقیر مثل فقیر زبان از این قبیل و قال بیه میدارند و احتراز میکنند سائلان را اشارت بتفاوت می نمایند  
 تا انکار آن مسئله نگردد بسیار مردم بدنتا و پزیر این مسئله سریشینی برداشته بلبهای آرایند خود گمراه شده گروه مسلمانان را  
 گمراه می سازند چنانچه مشا به می افتد پس از این قبیل و قال چه فائده اگر بسیار مردمان را بطلب حق و ترک تعلق و دنیا داری

اوشرت ذکرو فکر محریص باید فرمود و در آن باید کوشید چون ازین سلوک تزکیہ نفس و تصفیہ قلب حاصل گردید خود ضرورت آن قسم مراقبہ کہ در ضیاء القلوب مرقوم شدہ پیش می آید خدا خود در پیری میکند و **الذین جاہدوا فینا لنھم فیتھم** و مسبکنا عرض از ہدایت کردن سبیل تجلی ذاتی است بر قلب سالک تا حقیقت مسئلہ وحدۃ الوجود منکشف گردد۔ این را رفتی ست گفتنی نیست از گفتن تا دانستن تا دیدن و شدن فرق بسیار است خدا لے تعالیٰ ما واجباً ما را شما واجباً شمارد این راہ از ذلت پانگہ دارد۔ پیرو شیخ اکبر حضرت جانی قدس اللہ سرہ **الانی** میگوید **قطعاً** از ساحت دل غبار کثرت رفتن بہ خوشتر کہ بہرہ حر و حرمت سفینہ معرور سخن مشکوکہ توحید فی الواقع واحد دیدن بود نہ واحد گفتن۔ اگر از راہ انصاف نگذاریم و بتعمق نظر حقیقت این مسئلہ نگوییم جز حیرت و حیرت برون فنا در فنا پنج بدست نمی آید چه خاک گوئیم کہ چنین است و چنان است ع آں سوخته را جان شود آواز نیامد تا طغی و تشویر و ج این امر و وجودانی لال است مثل نایبائی مادر از کہ در خواب رنگها و چیز ہائے عجیب می بلیند با مردمان چه توان گفت کہ چنین بود یا چنان بود چرا کہ در محسوسات چیز ہے ندیدہ است کہ بدان مشابہ کند و نہانند اگر احیاناً گوید و نہاند واقعی نگفتہ باشد واللہ اعلم بحقیقتہ الحال۔

## فقہرہ دو بطریق انتخاب از مضامین مکتوب

(۳)

مسوأل ۲۔ حالانکہ در ضیاء القلوب بوزنش لا موجود الا اللہ و مراقبہ ہمہ اوست بتصریح تاکید است و ہم در مراقبہ ہمہ اوست ملا خطہ معنی لازم گفتہ پس این مراقبہ بلا لحاظ عینیت و اتحاد صورت بند و نیز جائے دیگر ضیاء القلوب درج است تا وقتیکہ فرق در ظاہر و مظهر پیش نظر سالک است بویے شرک باقی است ازین مضمون معلوم شد کہ در عابد و معبود فرق کردن شرک است۔ جو اب ۲۔ شک نیست کہ فیض از ہمہ ضیاء القلوب نوشتہ است اگر گویند کہ ہر چه گفتہ نمی شود چگونہ نوشتہ شد گوئیم اکابر دین مکشوفات خود را بہ تمثیلات محسوسات تعبیری کنند تا طالب صادق را نہاند نہ آنکہ کانہ گفتہ باشند مثلاً اگر نایبند خواب ماری بیند و در بیان آن عاجز آید گوید کہ مثل ساعد من بود و در آن حال بدست ادا اگر سن دہند و گویند کہ آہ چنین بود گوید ہاں چنین بود اینست تفہیم یہ تمثیلات ازین قبیل است تحریرات پیشینان برای آگاہی پس آید کان تا افاحہ برقرار ماند و وقت حاجت رفع مشکوک گردد و اسرار یکہ سینہ بسینہ می آمد و الی القلم کردن مناسب دانستند در راہ حقیقت کشارہ دانستند و گفتند ما آن کسانیم کہ ماہل را در کتاب ما نظر کردن حرام است حقیقت حال نیست فقیر ہم بتقلید ایشان قول ایشان را ترجمانی کردہ است با وجود آنچنان استفسار می فرمانید و انکشاف چگونگی آن می خواہند اعلیٰ اجاً امتثالاً لامر بلیدی ایضاح آن ضروری افتاد ناخاطر نشین آن حقایق شناس گردد و اطمینان دست در ارتد و نہانید اختصارش اینکہ از بیان سابق مبرین گردید کہ در اصل مسئلہ مذکور حق و بالیقین است صدق



آں نگاہ معلوم کرد کہ طالب از غفلت و در غیبا و غمارت استغراق و ترک محضات مابہ از خودی خود دور شود چون از خیالی خود گذشت و صبح شمس در نظر او در خیالی از زمانہ ہستی حق میباید کند و تفکیک از نظر سالک تصدیقات و سستی بر سوا مرتفع کرد و بدین طریق نہ بنید و بجز کرد و بدینک شعور این معنی ہم مرتفع شود ہر چه بدینکہ خدا بنید ہر سہو و غفلت چہ معنی انا گوید

این مرتبہ را فنا در فنا گویند این گفتہا را فی نیاید تمہید بلکہ نافی میگویند مولانا قدس سرہ است

فی کہ ہر دم نغمہ آرائی می کند؛ فی الحقیقت از دم نانی کند؛ بے فنائی خویش بے جذب قوی؛ یکی حکیم وصل را محرم شوی

ایضاً عارفی گفتہ تو میباش اصل کمال نیست و پس کہ تو در آن گم شود وصل نیست و پس از این وقت خود خبر دار سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم لے معنی اللہ دقت لا یستغنی فیہ ملام مقویہ و لا فی صریح و از خواص امت وی گفت باید بسطاطی سبحانی ما اعظم شنانی منصور حلاج انا الحقی این ہمہ از این ہمہ باب است

با وجود این ہمہ غریب اعتباری کہ اصطلاحی است از میان بعد در مرتفع نہ شد ہر چند در حالت فنائی شعور در نظر سالک نماندہ باشد زیرا کہ چون از بے شعور بے باز شعور درآمد و انت کہ من از خود بجز شدہ بود مثل آن آہن یارہ کہ در آتش سرخ شدہ لغو زد کہ من آتشم انکار این قول دے کردہ نمی شود و اما واقعی آتش نشدہ است این حالتی است

پس پارہ آہنی عارض شدہ و گر نہ آہن آہن است آتش آتش این است حکما و حقیقت وحدۃ الوجود در اینجا کیفیت عینیت و غیریت اندکہ و استن از واجبات است تا آنکہ از این آگاہی نہ باشد کیفیت وحدۃ الوجود مفہوم نگردد

و رزش مراقبہ ہمہ اوست و ملاحظہ عینیت صورت نمی بندد کسانیکہ بجز تخصص در مسئلہ وحدۃ الوجود در زندقہ افتادہ اند از نا و استن مسئلہ عینیت و غیریت بودہ است ہر کہ اول پیش و امریہ تحقیق دانست و استن ہمہ

مسائل براد آسان گردد اگر چہ تحقیق این مسئلہ عینیت و غیریت متعلق است بدانستن نزالت ستہ آفاقہ باطنات آن ہمہ پر داختن نمی تواند مختصری نگار دوان انیکہ در عبد و رب عینیت و غیریت دہر و ثابت و مستحق است آن بوجہی

و این بوجہی اگر در بادی النظر اجتماع ضدین و شخص واحد محال بینماید الضدان کا یجتمعا کون صحیح است اما این دو ضد لغوی است ضد اصطلاحی جمع میشود برای ہمین است کہ تحقیقین را جامع الاضداد می گویند کہ اصطلاح صوفیان

دیگری باشد مثل آنکہ نور و ظلمت ضد لغوی است این ضد در یکپا در یک وقت جمع نمیشود زیرا کہ معنی این دو لفظ

بر وضع خود قائم است اگر بروضع خود قائم نباشد اجماع آن جائز است مثل آن سایہ را اگر ظلمت گویند مجازاً

از روئے استعارہ میتواند شد و این سایہ را کہ ظلمت نام نہادہ شد بانور در یک جا و در یک وقت جمع میشود

زیرا کہ سایہ ظلمت اصطلاحی بود پس از بی تمہید معلوم شد کہ در عبد و رب عینیت حقیقی لغوی نیست و ہم

غیرت حقیقی لغوی نیست اجتماع این ہر دو ضد روشنی واحد محال است کہ پس ضد کہ در علم معقولات ممنوع واقع شدہ

آن بمعنی لغوی است نہ اصطلاحی این قوم تحقیقین از بنہجت جامع الاضداد اند کہ دو ضد را جمع نمی کنند آن دو ضد

بمعنی لغوی نیست زیرا که اجتماع صدیق لغوی نزد ایشان هم محال و لاجرم درست بمثال دیگر نفهمیم اینکه اگر شخصی کرد اگر کرد  
 خود آئینه با گذارد دور هر آینه بذات خود و صفات خود و کانه نمودار شود نموداری صفات آنست که هر حرکت و سکون  
 و هر هیات نشادمانی و نمکینی و خنده و گریه شخص در عکس هویدا میشود و از جهت شخص عین عکس است عینیت حقیقی اصطلاحی  
 است اگر لغوی بودی هر کیفیت که بر عکس گذرد بر شخص گذشتن واجب گشتی چرا که عکس در برابر آئینه است این کثرت در وحدت  
 شخص فرقی نمی آرد اگر بر آئینه و بر عکس سنگ زنند یا نجاستی اندازند شخص از آن متضرر و نجس نمیشود و مجال خود است و ازین  
 نقصانات منزله و مبراست ازین در غیریت حقیقی اصطلاحی به ثبوت میرسد پس در شخص و عکس عینیت و غیریت هر دو مستحق  
 شد بدانکه در عید و رب عینیت حقیقی لغوی هر که اعتقاد دارد و غیریت بجمع وجه انکار کند ملحد و زندیق است ازین عقیده در عابد  
 و معبود و ساجد مسجود و بیگانه فرقی نمی ماند این غیر واقع است نعوذ باللّٰه من ذلك اگر محض غیریت حقیقی لغوی در خالق  
 و مخلوق اعتبار کنند و هیچ نسبت و تعلق عینیت در عید و رب جز نسبت خالق و مخلوقی ثابت نماند مثل نسبت کلال  
 با ظروف اگر کلال بی ظروف ساخته او بجائے خود ماند این بسبب غیریت لغوی است در ظروف و کلال این تم غیریت در  
 عید و رب باقی نیست بدین غیریت که قائل اند علماء ظاهر و متکلمین اند غافل از اصطلاح موحیدین شده حتی ترسند که عید  
 و رب یک میشوند نمیدانند که موجب اصطلاح محققین و عکس و شخص با وجود ثبوت هر دو جهت گایه این آن نشود آن  
 این نگردد عکس عکس است شخص شخص عکس مخلوق و حادث و ناقص است و شخص قدیم و باقی و کامل پس اینست حقیقت این مقدمه  
 بیت جامی: هر مرتبه از وجود حکمی وارد بر حفظ مراتب یعنی زندگی و بمصداق مزج البحرین یلتقیان بینهما بزرخ لایبغیان  
 همین بحرین حدوث و قدم است نیز اینجا یک تمثیل لطیف یاد آید یعنی بنده قبل وجود خود باطن خدا بود خدا ظاهر بنده گشت  
 کمتر احمقیا برین معنی گواه است حقایق کونیه که نتایج علم الهی اند در ذات مطلق مندرج و مخفی بودند و ذات بر خود ظاهر بود چون  
 ذات خود است که ظهور خود بر نوح دیگر شود اعیان و بلباس قابلیات شان بجلوه تجلی خود ظاهر فرمود خود از شدت ظهور خود  
 از چشم بصیر ایشان مخفی گردید مثل تخم که شجر با تمام شاخ و برگ و گل و ثمر در آن پوشیده بود گویا تخم بالفعل بود و شجر بالقوه  
 چون تخم باطن خود را ظاهر نمود وجود خود پنهان گردید هر که بیند شجر می بیند تخم بنظر نمی آید اگر بغور بینی تخم بلباس  
 شجر ظهور فرموده تخم بالقوه شد شجر بالفعل شد هر چند از وجهی تخم و شجر یک است جدائی نیست عینیت یافته  
 می شود اما دلایل غیریت و جدائی نیز در و پیدا واقعی است حفظ مراتب ضرورت زیرا که صورت و شکل  
 تاثیر و خواص تخم دیگر و اجزائے شجر دیگر است و جهات غیریت هم کثیر است هر صاحب فطانت انکار آن نخواهد کرد  
 از روی عینیت تخم و شجر اگر چه واحد است این وحدت اعتباری و اصطلاحی است در اینجا اول است نه اتحاد معنی  
 بالفعل و بالقوه شرکت دارد پس هر چه بالفعل بود بالقوه شده و آنچه بالقوه بود بالفعل گردید قهه من قهه جلاله  
 حکمته و عظمت نشانه است تراز دست بگویم حکایتی بے پوست پند از دست اگر نیک بنگری همه اوست

فائدہ - چون نسبت وجہت و عبودیت ثابت و متحقق گردید لازم آمد کہ برای اوج از مرتبہ بہت تریں نزل و حصول  
 و قرب و وصال و رسیدن بدرجہ عبودیت حقیقی کار ہاضور افتاد آن مجاہدہ و مراقبہ است و مَا خَلَعْتُ الْجَنَّةَ  
 وَالْأَنْسِ إِلَّا لِيُعْبُدُونِ عبادت کردن اعمی عبد شدن است و تحقیقت عبد اللہ حقیقی خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ  
 صلی اللہ علیہ وسلم است عبد شدن دشوار است تا از دم الوہیت خود تمانا و کمالاً بگذر و بدین مرتبہ نرسد بنا بران  
 مجاہدہ در ریاضیات و ترک تعلق دنیا و حصص نفس و ترک توہم باسوا واجب گردید تا ذکر فکر بدرستی و راستی بظہور  
 رسد چون اول بمصقلہ ذکر نفس مطیع و قلب صافی شود ذوق و شوق و بترقی آرد دل از خطرات بایسند وقت مراقبہ  
 لا موجود الا اللہ در آمد چون درین مراقبہ از مہمہ اوست اغماض نظر کردہ مہمہ اوست را پیش نظر دارد دریں  
 استغراق فیض باطنی و جذبہ غیبی مدد میفرماید از ہر چه جزا دست بے خبر گردد شعور این نبی خرمی ہم نمی ماند بنید ہر چه بیند  
 داند ہر چه داند گوید ہر چه گوید معذور است - اینست وحدۃ الوجود و وحدۃ الوجود مثل آہن پارہ کہ در آتش رنگ آتش  
 گرفتہ لغوہ انا النار و آنکہ بانقلاب حقیقت آتش شدہ این از حال تعلق دارد نہ از قال مقام غور است اعمی در  
 حالیکہ آہن پارہ خود را حوالہ آتش کردہ از خیال آہن پارگی خود گذشتہ منتظر آست کہ آتش بر خود مستولی گردد  
 و رنگ خود بخشد درین تصور اگر خیال دیگر گذرد در حق دے شرک است کہ مانع مقصود و قاطع الطریق اوست  
 اینست معنی آنکہ در ضیاء القلوب بملاحظہ سانی در آمدہ کہ در مراقبہ و مہمہ اوست تا و تنبیکہ فرق در ظاہر و مظهر پیش نظر سالک  
 است بوی شرک باقی است وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْعِلْمِ اَنَا اِلٰهًا اَعْلَمْتُنَا اِگرانی قدر از فقیر بے جہا با طول سانی کرد چہ کند کہ  
 بدون آل سخن تمام نمی شود ہر چند ازین تحریر خود نام می شوم اما شادم کہ بہر تقدیر جواب رقا تم متعددہ جناب ادا  
 گردید اگر بسند خاطر و منظور والا گردد بندہ ضعیف را بد عای خیر خاتمہ یاد دارند ورنہ باز فقیر را نیاز از ارنو اسلام  
 وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

دریں مشہد بگویائی مزین دم سخن را ختم کن واللہ اعلم  
 محررہ ۲۱ - ذی الحجہ ۱۳۹۹ در مقام خیر البلاکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا و تعظیمہا

سَمِيحِي

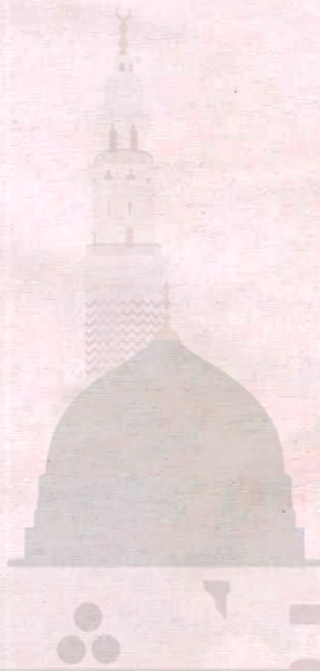
نور مختصر احوال وصال عاشق ذوالجلال والجمال حضرت حاجی امداد اللہ

حضرت حاجی صاحب کی کچھ عمر زائدہ تھی کل چوراسی سال تین مہینے بیس روز کا سن شریف تھا مگر کچھ خلقتہ  
 ضعیف خفیف اللحم تھے اس پر مجاہدات و ریاضات و تقلیل طعام و منام پھر بجوم خواص و عوام اور  
 سب سے بطور کر عشق حسن ازلی جو استخوان تک کو گھلا دینا سے ان اسباب سے آخر میں اس قدر

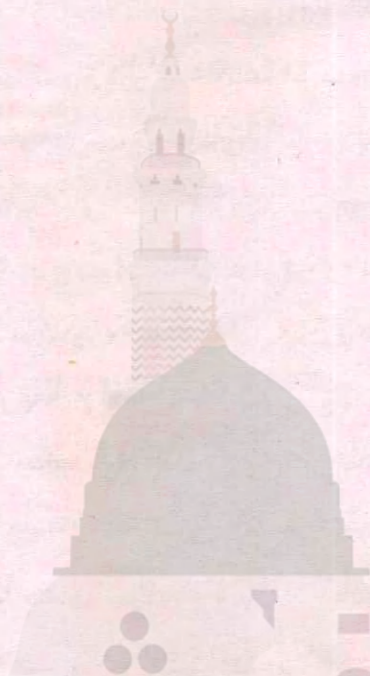
ضعیف ہو گئے تھے کہ کروٹ بدلنا دشوار تھا کھانا پینا بار تھا مگر دل عشق منزل ہر وقت نشہ نقا میں سرشار تھا اسی میں اسہال شروع ہو گیا مگر نظافت و لطافت و استقلال و استقامت و شفقت بحال و تربیت طالبان خدا میں ذرہ برابر فرق نہ آیا تھا آخر کار ضعف زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ بارہ یا تیرہ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۵ھ روز چہار شنبہ وقت اذان صبح اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور جنت المعلیٰ و مقبرہ اہل مکہ میں ہم پہلو مولانا رحمت اللہ صاحبؒ نہا مگر کے رکھے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واقعہ یہ ہے کہ ایسا شخص کامل مکمل کسی نے کم و دیکھا ہوگا۔ اللهم ارفع درجۃ فی اعلیٰ علیین واخلفہ فی عقبہ فی الغابریں اللهم لاتحرمنا اجرہ ولا تقربنا بعدا آمین یارب العالمین۔ حقیق نے ایک مختصر مادہ تاریخیہ کہا ہے حئی وکل الخلد کہ قول اولیا اللہ لاموتوں سے مستنبط ہے۔ حضرت صاحب کے ایک خلیقہ عالم رویا میں مشرف بہ زیارت ہوئے اس طرح کہ کوئی مقام نہایت بلند مثل ٹیلہ کے ہے اس پر ایک سفید خیمہ کھڑا ہے جس میں حضرت رضی اللہ عنہ رونق افروز ہیں اور خطاب کر کے فرماتے ہیں۔

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی : نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

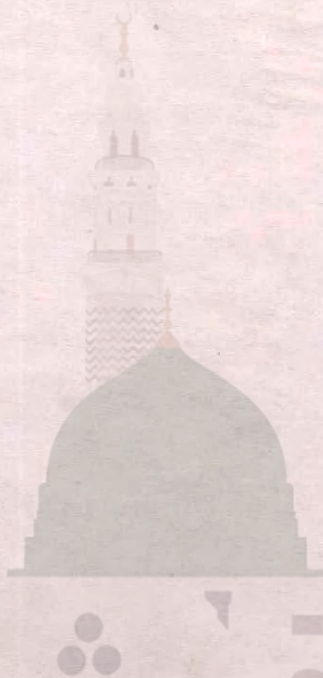
سبحان اللہ اس خواب میں حضرت رضی اللہ عنہ کے علو مقام و قرب نام پر کئی وجہ سے دلالت ہے اول مقام کا بلند ہونا کہ مطابقی آیہ و رفعاہ مکانا علیاً و حدیث کشیان مسک کے رفعت مرتبہ کی طرف اشارہ ہے دوم خیمہ میں ہونا جو حسب آیتہ مقصود رات فی الخیمام نعیم جنت ہے ہے سوم خیمہ کا سفید ہونا کہ اصحاب الاولیاء البیاض او نحوہ وارد ہے و نیز لباس سفید موافق حدیث صحیح و رتہ کے علامت جنتی ہونے کی ہے چہاں تم تعلیم و تلقین فرمانا کہ اشارہ ہے طرف مقبولیت شان ارشاد حضرت رضی اللہ عنہ کے پیغم معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بدولت اس پستی و نیستی کے جو خاص مشرف و ملاق حضرت کا تھا جیسا کہ اہل مشاہدہ پر مخفی نہیں بڑی دولتیں ملی ہیں اسی لئے اس طرف مخاطب کو متوجہ فرمایا۔ ششم ثمنوی شریف کے مضامین میں رکہ حسب قول اہل حقیقت کے معنی کلام حق ہے، آپ کی روح مطہرہ کا مستغرق و مشغول ہونا دلیل مناسبت روحانی مولوی معنوی ہے اور حسب آیتہ مع الذین انعم اللہ علیہم الخ دلیل قرب الہی ہے۔ ہفتم حضرت رضی اللہ عنہ کی شفقت و توجہ اپنے خدام کی طرف کہ موقوف ہے حصول اطمینان و سکون پر جس سے ظہور مضمون لانتخاف و لاتخزنو کا بخوبی ہوتا ہے اور اس سے افاضہ برزخیہ کی تائید بھی ہوتی ہے جس کا محققین اثبات کرتے ہیں۔ ایسا ہی خواب رویا لے صالحہ کہلاتا ہے جس کے باب میں ارشاد نبوی ہے یراہ المسلم او ثری لہ والحمد للہ تعالیٰ علی ذالک۔ ختم شد



[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)



[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)



[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

## کتاب تصوف و سلوک

یقت	ایمانہ علوم الدین امام غزالی ہمسی تعارف کی ممتاز نہیں ہے۔ تصوف سلوک اور اسلامی فلسفے کی زندہ جاوید کتاب۔ ترجمہ مولانا محمد اسحاق نانوتوی (چار جلد کمال) جلد اولیٰ	احیاء العلوم کا اردو ترجمہ مذاق العارفین حجۃ الاسلام امام غزالی
	اسرار تصوف تزکیہ نفس اور اصلاح ظاہر و باطن میں بے نظیر کتاب کا نہایت مستند اردو ترجمہ۔ کتابت، طباعت اعلیٰ۔ مفسر مولانا حسین جلد	کیا ہے سعادت کا اردو ترجمہ اکسیر ہدایت حجۃ الاسلام امام غزالی
	اس مجموعے میں تصوف، عقائد، کلام اور فلسفہ پر امام غزالی کی ۱۶ ادہ مستقل کتابیں شامل ہیں جو عربی سے نایاب تھیں۔	مجموعہ رسائل امام غزالی ادو ۳ جلد
	تصوف کی مشہور کتاب	مکاشفۃ القلوب
	مولانا کی علمی بیاض جس میں تصوف و سلوک کے مسائل کے علاوہ کلیات وفاقت، تصویبات اور طبی مشوجات درج ہیں۔ جلد	بیاض یعقوبی مولانا محمد یعقوب نانوتوی
	اصلاح ظاہر و باطن اور تزکیہ نفس اور راہ طریقت کی مشکلات کا حل اور روحانی علاج کی تسرا بادین۔ تین جلد کمال	تربیت السالک حکیم الامت مولانا اشرف علی
	اسلامی شریعت کے حقائق و اسرار اور تمام علوم اسلامی پر عقائد کتاب کا مستند اردو ترجمہ۔ جلد اولیٰ	حجۃ اللہ البالغہ دارود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
	دعوت و تفریح اور نصیحت میں بلند پایہ کتاب جس میں احادیث سے شرک و برکت کا راز و حریفانے متقدمین کے حالات ہیں۔ جلد	مجالس الابرار شیخ احمد رومی
	مولانا تانوی کے ملفوظات جمع کردہ مفتی محمد شفیع	مجالس حکیم الامت
	حضرت حاجی اماد اللہ کی جلدیں تصانیف کا مجموعہ جلد	کلیات امدادیہ
	اس موضوع پر بہترین کتاب۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکیا صاحب	شرعیات و طریقت کا تلامزم
	امام جلال الدین سیوطی کی کتاب کا ترجمہ مولانا محمد عیسیٰ	نور الصدور فی شرح القبور
	حکیم الامت مولانا اشرف علی تانوی (تصوف و اخلاق)	تعلیم الدین مدلل
	شیخ عبدالقادر جیلانی کے مواظفہ کا نام ترجمہ۔ ترجمہ مولانا عاشق الحق علی پوری	فیوض یزدانی
	شیخ جلیل القادر جیلانی کی عقائد اسلام و تصوف پر بے نظیر کتاب۔ ترجمہ عبداللہ جلال	غنیۃ الطالبین
	دارالاشاعت اردو بکازار گراچی	نہرت تہ منت ناکہ سلامت بیچ کر سلب فرمایں



# **Maktabah Mujaddidiyah**

[www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)

This book has been digitized by Maktabah Mujaddidiyah ([www.maktabah.org](http://www.maktabah.org)).

Maktabah Mujaddidiyah does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah Mujaddidiyah, 2012

Files hosted at Internet Archive [[www.archive.org](http://www.archive.org)]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to [ghaffari@maktabah.org](mailto:ghaffari@maktabah.org), or go to the website and click the Donate link at the top.